Presented by: www.ziaraat.com

طالب دعا - سید عباس رضوی

من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاہلیۃ

بغیر معرفت امام زمانہ جو مرا کفر کی موت مرا

(حدیث)

جزیرۂ برمودا

حضرت حجت (ع) کی اقامت گاہ؟

حصۂ دوم

قیامتِ صغریٰ

از
مروج الاحکام مولانا سید محمد عباس قمر زیدی

(ناشر)
جمعیت المنتظرین ۲/۹۱۹ گلستان مصطفیٰ کراچی نمبر ۳۸

قیمت: ـــــ بیس روپے

Presented by www.ziaraat.com

بسم الله الرحمن الرحیم ۔ لبیک یا مہدی

۱۹۹۲

جملہ حقوق بحق جمعیت المنتظرین محفوظ

چوتھا ایڈیشن

نام کتاب: جزیرہ برمودا ۔ حضرت حجت (عج) کی اقامت گاہ؟
مؤلف: مروج الاحکام الحاج مولانا سید محمد عباس قمر زیدی
ناشر: جمعیت المنتظرین ۔ (مکتبہ معراج الادب کراچی)
کتابت: سید محمد حسین و محمد احسان کاتب
سال طباعت: مئی ۱۹۸۷ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
مطبع: انجمن پریس ۔ لارنس روڈ ۔ کراچی
طباعت چہارم مارچ ۱۹۹۱ء
قیمت بیس ۲۰ روپے صرف

کتاب ہذا اور مکتبہ معراج ادب کی دیگر مطبوعہ کتابیں جملہ قومی کتب فروشوں کے یہاں دستیاب ہیں۔

—— علاوہ ازیں ——

مکتبہ کے دفتر: بیت العباس 919/20 گلستان مصطفےٰ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸ سے بھی طلب کی جاسکتی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

باسمہٖ تعالیٰ

اھدار و التجا

جہانِ ہستی کی بقا کے اس رمز کی بارگاہ میں جس کے
وجود کی برکت سے اس کائنات میں حیات، رنگ و بو
اور چہل پہل باقی ہے۔

نیز

اس محبوب سے محبت کرنے والے عاشقوں!
اس کے کوئے محبت میں سرگرداں پھرنے والے دیوانوں
اس کی یاد میں خونبار دِل کے ساتھ دردِ ہجر میں تڑپنے والوں
اس کے فراق میں اشکبار آنکھوں سے انتظار کرنے والوں
اس کے ناصروں اور خادموں میں شامل ہونے کی تمنا کرنے والوں
کے لئے
اس اِلتجا کے ساتھ
کہ

اے مصداق عطائے کوثر، اے لختِ دل فاطمہؑ وحیدرؑ۔ اے نقطۂ کمال نورِ دادر بس اب جلد جزیرۂ برمودا سے خانۂ کعبہ کا رُخ کر کے پرچم حق کو بلند کیجیے اور ظلم وجور سے بھرپور دنیا کو عدل وانصاف سے پُر کر دیجیے۔

Presented by www.ziaraat.com

فہرست مطالب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش گفتار	۵
۲	تقریظ	۱۳
۳	مطلعِ نور	۱۷
۴	شہرت خبر ولادت	۱۹
۵	تجلیات در عہد پدر	۲۲
۶	غیبت صغریٰ میں تجلیات امام عصر	۲۹
۷	غیبت کبریٰ میں امام عصر کی تجلیات	۳۴
۸	حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شخصی زندگی	۳۷
۹	زوجہ و اولاد	۳۹
۱۰	اقامت گاہ	۴۲
۱۱	مثلث برمودا	۵۸
۱۲	نتیجہ تحقیقات	۶۳
۱۳	سفید پانی	۶۹
۱۴	ضروری توجہ	۷۳
۱۵	جغرافیہ مثلث برمودا	۷۵
۱۶	اُڑن طشتریاں	۹۳
۱۷	جزیرۂ خضراء	۱۰۳
۱۸	سخن آخر	۱۳۴
۱۹	علامات ظہور	۱۴۱
۲۰	خصوصی ہدایت	۱۶۹
۲۱	فہرست کتب	۱۷۵

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گُفتار

دس بارہ سال پہلے کی بات ہے کہ میرے ایک دوست جو پانی کے جہاز پر ملازم تھے اور اکثر دُور دراز کے سفر پر جایا کرتے تھے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس مرتبہ تو ہم عجیب جگہ ہو کر آئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ عجیب جگہ کون سی ہے تو فرمایا کہ ہمارا جہاز بحر اوقیانوس سے گزر رہا تھا وہاں پتہ چلا کہ یہاں ایک مثلث ہے جس کی تین سمتوں سے مختلف نشانات کے ذریعہ حد بندی کی گئی ہے کیونکہ جو جہاز وہاں جاتا ہے غرق ہو جاتا ہے بلکہ جو ہوائی جہاز بھی اس مثلث کے علاقے پر پرواز کرتا ہے اسے بھی کوئی قوت کھینچ کر غرق کر دیتی ہے۔ اس لئے سب سواریاں اس سے بچ کر گزرتی ہیں۔ اس مثلث کا نام مثلث برمودا ہے۔ چنانچہ ہمارا جہاز جب اس مثلث کے قریب پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ عیسائی ملازمین اس مقدس علاقہ کو بڑی عزت و احترام سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا یہاں کوئی پوشیدہ طاقت رہتی ہے جس کا راز ابھی تک کسی پر منکشف نہیں ہو سکا۔ وہ طاقت ہر اس چیز کو جو اس علاقے میں داخل ہوتی ہے نیست و نابود کر دیتی ہے۔ اور بعض مسلم کہتے ہیں کہ یہ جگہ امام وقت سے متعلق ہے۔ اپنے دوست سے جب میں نے یہ تحقیق

Presented by www.ziaraat.com

سُنی تو میں بھی کچھ دیر کے لئے محوِ حیرت ہو گیا اور میں نے طے کیا کہ اگر حیاتِ مستعار نے موقع دیا تو میں اس مقام کے متعلق مزید معلومات حاصل کر کے ضبطِ تحریر میں لا کر نشر کروں گا۔ کیا تعجب کہ میرے امام ہی سے اس جگہ کا تعلق ہو۔

اس کے بعد بھی میں کبھی کبھی مثلث برمودا کے متعلق کچھ سنتا رہا۔ جس سے میرے ذوقِ جستجو میں ہمیشہ مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ چنانچہ جب میں ستمبر ۸۵ء میں جعفریہ اسلامک سوسائٹی کی دعوت پر عشرہ محرم کی مجالس پڑھنے کے لئے لاس انجلیز (امریکہ) بذریعہ پین ایم روانہ ہوا تو فرینکفرٹ (جرمنی) سے روانگی کے موقع پر طیارہ میں بتایا گیا کہ ہم بحر اوقیانوس پر مسلسل پرواز کریں گے۔ بحر اوقیانوس کا نام سُن کر مجھے فوراً مثلث برمودا یاد آ گیا اور میں خیالات میں مستغرق ہو کر ایک خاص کیف محسوس کرنے لگا۔ اور میں نے طے کیا کہ میں اس مثلث کے متعلق امریکہ میں مزید معلومات حاصل کروں گا۔ اس سفر کے دوران مجھے شکاگو، نیویارک، اٹلانٹا، ٹورنٹو و وینکوور کناڈا جانے کے ساتھ ساتھ انجائنا کا مریض ہونے کی وجہ سے فضل آئمہ اور شہدائے کربلا کے صدقے میں حیرت انگیز طور سے شکاگو کے ایلونائے یونیورسٹی اسپتال میں کامیاب بائی پاس سرجری سے گزرنا پڑا جس کی بنا پر امریکہ میں قیام کی مدت میں اضافہ ہو گیا۔ اور تقریباً

Presented by www.ziaraat.com

ہر مقام پر مثلث برمودا موضوعِ گفتگو رہا۔ جس سے پتہ چلا کہ مثلث برمودا پوری دُنیا کے لئے دلچسپ حیرت انگیز اور ناقابلِ فہم مقام ہے۔ جس پر ہر زبان میں سینکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں مگر اس مقام کا معمہ حل نہیں ہوسکا۔ انگریزی زبان میں بھی بہت سی کتابیں ہیں اور ترقی و ٹیکنالوجی کے نقطۂ عروج پر فائز ہونے کے باوجود امریکہ و روس جیسے ممالک بھی اس علاقہ کے واقعات پر انگشت بدنداں ہیں اور ان کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں بلکہ اکثر خوف زدہ ہوکر یہی کہتے ہیں کہ یہاں کوئی ناقابلِ فہم طاقت موجود ہے۔

ان معلومات نے میرے جذبۂ شوق کو اور مہمیز کردیا اور میں نے نیت کی کہ انشاء اللہ صحت کلی کے بعد مزید معلومات حاصل کروں گا۔ چنانچہ جون ۱۹۸۶ء میں جب مجھے حیات جدید کے دوبارہ عطا ہونے کے شکریہ کی ادائیگی کے لیے روضۂ حضرت امام رضا علیہ السلام و جناب معصومۂ قم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو دَوران قیام اپنے دوست حجۃ الاسلام آقائے سید حسن ناصر الدین صاحب رضوی کے ذریعے علم ہوا کہ اس موضوع پر فارسی زبان میں ایک اہم ترین کتاب موجود ہے۔ میں نے موصوف سے ہر حالت میں جلد کتاب خریدنے کی فرمائش کی۔ خدا کا شکر کہ دوسرے ہی روز مجھے کتاب مل گئی جس کو پانے کے بعد میں نے اپنے قلب و دماغ میں جو مسرت محسوس کی اس کا اظہار الفاظ میں ناممکن ہے۔ کتاب کا نام "جزیرۂ خضراء"

Presented by www.ziaraat.com

تحقیق پیرامون مثلث برمودا تھا۔ جو تقریباً ۲۷۰ صفحات پر مشتمل تھی۔ میں کتاب کا نام ہی دیکھ کر بھڑک گیا۔ مگر مجھے جلد کتاب کے تفصیلی مطالعہ کا موقع نہ مل سکا بلکہ ستمبر ۱۹۸۶ء میں مجھے دوبارہ جب معصوم سینٹر شکاگو کی دعوت پر عشرہ محرم کی مجالس پڑھنے اور اپنے چیک اپ کرانے کے لئے امریکہ کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی تو یہ کتاب میرے ساتھ تھی۔ جس کا میں کبھی کبھی کچھ مطالعہ کر لیا کرتا تھا۔ اور اکثر مومنین سے اس موضوع پر گفتگو بھی رہتی تھی۔ کہ میرے دوران قیام ہی شکاگو میں یہ خبر سُنی گئی کہ ایک روسی آبدوز مثلث برمودا میں حادثہ کا شکار ہو گئی۔ چونکہ اس خبر کا چرچا ہر زبان پر تھا اس لئے ذیل میں ایسے ہی اور بہت سے واقعات وحادثات بھی سُننے گئے جو اکثر اس علاقے میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک دن دوران گفتگو ایک صاحب نے جو شکاگو میں زیر تعلیم ہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ بی بی سی نے مثلث برمودا کے متعلق یہ نشر کیا تھا کہ یا تو یہ جگہ حضرت عیسیٰ سے متعلق ہے یا مسلمانوں کے امام مہدیؑ سے ہے۔ میں نے اس کا ثبوت چاہا تھا تو انہوں نے بی بی سی سے رابطہ قائم کر کے فرمایا کہ یہ رائے بی بی سی کی نہ تھی۔ بلکہ بعض کا قول نقل کیا گیا تھا۔ میں چونکہ ان واقعات سے بے حد متاثر تھا اس لئے جنوری ۱۹۸۷ء میں وطن واپس آکر میں نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ آغاز ہی میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید شہاب الدین

Presented by www.ziaraat.com

المرعشی النجفی زاد فیوضہم العالی کی تحریر کردہ تقریظ پر نظر پڑی جو کتاب کے با اہمیت ہونے پر دلیل تھی۔ کیونکہ علم رجال و فقہ و حدیث و تقویٰ و پاکیزگی کردار میں آپ کی ذات والا صفات اس دور میں پوری دُنیا میں مسلّم ہے لہٰذا کسی کتاب کے مضامین کی صحت پر آپ کی تصدیق اور کسی مؤلف و مصنّف کی آپ کے قلم سے تعریف و توصیف ہی اس کے لئے ایک عظیم سند ہوتی ہے۔

دراصل یہ کتاب عربی زبان کے مشہور و معروف انشا پرداز جناب ناجی النجار دام اقبالہٗ کی تالیف ہے جس کا فارسی میں ترجمہ حضرت حجۃ الاسلام آقائے شیخ علی اکبر مہدی پور تبریزی مدظلہٗ العالی نے فرمایا ہے میں نے کتاب کا بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیا اور طے کیا کہ اس کتاب کے مضامین کا اردو زبان میں طبع ہونا اشد ضروری ہے اور شاید یہ سعادت میرے لئے مقدر ہے۔ مگر دقت یہ پیش آئی کہ اگر میں کتاب کا مکمل ترجمہ کرتا ہوں تو کتاب کی ضخامت کی وجہ سے اس کی طباعت و اشاعت قدرے مشکل امر ہے۔ اور اگر یہ منزل طے بھی کرلی جائے تو پاکستان میں مذہبی بدذوقی کے اس بدترین دَور میں صاحبانِ ذوق کے لئے اس کی خرید مشکل ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بجائے مکمل ترجمہ کے کتاب کے اصل مضامین کو مختصر کرکے بطور اقتباس کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے چنانچہ باوجود علالت طبع کے خصوصی لگن اور حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی

Presented by www.ziaraat.com

خصوصی توجہ کی بنا پر میں نے بہ عجلت اس فریضے کو انجام دے دیا۔

دورانِ تحریر مجھے خیال آیا کہ میری کتاب "قیامتِ صغریٰ" نہایت مقبول کتاب ہے۔ چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں مگر اب پڑھنے والوں کا اصرار ہے کہ مزید علاماتِ ظہور تحریر کی جائیں یا ان علامات کو علیحدہ تحریر کیا جائے جن کا ابھی عالمِ وجود میں آنا باقی ہے تاکہ ایک نظر میں ان علامات کا مطالعہ کر کے لمحاتِ انتظار میں زیادہ شدت پیدا کی جائے اور روزمرہ کے بدلتے ہوئے عالمی حالات کی جانب خصوصی توجہ رکھی جائے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ وہ کتاب بھی مقبول حضرت حجت علیہ السلام ہے۔ اور یہ سعی بھی انھیں کی عنایتِ خصوصی کی بنا پر کی جا رہی ہے لہٰذا اس کتاب کو قیامتِ صغریٰ کا دوسرا حصہ قرار دے کر اہم علامات و واقعات کا اضافہ کر دینا مناسب ہے۔ تاکہ کتاب کی دلچسپی و اہمیت میں اضافہ ہو سکے۔ اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ میری اس تمام محنت کا محرک صرف ایک جذبہ تھا جو میرے دل میں جزیرۂ خضرا کتاب کے مطالعہ سے پیدا ہوا۔ اور وہ یہ کہ اس کے مؤلف جناب ناجی نجار اور مترجم جناب حجتہ الاسلام علی اکبر مہدی پور نے جزیرہ خضرا کے تمام واقعات کا مثلث برمودا کے واقعات سے تطابق کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ واقعات کی تمام مشابہت کے باوجود ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ مثلث برمودا ہی جزیرۂ خضرا ہے۔ اور یہی حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی اقامت گاہ ہے مگر ہمیں یہ

Presented by www.ziaraat.com

یقین ضرور ہے کہ مطالعہ کرنے والا جتنی دیر تک ہماری کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہے گا اتنی دیر تک اس کی توجہ اپنے امام کی جانب ضرور مبذول رہے گی۔ اور امام کی جانب توجہ اور ان کی زیارت کے شوق میں گزرنے والے لمحات اور لمحات انتظار میں شدت پیدا کرنے والی کیفیت یقیناً عبادت ہے اور یہ ایسی کیفیت ہے جس میں ذات پروردگار بھی شریک ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ انتظار کرو میں بھی انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ بس اس کیفیت نے مجھے مجبور کر دیا۔ اور اسی کیفیت وجذبہ کے تحت عالم انتظار میں پروئے ہوئے چند موتی موجودہ کتاب کی شکل میں اپنے اس محبوب امام کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کی ادنیٰ سی توجہ میری زندگی میں خوشگوار انقلاب اور آخرت میں نجات کی ضامن ہو سکتی ہے۔ اللھم عجل فرجہ۔ وہی ذات آج ہر مومن کی توجہ کا مرکز ہے اور میری موجودہ کتاب اس ذات کی جانب توجہ مبذول ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خصوصاً دوران مطالعہ اور یہی میرا مقصد تھا۔

میں تہہ دل سے شکر گذار ہوں اصل کتاب کے مؤلف و مترجم کا جنہوں نے نجات کا قیمتی ذخیرہ اس مادی دور میں ہر مطالعہ کرنے والے کے لئے نہایت محنت سے کتابی شکل میں جمع فرما دیا۔ میں ملتجی ہوں جملہ منتظرین امام سے کہ وہ غیبت کبریٰ کے

Presented by www.ziaraat.com

اہم دَور میں اس کتاب کا مطالعہ کرکے اپنی توجہ کو امام کی جانب ضرور مبذول فرمائیں اور میری غلطیوں کی اصلاح فرماتے ہوئے مجھے دعائے خیر میں فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

عاصی وگنہ گار۔ سراپا انتظار

احقر الناس
سیّد محمّد عبّاس قمر زیدی

$\frac{919}{20}$ گلستان مصطفیٰ کراچی نمبر ۳۸

۵ ار شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

معذرت :۔ میں نے نہایت عُجلت میں فارسی کتاب سے اُردو میں ترجمہ کیا ہے اس لئے زبان کی عدم شستگی۔ مضمون کی بے ربطی اور تلفظ کی غلطی کو نظر انداز فرمائیں۔ خصوصاً انگریزی کے الفاظ کا ترجمہ فارسی تلفظ سے کیا گیا ہے اس لئے ان میں غلطی کا رہ جانا لازمی بات ہے۔ لہٰذا میں ان کوتاہیوں پر پر قارئین سے معذرت خواہ ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

تقریظ

علّامہ، بزرگ حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے حاج سیّد شہاب الدّین مرعشی نجفی مدظلہ العالی قم

بسمہ تعالیٰ

وہ خدائے بزرگ و برتر لائق ستائش و تشکر ہے جس نے حجت باہرہ کے باوجود اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ جہان ہستی کے باقی رہنے کے راز کو ان میں موجود رکھا۔ وہ راز اگر ایک لحظہ زمین پر موجود نہ رہے تو زمین مع اپنے ساکنین کے آن واحد میں تباہ ہو جائے۔ صلوات و سلام افضل پیغمبران و اشرف سفیران الہٰی ہمارے سیّد و سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور ان کی عترت و اہلبیت ؑ پر خصوصاً ان کے پسر عم جانشین و ان ؐ کے علوم کے وارث امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر۔

صاحبانِ غور و فکر و صاحبانِ نظر پر پوشیدہ نہیں کہ ظہور مہدی موعود (عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ) ان مسائل میں سے ہے کہ جن کا یقین تمام ادیان کے پیرو عیسائی، یہودی، زرتشتی اور بُت پرست تک آپس میں

Presented by www.ziaraat.com

اختلاف نظر رکھنے کے باوجود اس مسئلہ میں اتفاق نظر رکھتے ہیں انتہا یہ ہے کہ ملحد بھی معتقد ہیں کہ جہان ہستی میں ایک بار فساد ضرور برپا ہوگا جس کی اصلاح ایک طاقتور مصلح کے ذریعہ ہوگی اس وقت جب کہ زمین سے عدل و انصاف ختم ہو جائے گا۔ تب وہ مصلح عدالت و انصاف کے ساتھ حکمرانی کرے گا۔ آسمانی ادیان کے ماننے والوں خصوصاً مسلمانوں نے اس ذیل میں بے شمار کتابیں اور رسالے تحریر کئے ہیں جن میں اس مصلح الہٰی کے وجود کو ثابت کیا گیا ہے انہوں نے کسی بھی نوعیت سے اس موضوع کے بارے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ علمائے اعلام و مومنین کے گروہ مثل مقدس اردبیلی، سید بحر العلوم، حاج علی بغدادی ہمارے مولا حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ، کی زیارت کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور کچھ علمائے بزرگ نے آپ کے دیدار کی شرح میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے ہمارے استاد حدیث مرحوم ثقۃ الاسلام نوری ہیں جنہوں نے اہم ترین کتاب (نجم الثاقب) تالیف فرمائی اور آپ کے شاگرد گرانقدر علامہ محمد باقر بیرجندی نے اس بارے میں (بغیۃ الطالب فیمن رای الامام الغائب) تالیف فرمائی اور اسی طرح دوسری بہت سی کتابیں ہیں جن کو متقدمین و متاخرین نے تالیف فرمایا ہے۔

حضرت کے بارے میں یوں تو بہت سے مسائل قابلِ غور ہیں لیکن اس دور میں نہایت قابلِ اہمیت داستان (جزیرۂ خضراء) ہے جہاں تک دانشمند عالی قدر علی بن فاضل مازندرانی نے رسائی کی اور

Presented by www.ziaraat.com

ان کو حضرت ولی عصرؑ کے دیار میں پہنچنے کا شرف حاصل ہوا۔ داستان جزیرۂ خضرا اس آخری زمانہ تک ایک ابہام کی نوعیت اختیار کئے ہوئے تھی کیونکہ یہ علم نہ تھا کہ دُنیا کے کون سے خطہ میں یہ جزیرہ واقع ہے اور اس کا جغرافیہ اور حدود اربعہ کیا ہے یہاں تک کہ اس عصر کے محققین تعجب انگیز حوادث سے جب (مثلث برمودا) میں دوچار ہوتے تو انہوں نے وہاں کے حوادثات و عجائبات کے ذیل میں کتابیں رسالے اور مقالے تحریر فرمائے اور علمی مجلات و روزمرہ اخبارات میں شائع کئے جو دنیا میں منتشر ہوئے۔ جن لوگوں کو اس ذیل میں توفیقِ تحقیق نصیب ہوئی ان میں مذہب کے سلسلہ میں خدمات انجام دینے والے، دین میں تلاش و جستجو رکھتے ہوئے جملہ تحقیقات کو رشتۂ تحریر میں منسلک کرنے والے جوان حجۃ الاسلام شیخ علی اکبر مہدی پور تبریزی ہیں جنہوں نے کتاب جزیرۂ خضرا تحریر فرمائی اور اہم ترین شواہد و قرائن کے اعتبار سے جزیرۂ خضرا کا انطباق مثلث برمودہ سے بیان فرمایا۔ اس تحریر کے سلسلے میں موصوف نے نہایت تحقیق و جستجو سے کام کیا اور نہایت زحمت برداشت کرکے اپنی تحریر کو منظر عام پر لائے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ تحقیق ایک قابلِ قدر کتاب بن گئی جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ چند صفحات اس کتاب کے میرے سامنے پڑھے گئے میں نے ان کو سُنا تو ایسا ہی پایا جیسا کہ میں نے بیان کیا۔

میں دعا گو ہوں کہ پروردگار متعال انھیں بہترین جزا عنایت فرمائے اور لبریز جام سے سیراب فرمائے۔ خاتم اوصیاء (عجل اللہ فرجہ) کے ساتھ ان کا

Presented by www.ziaraat.com

حشر ہو اس حوزہ علمیہ میں ان کے مثل کثرت سے صاحبانِ علم پیدا ہوں۔ انشاء اللہ۔

اہلبیتؑ عصمت و طہارت کے علوم کی قلم سے
خدمت کرنے والا
ابو المعالی سید شہاب الدین مرعشی نجفی
خداوند تعالیٰ سید مظلوم علیہ السلام کے
جد کے پرچم کے نیچے ان کو محشور فرمائے
آمین۔
حوزۂ علمیۂ قم ایران

دستخط و مہر شریف

Presented by www.ziaraat.com

مطلع نور

سنہ ۲۵۵ھ[1] ماہ شعبان کی پندرھویں رات اپنے دامن کو سمیٹ کر آسمان کو ترک کرنے والی تھی، مُرغِ سحر آسمان پر بکھرے ہوئے ستاروں کو ایک ایک کرکے چگنے میں مشغول تھا۔ نسیم صبح دریائے دجلہ کے لبوں اور نونہالانِ چمن کے رُخساروں کو چُومنے میں مصروف تھی۔ سرزمین عراق کا تاریخی شہر "سامرہ" اپنے چہرے سے ظلمت کی سیاہ نقاب کو اُتار رہا تھا۔ اور سُورج کی رُوپہلی و سُنہری کرنیں اُفق کے سیاہ سینہ کو شگافتہ کرنے کی تیاری کر رہی تھیں کہ یکایک مؤذن کی آواز بلند، دروازہ سحر باز صبح خجستہ نمودار اور مبارک دن ضیا بار ہوا۔ وہ دن جو دوسرے تمام دنوں سے مختلف تھا۔ کیونکہ آج ابھی ابھی اس تاریخی شہر میں ایک ایسا بچہ عالمِ وجود میں آیا جس نے آتے ہی عظمتِ خدا کا ترانہ سُنا کر اپنی چھوٹی اُنگلی کو آسمان کی جانب بلند کیا اور بے ساختہ ایک چھینک لاکر فرمایا:۔

الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ علیٰ محمد و آلہ الطاہرین...الخ۔

تمام حمد و تعریف مخصوص ہے خدا کے لئے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور بے پایاں درود خدا محمدؐ و آل محمدؐ پر..... ستمگر یہ خیال کرتے ہیں کہ حجت خدا دُنیا سے جا چکی ہے لیکن خدا اگر حکم ظہور عطا فرمادے تو شک و تردید درمیان سے ختم ہو جائے۔ آنے والے نے آفتاب کے

---

[1] الزام الناصب ص ۲۴ و کمال الدین ص ۴۳۰ و غیبت شیخ طوسی ص ۱۴۷۔

Presented by www.ziaraat.com

نمودار ہونے سے پہلے اپنی آنکھوں کو اس جہان میں اس لئے کھولا کہ تاکہ آفتاب ہمیشہ پشتِ سر رہے۔

سرور و انبساط ہر جگہ پھیل گیا۔ اور ماں کی آنکھوں میں عقیدت و محبت کی بجلیاں کوندنے لگیں۔ پدر گرامی جن کی نگاہوں کے جام سے نشاط کی موجیں بکھر رہی تھیں نے فرمایا۔ تعریف اس خدا کی جس نے مجھے زندہ دکھا تاکہ میں اپنے جانشین کو جو مجھ ہی سے ہے اور سیرت و صورت میں رسول اکرمؐ سے مشابہ تر ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ خدا اس کی پردے کے پیچھے حفاظت فرمائے گا۔ اور پھر وہ ظاہر ہو کر زمین کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ جب کہ زمین ظلم و ستم سے پُر ہو چکی ہو گی۔[۱]

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی جناب حکیمہ خاتون کا چہرہ ان مناظر کو دیکھ کر حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا اور محبت و تعجب و شوق کے آنسو آنکھوں کے حلقوں میں گردش کرنے لگے۔ بغیر ظاہری آثار کے ایسے بچے کا عالم وجود میں آنا علاوہ مشیت و مصلحت الہٰی کے حدود عقل میں محدود ہونے سے بالاتر تھا۔ کچھ دیر پہلے دل میں آنے والے وسوسہ پر شرمندگی کے ساتھ نومولود کے چہرے پر ماں کی نظریں بار بار فدا ہو رہی تھیں۔

ابھی بچہ ماں کی آغوش کے گہوارہ ہی میں تھا کہ "ابو نصر" خادم

---

[۱] منتخب الاثر ۳۴۲ - کفایۃ الاثر ص ۲۹۱

Presented by www.ziaraat.com

کی جانب متوجہ ہو کر گویا ہوا۔ ابو نصر مجھے پہچانتے ہو؟ میں خاتم الاوصیاء ہوں۔ خداوند عالم میرے وسیلہ سے شیعوں پر نازل ہونے والی بلاؤں کو دور کرتا ہے[۱]

شہرتِ خبرِ ولادت

حجتِ خدا کی ولادت خاندان امامت میں نہایت اہمیت کی حامل تھی۔ ضروری تھا کہ اس ولادت کو اس طرح مخفی رکھا جائے کہ کوئی دشمن آگاہ نہ ہو سکے تاکہ حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی جان دشمنوں کی گزند سے محفوظ رہے۔

دوسرے یہ بھی لازمی تھا کہ ولادت باسعادت کی خبر دوستوں میں اس طرح مشہور ہو جائے کہ ہزاروں سال کے طول میں کسی کو مجالِ تردید و تکذیب نہ ہو سکے۔

چنانچہ دونوں ذمہ داریاں بہت اچھے طریقے سے انجام دی گئیں۔ مخفی تو اس طرح رکھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی کو بھی آنحضرت کے روزِ وفات تک علم نہ ہو سکا۔ حکومت و خلافت کے تمام جاسوس اپنی تمام قوتیں صرف کرنے کے باوجود آپ کی ولادت کی کوئی اطلاع امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت اور اس کے بعد تک حاصل نہ کر سکے۔ باوجودیکہ بہت سی مرتبہ آپ کے

---

[۱] غیبت شیخ طوسی ص ۱۴۸ و کمال الدین ص ۴۴۱۔

Presented by www.ziaraat.com

بیت الشرف پر پوشیدہ رکھی گئی مگر کوئی سوئی کے ناکے کے برابر بھی ثبوت نہ مل سکا۔

شہرت ولادت کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ دُنیا بھر کے شیعوں کے کانوں تک یہ خبر پہنچائی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ذاتی طور سے اپنے وکیل کو قم میں خط تحریر فرمایا جس میں تحریر کیا کہ :۔

اے احمد ابن اسحٰق خدا نے ہمیں ایک فرزند عطا فرمایا ہے چاہتا ہوں کہ تمہیں اس مسرت بخش خبر سے آگاہ کر دوں۔ تاکہ تم بھی ہماری خوشی میں شریک ہو سکو۔ لیکن اس راز کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔ اور کسی سے نہ کہنا مگر خاص دوستوں اور خالص شیعوں سے۔[1]

"حسن بن حسین" امام حسن مجتبٰی علیہ السلام کی نسل کے جوان امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور فرزند مسعود کی ولادت کی مبارکباد پیش کرتے ہیں[2] امام حسن عسکری السلام اپنے نزدیک ترین صحابی عثمان بن سعید کو اپنے پاس طلب فرما کر حکم دیتے ہیں کہ ۱۰/۰۰۰ رطل روٹی اور ۱۰/۰۰۰ رطل گوشت خرید کر بنی ہاشم میں تقسیم کر دو[3] اس کے علاوہ امام خود سامرا میں جس قدر شیعہ خاندان آباد تھے ان میں سے ہر ایک گھر میں

---

[1] کمال الدین ص ۴۳۴ [2] غیبت شیخ طوسی ص ۱۵۱

[3] ایک رطل عراقی برابر ہے ۸۴ مثقال کے۔

Presented by www.ziaraat.com

ایک بکرا ذبح کر کے بھجواتے ہیں اور جو شیعہ سامرا سے باہر رہتے ہیں۔ ان کے لئے ایک ایک زندہ بکرا روانہ کرتے ہیں تاکہ حضرت مہدی (ع) کے عقیقہ کی نیت سے ذبح کر کے کھائیں لے

اس وقت جب کہ محمد ابن ابراہیم کوفی امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں باریاب ہوتے ہیں تو امام ان سے اُن تمام شیعوں کے نام بتاتے ہیں جن کو عقیقہ کے بکرے روانہ کئے تھے امام کا مقصد یہ تھا کہ خالص شیعہ اس ولادت کے گواہ ہو جائیں تاکہ وقت ضرورت گواہی دے سکیں۔ اور درحقیقت یہی مصلحت تھی کہ فرزند کے شب ولادت آپ جنابؑ حکیمہ دختر جناب امام جواد اور خواہر امام ہادیؑ کو مدعو فرماتے ہیں اور شب میں مہمان رہنے کی خواہش فرماتے ہیں تاکہ وہ بھی گواہ بن سکیں اس لئے کہ بنی ہاشم کے خاندان میں ان سے زیادہ محترم و معتمد کوئی خاتون نہیں ہیں۔

اور یہی سبب تھا کہ جو آپ نے اس شب ایک قابلہ (دائی) کو دعوت دی جو ایک زن صالحہ غیر شیعہ تھی تاکہ وہ بھی اپنے اہل میں دلیل بن سکے۔ بعد کو اسی دائی کے ذریعہ اس کے بہت سے وابستگان نے ہدایت پائی۔ ولادت کے تیسرے دن امام علیہ السلام نے حضرت بقیۃ اللہ (ع) مولود مسعود کو شیعوں کے ایک گروہ کو دکھلایا تاکہ وہ حجتِ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور کسی قسم کی تردید کا امکان باقی نہ رہے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ

Presented by www.ziaraat.com

(یہ میرا جانشین اور تمہارا صاحب[1] میرے بعد) یہ وہی قائم ہے جس کے انتظار میں آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی یہ ظہور کرے گا اور جہان کو عدل وداد سے بھر دے گا۔ بعد اس کے کہ وہ جور وستم سے پُر ہو چکی ہوگی۔

تجلیات امامِ زماں (ع) در عہد پدر :۔ عمر کے ۵ سال جو آپ نے اپنے پدر گرامی کے عہد میں بسر فرمائے ان میں بہت سے شیعوں کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ چند کے نام ہم تحریر کر رہے ہیں۔

(۱) احمد ابن اسحٰق - وکیل امام عسکری علیہ السلام قم۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ آپ کے بعد ہمارا امام کون ہے۔ یہ سنکر امام وارد خانہ ہوتے ہیں اور ایک بچّہ کو بغل میں لے کر تشریف لاتے ہیں۔ پھر اسحٰق کہتا ہے کہ بچہ تقریباً تین سال کا تھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا[2]

(۲) عمر و اہوازی (۳) محمد بن عثمان عمری (۴) محمد ابن ایوب ابن نوح (۵) معاویہ بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ ہم چالیس شیعہ تھے جو امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ آپ نے ہمارے سامنے اپنے فرزند بزرگوار حضرت مہدی (عجل) کو پیش فرمایا اور کہا کہ یہ تمہارا امام ہے۔ میرے بعد اور تمہارے درمیان میرا جانشین ہے۔

---

[1] کمال الدین ص ۴۳۱ [2] بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۴

Presented by www.ziaraat.com

ان کے حکم کی تعمیل کرنا اور دین میں اختلاف نہ کرنا تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ پھر فرمایا تم اسے اب دوبارہ نہ دیکھ سکو گے۔ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس ملاقات کے کچھ مدت بعد امام عسکری دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔

ان کے علاوہ دوسری معروف شخصیتیں جنہوں نے امام زمانہ کی زیارت کی یہ ہیں (۱) یعقوب بن منقوش (۲) ابراہیم بن محمد فارس نیشاپوری۔ بیان کرتا ہے کہ حاکم وقت مجھ پر ناراض ہوا اور اس قدر دشمن ہوا کہ اس نے میرے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا۔ میں نے اپنے اعزہ کو رخصت کیا اور بہت دُور بھاگنے کا ارادہ کر کے امام حسن عسکری علیہ السلام سے رخصت ہونے کے لئے تیزی سے ان کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ امام کے پہلو میں ایک آقازادہ بیٹھا ہوا ہے جس کا رُوئے مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ آقازادہ نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے ابراہیم فرار مت کر خداوند عالم تجھے اس کے شر سے محفوظ فرمائے گا۔ ابراہیم ان بزرگوار کے الفاظ سے حیرت زدہ ہو چکا تھا۔ لہذا گھبرا کر حضرت امام حسن عسکری ؑ سے پوچھا۔ مری جان آپ کے قربان۔ یہ آقازادہ کون ہے جو میرے دل کی گہرائی کی خبر دے رہا ہے۔

امام نے فرمایا یہ میرا بیٹا اور میرا جانشین ہے یہ بڑی مدت تک لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو جائے گا اور اس وقت

Presented by www.ziaraat.com

جب دُنیا جور و ستم سے پُر ہو جائے گی ظہور کرے گا اور جہان کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ میں نے دریافت کیا آقا زادہ کا اسم شریف کیا ہے؟ فرمایا وہ ہمنام رسول اکرم (ص) ہے اور اس کی کنیت وہی ہے اس کے ظہور کے وقت تک اس کا نام اور کنیت لینا جائز نہیں ہے اے ابراہیم جو تو نے آج دیکھا یا سُنا اس کو پوشیدہ رکھنا۔ اور اہل کے علاوہ کسی سے نہ کہنا[1]۔ (۳) ابو ہارون نے روز ولادت زیارت کی (۴) سعد بن عبد اللہ قمی نے حضرت کے کئی معجزے دیکھے اور زیارت کی[2] (۵) عقید خادم امام حسن عسکری علیہ السلام نے بہت سی مرتبہ اس مہر تاباں کا دیدار کیا جب امام اپنے فرزند کو طلب فرمانا چاہتے تھے تو عقید ہی کو لانے کا حکم دیتے تھے۔ جو گھر میں داخل ہو کر نور دیدہ کو پدر بزرگوار کی خدمت میں لایا کرتے تھے[3] (۶) خاندان عصمت و طہارت کے افراد میں سے جناب حکیمہ خاتون امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی علاوہ شب ولادت کے ہر چالیسویں دن زیارت سے مشرف ہوتی تھیں۔ یہ سعادت اور کسی کو نصیب نہ تھی۔ آپ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں جس وقت بھی کوئی سوال پوچھنے کا ارادہ کرتی تو سوال سے پہلے مجھے جواب دے دیتے۔ اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ ہمیں کوئی حادثہ پیش آ گیا تو اسی وقت اس فرزند کی جانب سے رہنمائی حاصل ہو جاتی تھی۔

---

[1] منتخب الاثر ص ۳۵۴ [2] بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۵
[3] بحار الانوار ج ۵۲ ص ۷۸ — ۷۹۔

Presented by www.ziaraat.com

(۷) گھر میں رہنے والے دوسرے ملازمین نے بھی بارہا شرفِ زیارت حاصل کیا۔ مثلاً (۸) ابونصر خادم نے بارہا زیارت کی اور آپ کے گہوارے کے قریب کھڑے ہو کر باتیں کیں اور حدیثیں نقل کیں۔ (۹) ابو غانم خادم نے بارہا دیکھا خصوصاً ولادت سے تیسرے دن زیارت کر کے پورے اوصاف بیان کئے۔ (۱۰) ماریہ کنیز اور نسیم خادم نے بھی زیارت کر کے روایتیں بیان کی ہیں (۱۱) امام حسن عسکری کے عہد میں آخری انسان جو حضرت ولی عصر کی زیارت سے مشرف ہوا ابوسہل اسمٰعیل بن علی نوبختی ہے جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے آخری لمحات میں دیدار امام کے لئے پہنچا اور اس حال میں پہنچا کہ امام وہ پیالہ طلب فرمانا چاہتے تھے جس میں مصطگی جوش دیا ہوا پانی تھا اور آپ بیماری کی شدت کی وجہ سے اس کے خود اٹھانے پر قادر نہ تھے لہذا آپ نے اپنے فرزند حضرت (مہدی ع) سے خواہش فرمائی کہ مدد کریں چنانچہ انہوں نے پیالہ دست مبارک میں لیا۔ اور پدر بزرگوار کو پلایا۔ پھر فرمایا کہ مجھے نماز کے لئے تیار کر دو۔ حضرت ولی عصر (ع) نے مدد کی۔ اور امام نے وضو کیا۔ اور پھر اپنے فرزند بزرگوار سے فرمایا۔

اے میرے فرزند تمہارے لئے خوشخبری ہو کہ تم (صاحب الزمان) مہدی اور زمین میں خدا کی حجت ہو۔ تم میرے فرزند اور میرے جانشین ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ابوسھل بیان کرتا ہے کہ ادھر امام کے الفاظ تمام ہوئے ادھر آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرمادی[1]

اجمالی طور سے مندرجہ بیانات کے نمونوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ۵ سال کی مدت از ۲۵۵ھ تا ۲۶۰ھ تک ہر طریقہ سے اپنے فرزند کی ولادت کی خبر دنیا کے مختلف حصوں میں شیعوں کے کانوں تک پہنچا دی تھی اور جب آپ کو اپنی موت کی قربت کا یقین ہوگیا تو آپ نے چالیس اصحاب خاص کو طلب فرماکر حجت یزداں حضرت صاحب الزماں (عج) کو ان کے سامنے پیش فرماکر اور ان سب کو ان کے امام کی زیارت سے مشرف فرماکر ہر قسم کی تردید کے دروازوں کو بند کر دیا تھا[2] اس کے علاوہ آپ نے کثیر تعداد میں خطوط شیعان خالص کو ارسال فرمائے جو اسلامی مملکت کے مختلف علاقوں میں رہتے تھے بطور نمونہ کتابوں میں وہ خط ہے جو آپ نے اپنی وفات سے ۱۵ یوم قبل (ابوالادیان) کے توسط سے مدائن روانہ فرمایا تھا۔ خصوصاً آپ نے اپنی زندگی کی آخری شب باوجود انتہائی ضعف و ناتوانی کے بہت سے خطوط تحریر فرماکر مدینہ روانہ کئے۔ جن کی وجہ سے حضرت بقیۃ اللہ کی ولادت و وجود سے ہر خالص شیعہ آگاہ ہو چکا تھا۔

۱۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۶

۲۔ کمال الدین ص ۴۳۵ و بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۶

Presented by www.ziaraat.com

اس ذیل میں اہم ترین واقعہ اس وقت ظہور پذیر ہوا جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جنازہ تیار ہو گیا اور نماز جنازہ کے لئے مومنین جمع ہو گئے اگر اس وقت امام اپنے وجود کو ظاہر نہ فرماتے تو بہت سے سادہ لوح شیعہ متزلزل ہو جاتے اور شک و شبہ کی دنیا میں غرق ہو جاتے خصوصاً ایسے حالات میں کہ جب حکومت خلافت کی جانب سے انتہائی تحقیق و جستجو کے بعد اعلان کر دیا گیا ہو کہ امام حسن عسکری نے اپنا کوئی فرزند نہیں چھوڑا۔ دوسری جانب امام کے بھائی نے جن کی جعفر کذاب کے نام سے شہرت ہوئی بہت جستجو و تلاش کے بعد اعلان کر دیا کہ آپ کا میں تنہا وارث ہوں اور اپنی وراثت کو ثابت کرنے کے لئے قانونی و اجتماعی طریقہ کے اعتبار سے خاندان امامت کے قریب بہ صورت صاحب عزا کھڑے ہو کر شیعوں سے پرسہ لینا شروع کر دیا۔ انتہا یہ کہ بھائی کی نماز جنازہ پڑھانے کی تیاری کر رہا تھا کہ حضرت امام مہدیؑ نے نہایت پُر شکوہ تجلی کے ساتھ تمام اسکیم کو خاک میں ملا دیا اور تمام ارادوں پر پانی پھیر دیا۔ ہم اس داستان کو امام علیہ السلام کے دوستوں میں سے ایک دوست کی زبان سے نقل کرتے ہیں۔

ابوالادیان بیان کرتا ہے کہ امام کا جنازہ تیار ہو گیا۔ جعفر امام کے مکان کے پہلو میں کھڑا تھا۔ مردم دستہ دستہ آرہے تھے۔ بھائی کا پرسہ ان کو دے رہے تھے اور منصب امامت پر فائز ہونے کی مبارکباد بھی پیش کر رہے تھے۔ میں نے اس واقفیت کی بنا پر

Presented by www.ziaraat.com

جو میں جعفر کے متعلق رکھتا تھا اپنے آپ سے کہا کہ اگر امامت جعفر کی جانب منتقل ہو گئی تو امامت باطل اور تباہ ہو جائے گی۔ اسی درمیان عقید خادم امام آیا اور اس نے جعفر سے کہا کہ جنازہ تیار ہے۔ جعفر اپنی جگہ سے ہٹ کر جنازہ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو تکبیر کے لئے بلند کیا کہ ناگہاں ایک بچہ جس کا چہرہ گندم گوں بال پشت پر پڑے ہوئے اور ہیبت چہرے سے آشکار تھی۔ گھر کے ایک گوشے سے برآمد ہوا اور نہایت استوار قدموں کے ساتھ جعفر کی طرف آیا۔ اور جعفر کی عبا کے گوشے کو پکڑ کر فرمایا۔

اے چچا۔ پیچھے ہٹیئے اس لئے کہ باپ کے جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے میں زیادہ لائق ہوں۔ جعفر نے اس حالت میں کہ وحشت و خجالت کی وجہ سے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا اپنے آپ کو پیچھے ہٹا لیا۔ اس وقت حجتِ خدا نے اپنے پدر بزرگوار کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

احمد ابن عبداللہ ہاشمی از اولاد عباس ابن عبدالمطلب اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ پاک افراد کا قبلہ اور نیک لوگوں کا مقصد اس ہیبت و وقار کے ساتھ ظاہر ہوا کہ سب لوگ نہ پہچانتے کے باوجود احترام سے کھڑے ہو گئے۔ قد و قامت سے اندازہ ہو رہا تھا کہ دس سال کی عمر ہو گی۔ نماز میں شریک ہونے والے تقریباً ۳۹۔ افراد کی شہادتیں کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے مشہور شخصیتوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) ابراہیم بن محمد

Presented by www.ziaraat.com

تبریزی (۲) ابوالادیان (۳) احمد ابن عبد اللہ ہاشمی (۴) حاجز وشاء (۵) حسن ابن علی سلمہ (۶) سمان وغیرہ[۱]

غیبت صغریٰ میں تجلیات امام عصر (ع)

۷۴ سال میں غیبت کے ۵ سال تو پدر گرامی کی حیات میں گزرے اور ۶۹ سال رحلت پدر کے بعد گزرے۔ گذشتہ صفحات میں ہم نے ان افراد کے نام تحریر کئے جنہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات میں اور ان کے جنازے میں شرکت کر کے ماہِ تاباں و مہر فروزاں حضرت بقیۃ اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اب ہم چند وہ نام تحریر کر رہے ہیں جنہوں نے بعد از رحلت امام حسن عسکری امام کی زیارت فرمائی۔ معروف کتابوں میں تفصیلات موجود ہیں۔ اُردو داں طبقہ کے لئے ملاقاتِ امام - از مولانا سید محمد صاحب قبلہ مرحوم امروہوی کافی ہے۔ باقی حوالے کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱- ابو سعید غانم اہل کشمیر (ہند) حج کے راستے میں زیارت سے مشرف ہوئے اور معجزہ بھی ملاحظہ کیا۔[۲]

۲- ابو سودہ محمد بن حسن بن عبد اللہ تمیمی نے "حیرہ" میں زیارت کی اور امام سے ہدیہ لیا۔[۳]

۱۔ بحار الانوار جلد ۵۹ ص ۵ - ۲۔ اثبات الہداۃ ج ۳ ص ۶۵۷

۳۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۴ -

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ ابو علی بن مطہر نے جمالِ امام سے اپنی آنکھوں کو منوّر کیا بعد میں واقعہ بیان کیا[1]

۴۔ ابو العباس محمد ابن جعفر حمیدی جو ایک کارواں کے ساتھ قم سے سامرہ گئے تو امام کی زیارت کی۔ اور معجزے مشاہدہ کئے[2]

۵۔ ابو محمد حسن بن وجنا (نصیبین والے) نے خود زیارت کی اور ان کے دادا نے امام حسن عسکری کے گھر کو غارت کرنے کے موقع پر حضرت بقیۃ اللہ کا دیدار کیا[3]

۶۔ ابو محمد عیسیٰ ابن مہدی جوہری نے سن ۲۶۸ھ میں موسم حج میں امام کا دیدار کیا اور ساتھ بیٹھ کر دسترخوان پر بہشت کی غذائیں تناول کیں[4]

۷۔ احمد بن ابراہیم بن ادریس نے بیس سال کی عمر میں حجت خدا کو دیکھا اور ہاتھ و پیشانی پر بوسہ دیا[5]

۸۔ ازدی نے دورانِ طواف زیارت کی اور معجزہ دیکھا[6]

۹۔ حسین بن حمدان نے معجزہ ملاحظہ کیا اور شرف زیارت بھی حاصل کیا[7]

۱۰۔ علی بن حسین یمانی جو سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے سامرا گئے

---

[1] بحار الانوار [2] کمال الدین [3] کمال الدین

[4] بحار الانوار [5] ارشاد مفید [6] کمال الدین

[7] کمال الدین۔

Presented by www.ziaraat.com

اور تین دن دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور آخر کار مقصد دل حاصل کر لیا یعنی ملاقات ہو گئی۔[۱]

۱۱۔ محمد ابن اسمٰعیل حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ کی نسل کی مسن ترین شخصیت علوی نے مکہ و مدینہ کے درمیان مشعلِ ہدایت کی زیارت کی۔[۲]

۱۲ ۔ محمد ابن عثمان جس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے عہد میں بارہا امام صاحب الزمان کو دیکھا تھا۔ بیان کرتا ہے کہ آخری مرتبہ میں نے حجت خدا کو خانہ کعبہ کے قریب دیکھا جو کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر کہہ رہے تھے خدایا دشمنوں سے میرا انتقام لے۔[۳]

ہم نے جن زیارت سے مشرف ہونے والے حضرات کے نام تحریر کئے ہیں یہ صرف نام ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک سے متعلق ایک دلچسپ داستان ہے جن کو کتب محولہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کم از کم ملاقاتِ امام ضرور مطالعہ کریں!

غیبت صغریٰ کے اس ۷۴ سالہ دور (۲۵۵ھ تا ۳۲۹ھ) میں شیعہ و مومنین نائبین خاص کے ذریعہ اپنی درخواستوں کو امام کی خدمت میں پہنچاتے اور ضروری جواب سے سرفراز ہوتے تھے۔ آپ کے خاص نائبین (نواب اربعہ) کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ــ

---

[۱] کشف الغمہ [۲] ارشاد مفید
[۳] بحار الانوار

Presented by www.ziaraat.com

۱۔ عثمان ابن سعید۔ امام علی نقیؑ و امام حسن عسکریؑ کے نائب رہے بعد میں حضرت حجت کی نیابت کا شرف انھیں حاصل ہوا۔

۲۔ محمد ابن عثمان اپنے پدر گرامی کے بعد نیابت خاص کے منصب پر فائز ہوئے اور جمادی الثانی ۳۰۴ھ میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۳۔ حسین بن روح نوبختی۔ آپ محمد ابن عثمان کے بعد نیابت خاص کے منصب پر پہنچے۔ اور شعبان ۳۲۶ھ میں انتقال فرما گئے۔

۴۔ علی ابن محمد سمری آپ حضرت بقیتہ اللہ (عج) کے آخری سفیر خاص ہیں۔ جو ۳۲۹ھ میں ۱۵ شعبان کو ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بعد در نیابت بند ہو گیا اب جو بھی ادعائے نیابت کرے گا رسوا ہوگا۔

۹ شعبان ۳۲۹ھ کو حضرت حجت علیہ السلام (عج) کی جانب سے ایک توقیع صادر ہوئی جس میں آپ نے اپنے دست خاص سے تحریر فرمایا تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے علی بن محمد سمری! خداوند پاداش برادرنت را در سوگ تو افزوں کند کہ تو شش روز دیگر از دنیا خواہی رفت و دیگر بہ کسے وصیت نہ کن کہ دوران غیبت دوم، غیبت کبریٰ فرا رسیدہ است۔

اس توقیع شریف کی تحریر کے مطابق علی بن محمد سمری نے ۶ دن بعد دنیا کو چھوڑ دیا۔ اور ان کی رحلت کے ساتھ ہی

Presented by www.ziaraat.com

غیبت صغریٰ کا دور تمام ہوگیا اور غیبت کبریٰ شروع ہوگئی۔

غیبت کبریٰ

اسلام کے اہم ترین مسائل میں مسئلہ مہدویت سے زیادہ کسی اور مسئلہ کے متعلق روایتیں دستیاب نہیں ہیں۔ تقریباً ۶ ہزار سے زیادہ روایتیں تو صرف پیشوایان معصوم کے ذریعہ حضرت ولی عصر (عج) کے وجود کے بارے میں کتابوں میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے متعلق دیگر بکثرت کتابیں مختلف زبانوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں۔ جن میں آپ کے متعلق مختلف موضوعات تحریر ہیں۔ مگر ان تمام موضوعات میں مسئلہ غیبت خاص اہمیت کا حامل ہے۔ صرف اس موضوع پر سیکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور حیرت تو یہ ہے کہ بہت سی کتابیں تو آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی منظر عام پر آچکی ہیں مثلاً :۔

۱۔ ابو اسحٰق ابراہیم بن صالح کوفی اسدی نے جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں تھے ایک کتاب غیبت کے بارے میں تحریر کی جس کو ابن قولویہ نے ایک واسطہ سے خود بذریعہ مؤلف نقل کیا[3]

---

[1] کمال الدین و غیبت شیخ طوسی۔

[2] کم از کم ایک ہزار سے زیادہ کتابیں تو فارسی میں ہیں۔

[3] رجال نجاشی ص ۲۸ و فہرست شیخ طوسی ص ۷۵ ۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۔ ابوالحسن علی بن حسن بن محمد طائی جو معاصر حضرت موسیٰ ابن جعفر (ع) تھے نے ایک کتاب بنام "الغیبۃ" تحریر کی[1]

۳۔ حسن ابن علی ابن ابی حمزہ بطائینی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانے میں ایک کتاب بنام "غیبت" لکھی اس کے علاوہ آپ کے زمانے میں اس موضوع پر دوسری اہم کتابیں بھی تحریر کی گئیں[2]

بطور نمونہ صرف چند کتابوں کے نام تحریر کئے گئے جو آپ کی ولادت سے قبل لکھی گئیں ورنہ غیبت کی بحث کے بارے میں تو بے حد و بے شمار کتابیں موجود ہیں جو بعد میں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔

غیبت کبریٰ میں امام عصر (عج) کی تجلیات

اگرچہ توقیع شریف میں اس بات کا واضح اظہار تھا کہ اگر کوئی غیبت کبریٰ کے زمانے میں خروج سفیانی و صدائے آسمانی سے قبل امام کے مشاہدے کا دعویٰ کرے تو وہ دروغ گو اور افترا پرداز ہے مگر پھر بھی سینکڑوں افراد اس دور میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ غیبت صغریٰ کے دور میں تو آپ کو پہچان کر زیارت سے مشرف ہوتے تھے مگر غیبت کبریٰ میں

---

[1] رجال شیخ طوسی ص ۳۵۷۔

[2] فہرست شیخ طوسی ص ۱۵۰۔

Presented by www.ziaraat.com

زیارت کے وقت نہیں پہچانتے۔ بلکہ جدا ہونے کے بعد دلائل قطعی سے متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ تو حضرت ولی عصرؑ تھے۔ مرحوم حضرت آیتہ اللہ بحر العلوم جن کو شرفِ حضوری حاصل تھا۔ توقیع مقدس کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ توقیع ان کے متعلق ہو جو درمیان ملاقات ہی پہچاننے کا دعویٰ کریں [1]

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ حضرت بقیتہ اللہ (عج) تمام شیعوں سے پوشیدہ ہیں بلکہ ممکن ہے کہ بہت سے حضرات پر ظاہر ہوں مگر وہ فوراً نہ پہچانتے ہوں۔ حضرت آیت اللہ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ اعلی اللہ مقامہ کتاب تنزیہہ الانبیاء میں فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی امر مانع نہیں کہ امام علیہ السلام ایسے خاص دوستوں کے لئے جن سے یقین رکھتے ہیں کہ کوئی آسیب ان کی طرف سے نہیں پہنچ سکتا ظاہر ہوں [2]۔

حضرت سید ابن طاؤس مرحوم بھی یہی فرماتے ہیں کہ کوئی امر مانع نہیں کہ ذات امام سے ان کی حضوری میں پہنچ کر فیض حاصل کیا جائے۔

حضرت علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ توقیع کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ شاید اس توقیع میں ادعائے مشاہدہ سے مراد ادعائے نیابت اور نقل پیام براہ راست از زبانِ امامؑ ہو اور میرزا نوری

---

[1] رجال بحر العلوم ج ۳ ص ۳۲۱ -

[2] بحار الانوار ج ۵۳ ص ۳۲۳ -

Presented by www.ziaraat.com

اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب جنت الماوی میں امکان رویت کو ثابت کیا ہے۔ لہذا ان بیانات کی روشنی میں حضرت ولی عصر کی رویت کی غیبت کبری کے دور میں ہرگز تردید نہیں کی جا سکتی بلکہ ہزاروں افراد اس دور میں ان کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں مگر بعد میں سمجھے ہیں کہ یہ امام علیہ السلام تھے۔ مندرجہ ذیل علمار کی ملاقات میں تو کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

۱۔ سید بن طاؤس ——— متوفی ۶۶۴ھ [۱]
۲۔ علامہ حلی ——— متوفی ۷۲۶ھ [۲]
۳۔ مقدس اردبیلی ——— متوفی ۹۹۳ھ [۳]
۴۔ بحر العلوم ——— متوفی ۱۲۱۲ھ [۴]
۵۔ شیخ مرتضے انصاری۔ متوفی ۱۲۸۱ھ [۵]

ان مشہور و معروف مقدس ترین علمار کے علاوہ سینکڑوں علما و غیر علمار حضرات ایسے ہیں جنہوں نے امام علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور آپ کی ذات سے مدد حاصل کی ہے علمی مسائل حل کئے ہیں آپ نے مختلف حضرات کو ہدایت فرمائی ہے۔ اکثر کی راہ نمائی کی ہے۔ اور سینکڑوں ناقابل علاج مریضوں کو شفا عطا فرمائی ہے۔ اور اکثر کی مالی اعانت کی ہے۔ جن راستہ بھولے ہوئے مسافروں نے

---

[۱] بحار الانوار [۲] الزام الناصب ص ۱۵۱ [۳] منتخب الاثر ص ۴۱۲
[۴] جنت الماوی [۵] زندگانی و شخصیت انصاری ص ۱۵۵

Presented by www.ziaraat.com

یَا اَبَا صَالِح المھدی ادرکنی، کہہ کر مدد طلب کی ہے فوراً ہمدرد مہربان امام نے ان کی مدد فرما کر خطرات سے نجات دلائی ہے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شخصی زندگی:- اگرچہ ہمارے بزرگ دانش مندوں اور غور و فکر کرنے والوں نے حضرت امام مہدی (ع) کی زندگی کے متعلق گراں بہا کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور مختلف جہتوں سے اس پر بحث کی ہے۔ مگر اب بھی کچھ باتیں ناگفتہ اور کچھ پہلو تشنہ رہ گئے ہیں۔ مثلاً حضرت بقیۃ اللہ کی شخصی زندگی کہاں اور کیسے بسر ہوئی ہے۔ تعجب یہ ہے کہ ابھی تک یہ مسئلہ مورد تحقیق قرار نہیں دیا گیا لہذا یہ کتاب بھی اس کا جواب کافی دینے سے قاصر رہے گی۔ امید ہے کہ آنے والے محققین اپنی نظر عمیق و تحقیق دقیق سے اس مسئلہ کے ہر رخ سے پردہ اٹھا کر مختلف تصانیف پیش کرنے کا موجب ہوں گے۔

ابھی تک اس موضوع پر غور کرنے والے جس نتیجہ پر پہنچے ہیں خصوصاً وہ خوش قسمت حضرات جو امام کی زیارت یا ان کے احکام کی بنا پر مقدس جائے قیام پر درود سے مشرف ہوئے ہیں اس امر کے معتقد ہیں کہ بحر اوقیانوس اطلس میں تین جزیرے دشمنوں کی دسترس سے بہت دور اس مہر تاباں کی اقامت ظاہری کا مرکز ہیں جن میں ایک تو آپ کی خصوصی اقامت گاہ ہے اور دوسرا آپ کی اولاد عالیقدر

Presented by www.ziaraat.com

کے قیام کا جزیرہ ہے اور تیسرا جزیرہ زراعت و مواد غذائی کی تیاری کے لئے مخصوص ہے جو تمام جزیروں کے باشندوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کے جزیرہ تک جانے کے لئے اولاد میں سے بھی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ البتہ آپ کے پاس ۱۰۔ اوتادیا اس سے کم رہتے ہیں جو آپ کی خدمت گزاری پر مامور ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان اوتاد کی تعداد تیس ارشاد فرمائی ہے۔ علامہ مجلسی ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ہمیشہ شیعوں میں سے تیس شیعہ آپ کے پاس رہتے ہیں جب ان میں سے کسی کی موت واقع ہوتی ہے تو دوسرا اس جگہ کو پُر کر دیتا ہے۔

مرحوم میرزا نوری بھی یہی فرماتے ہیں کہ اگر یہ تیس شیعہ عمر طولانی مثل حضرت نہیں رکھتے تو ہر قرن (صدی) میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ہر حال میں ۳۰ پرہیزگار مومن (اوتاد و اولیاء) آپ کی خدمت کا شرف حاصل کرتے رہتے ہیں اور آپ کی مجاورت میں متعدد رہتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں کوئی بھی امام (ع) کی اقامت گاہ کی اطلاع نہیں رکھتا۔ مگر خاص شیعہ۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ صرف وہ علم رکھتے ہیں جو آپ کی خدمت پر مامور ہیں۔ بہر حال یہ طے ہے کہ غیبت کبریٰ

Presented by www.ziaraat.com

کے زمانے میں آپ تنہا نہیں ہیں۔ بلکہ اوتاد کی ایک جماعت نیز اولیاء و صلحاء آپ کی خدمت گذاری کے لئے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔[1]

زوجہ و اولاد

اس بارے میں کہ آیا غیبت کبریٰ کے زمانے میں حضرت بقیۃ اللہ (عج) زوجہ و اولاد رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہم کوئی دلیل قطعی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں یقینی نہیں رکھتے مگر کچھ قرائن ایسے ضرور ہیں جن سے آپ کی اولاد و زوجہ کا وجود ثابت ہوتا ہے وہ قرائن یہ ہیں :۔ (۱) قواعد کلی (۲) روایات (۳) دعائیں۔

۱۔ قواعد کلی : شریعت محمدی کے احکام کلی کے اعتبار سے دوسرے معصوم پیشواؤں کی طرح حضرت حجت علیہ السلام کے لئے بھی ضروری ہے کہ آپ بھی ایک خانوادہ تشکیل دیں اور اپنے جد بزرگوار ختمی مرتبت کی سنتِ نکاح پر عمل فرمائیں اور رہبانیت کی زندگی سے محفوظ رہیں۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس طول حیات میں آپ لازماً صاحبِ عیال و اولاد ہوں گے بلکہ طویل عمر کا تقاضا تو یہ ہے کہ اولاد بھی کافی زیادہ ہوگی۔ اور ہے۔

۲۔ روایات : مرحوم کفعمی نے مصباح میں نقل فرمایا ہے کہ:

---

[1] بحار الانوار ج ۵۲ ص ۹ - ۱۲
[2] نجم الثاقب ص ۲۲۴

Presented by www.ziaraat.com

ہمسر حضرت بقیۃ اللہ (عج) عبدالعزیٰ پسر عبدالمطلب کی نسل سے ہیں[1]۔ اولاد کے متعلق بھی دوسری روایتیں موجود ہیں۔ مثلاً:

ا۔ جناب سید بن طاؤس نے کتاب جمال الاسبوع میں فرمایا ہے کہ میں نے ایک روایت سند ہائے متصل کے ساتھ دیکھی جس میں تحریر ہے کہ حضرت ولی عصر (عج) کے کافی اولاد ہے جو دریاؤں کے کنارے آباد ہے اور وہاں کے حاکم وہی ہیں۔ اپنے کردار و افعال کے اعتبار سے سب اولاد ابرار و اخیار روزگار میں شمار ہوتی ہے[2]

ب۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس امر کے صاحب کے لئے دو غیبتیں ہیں۔ (صاحب الامر کے لئے) جس میں سے ایک غیبت اس قدر طولانی ہوگی کہ بعض لوگ کہیں گے کہ وہ آئے تھے چلے گئے۔ صرف شیعوں کی قلیل تعداد اپنے ایمان پر باقی رہے گی۔ آپ کی اقامت گاہ سے کوئی واقف نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اولاد بھی۔ مگر وہ حضرات جو خدمت پر مامور ہیں واقف ہوں گے[3]

ج۔ محمد بن مشہدی کتاب مزار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا میں مسجد سہلہ میں قائم (عج) کے نزول کو مع اہل و عیال دیکھ رہا ہوں[4]

---

[1] نجم الثاقب ص ۲۲۵

[2] العبقری الحسان ج ۲ ص ۱۳۴

[3] غیبت شیخ طوسی ص ۱۰۳

Presented by www.ziaraat.com

د۔ روایت انبار در روایت علی بن فاضل بھی آپ کی اولاد کے وجود پر دلیل ہے۔ جو آپ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے[۴]

۴۔ علاوہ ازیں شیخ حر عاملی نے کتاب الایقاظ من الھجعہ میں حضرت حجتؑ کی اولاد کی حکومت کا ذکر کیا ہے[۵]

مرحوم علامہ مجلسی نے اپنی کتاب میں ایک باب حضرت امام مہدیؑ کی اولاد و خلفائے سے مختص تحریر کیا ہے۔

اس لئے ان بیانات و روایات سے یہی استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت امام (عج) کے کافی فرزند ہیں جو اولیاء و صلحا و شرفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی امام نہیں ہے۔ بلکہ امامت صرف بارہ اماموں میں منحصر ہے۔

۳۔ دعائیں: اکثر وہ دعائیں جو ائمہ معصومین علیہم سے مروی ہیں یا خود حضرت حجۃ علیہ السلام کی جانب سے پہنچی ہیں اور زمان غیبت کبریٰ میں ایام متبرکہ و مقدس زیارت گاہوں میں پڑھی جاتی ہیں ان میں آنحضرت کی اولاد کا ذکر آیا ہے۔ اور ان کے حق میں دعا بھی کی گئی ہے اس لئے اولاد حضرت مہدی (ع) کے وجود پر یہ دلیل واضح ہے۔ ان دعاؤں میں لفظ "ولد"، "ذریتہ"، "اھلبیت" و آل بیت استعمال ہوئے ہیں۔

---

[۱] الایقاظ ص ۳۹۲-۱۵۱ [۲] غیبت شیخ طوسی ص ۱۳۷

Presented by www.ziaraat.com

دعائیں معروف کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً غیبت شیخ طوسی، مصباح کفعمی، بحار الانوار وغیرہ وغیرہ۔ ان دعاؤں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ زمانہ غیبت میں حضرت بقیتہ اللہ (ع) کے فرزند ہیں جو نیک و پرہیز گار ہیں۔ آپ کے ظہور کے وقت یہ آپ کے پاس موجود ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کے کار ہدایت کو مکمل فرمائینگے۔ البتہ ان تمام روایات سے فطرتاً یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام اولاد زندگی کہاں بسر کر رہی ہے۔ کیا یہ سب بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ زندگی بسر کرتے ہیں یا ہمارے درمیان بصورت انسان زندگی گذارتے ہیں۔ مگر پہچانے نہیں جاتے۔ ہم گذشتہ صفحات میں تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت حجت علیہ السلام اس دور میں تنہا زندگی بسر نہیں فرماتے بلکہ ہمیشہ افراد و خدمت گاروں کا ایک گروہ آپ کے پاس موجود رہتا ہے جن کے علاوہ کوئی آپ کے قیام گاہ سے واقف نہیں ہے۔

داستان جزیرہ خضرا ان تمام کیفیات کی عکاسی کے لئے بہترین معتبر داستان ہے جس سے اقامت گاہ اور حضرت کی اولاد ان کی حکومت طرز زندگی وغیرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اور یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ اگر مصلحت امام ہو تو یہ جگہ خاص لوگوں کو دکھائی بھی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ علی ابن فاضل مازندرانی متقی روزگار کو طلب کیا گیا اور مہمان رکھا گیا تاکہ مستقبل میں

Presented by www.ziaraat.com

دلیل باقی رہ سکے۔ اور مومنین و خالص شیعہ ہمیشہ اس جانب متوجہ رہیں۔

چونکہ ہماری موجودہ کتاب کا مقصد ہی حضرت بقیۃ اللہ (عج) کی اقامت گاہ کا تعارف ہے۔ اس لئے ہم اس موضوع کو ذرا تفصیل سے بیان کریں گے۔

اقامت گاہ حضرت ولی عصر (عج)

حضرت حجت علیہ السلام کی اقامت گاہ کے بارے میں جو قول مسلّم و ناقابل تردید ہے وہ یہ ہے کہ آپ ہر سال حج کے موسم میں خانۂ خدا کی زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں اور مراسم حج میں شرکت فرماتے ہیں مگر حاجیوں کے انبوہ انھیں نہیں دیکھتے یا دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں[۱،۲]۔ اس خورشید جہاں تاب کی غیبت کے طولانی زمانہ میں ان کے عاشق صادق حج خانۂ خدا کے لئے جاتے ہیں تو مراسم حج میں ان کے نقش قدم کی جستجو میں مشغول رہتے ہیں، کس قدر نیک بختی ہے اس شخص کی جو اس کعبۂ مقصود کی زیارت سے خانۂ خدا کے جوار میں مشرف ہو جائے جیسا کہ اکثر مشرف ہوئے ہیں[۳] لیکن موسم حج کے علاوہ کوئی دلیل قاطع ہم ان بزرگوار کے قیام

۱۔ کمال الدین صدوق ص ۳۴۷، ۳۵۱۔ بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۱۵۱ و ۱۵۶

۲۔ بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۱۵۲۔

۳۔ غیبت شیخ طوسی ۱۵۶۔ ۱۵۸

Presented by www.ziaraat.com

کے بارے میں نہیں رکھتے اور کسی مکان کو ہم ان کے لئے معین نہیں کر سکتے فقط اشارے اور کنایے بعض احادیث میں وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند کو ہم تحریر کر رہے ہیں۔

۱۔ سرزمینہائے دوردست

توقیع شریف میں جو سن ۴۱۰ ہجری میں ناحیۂ مقدس سے یعنی امامؑ کے پاس سے شیخ مفیدؒ کے افتخار کے سلسلہ میں صادر ہوئی اس میں حضرت حجتؑ کے خط شریف میں تحریر ہے کہ:

اگرچہ ہم نے دور و دراز کی سرزمین میں اقامت اختیار کی ہے اور ہم ستمگروں کی جگہ سے دور ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ہمارے اور ہمارے شیعہ مومنوں کے سلسلہ میں یہی مصلحت اختیار کی ہے کہ جب تک دنیا کی حکومت تباہ و برباد کرنے والوں ظالموں کے ہاتھ میں ہے اس وقت تک ہم اسی دوردست مقام میں قیام کریں مگر ہم تمھاری خبروں سے آگاہ ہیں۔ اور تمھاری کوئی خبر ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تم پر کیا پریشانی اور مصیبت پہنچی ہے اس وقت سے کہ جب تم میں سے بہت سے شیعوں نے ایسے کام کرنا شروع کئے ہیں جن سے تمھارے نیک افراد دور رہتے تھے اور وہ جو خدا سے تم نے عہد کیا تھا۔ اس کو پس پشت ڈال دیا ہے گویا کہ اس کی تمھیں کوئی خبر ہی نہیں اس کے باوجود ہم نے تم کو ترک نہیں کیا اور تمھاری یاد کو اپنے دل سے دور نہیں کیا اگر ہم اپنی توجہ تمھاری طرف سے ہٹا لیتے تو بہت سی مصیبتیں تم کو گھیر لیتیں اور تمھارے دشمن تم کو اور تمھاری بنیادوں کو مٹا

Presented by www.ziaraat.com

دیتے اور تمھارے وجود کا قلع قمع کر دیتے۔[۴]

۲۔ مدینہ طیبہ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو ہم آپ کے فرزندِ بزرگوار کا سراغ کہاں سے حاصل کریں تو آپ نے فرمایا کہ "مدینہ میں"۔[۵]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب اپنے فرزند کی غیبت کے بارے میں گفتگو کی تو ارشاد فرمایا کہ مدینہ کتنی اچھی جگہ ہے۔

۳۔ دشت حجاز

ابراہیم ابن مہزیار جس کو شرف زیارت نصیب ہوا بیان کرتا ہے کہ طائف سے گزرتے ہوئے دشت حجاز میں جس کو "عوالی" کہتے ہیں مجھے ہدایت ہوئی کہ یہاں کعبۂ مقصود حاصل ہوگا چنانچہ اس دیدار میں امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ:

میرے والد بزرگوار نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں پوشیدہ ترین اور دور ترین زمین میں قیام کروں تاکہ اہل ضلالت کی دست برد سے امان میں رہوں اس عہد نے مجھے ریگزار" عوالی" (دشت حجاز از نجد تا تہامہ) میں ڈال دیا ہے۔[۶]

۴۔ احتجاج طبرسی ص ۲۹۷

۵۔ غیبت شیخ طوسی ص ۱۳۹۔ ۶۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۵۷

Presented by www.ziaraat.com

۴۔ کوہِ رضوی

امام صادق علیہ السلام نے کوہِ رضوی کے بارے میں بحث کی اور آخر میں فرمایا کہ وہاں ہر درخت کا میوہ موجود ہے اور وہ کیا بہترین پناہ گاہ ہے خوفزدہ آدمی کے لئے اور وہ کیا اچھی پناہ گاہ ہے صاحب الامر کے لئے جس کی دو غیبتیں ہیں ایک کوتاہ (صغریٰ) دوسری طولانی (کبریٰ) ہے۷

۵۔ کرعہ

علامہ مجلسی مرحوم نے تذکرۃ الائمہ میں اہل سنت کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ حضرت مہدیؑ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں ایک قریہ میں قیام کریں گے جس کا نام (کرعہ) ہے۔

۶۔ جابلقا و جابلسا

مرحوم مرزا نوری ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسی بہت سی خبریں موجود ہیں جو معنیٰ کے اعتبار سے متواتر دلالت کرتی ہیں کہ مشرق و مغرب میں دو شہر بنام "جابلقا" و جابلسا موجود ہیں جہاں کے باشندے حضرت ولی عصرؑ کے انصار ہیں جو آنحضرت کے ساتھ خروج کریں گے ۱ محققین ابھی تک مکمل طور سے ان دو ناموں کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکے۔ البتہ قدماء صرف اس بات پر متفق ہیں کہ جابلسا دنیا کے انتہائی مغربی

۷۔ کمال الدین ص ۷۴۴۔ بحارالانوار ج ۵۲ ص ۱۵۳

۱۔ سفینۃ البحار ج ۱۔ ص ۱۴۵

Presented by www.ziaraat.com

غصہ کا شہر ہے اور جابلقا دنیا کے انتہائی مشرقی حصہ کا شہر ہے ان دو شہروں کا نام امام حسن مجتبیٰؑ نے اپنے خطبہ میں معاویہ کے سامنے خطاب فرماتے ہوئے لیا ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم جابلقا و جابلسا کے درمیان گردش کرو اور ایسا انسان تلاش کرو کہ جس کے دادا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں تو علاوہ میرے اور میرے بھائی حسین کے پیدا نہ کرسکو گے۔"

۷۔ بلد مہدیؑ

علامہ مجلسی بحار کی جلد "السماء والعالم" میں اہل سنت کی کتاب کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ بلد مہدی علیہ السلام ایک شہر ہے خوشنما و مستحکم جس کو بنایا ہے مہدی فاطمی نے اور یہ ان کے لئے قلعہ ہے۔[1]

۸۔ بیت الحمد

امام صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب امر کے لئے ایک گھر ہے جس کو بیت الحمد کہا جاتا ہے اس گھر میں ایک چراغ ہے جو آپ کی ولادت کے دن سے روشن ہے یہ چراغ خاموش نہ ہوگا جب تک آپ شمشیر کے ساتھ قیام نہ فرمائیں گے۔[2]

۹۔ جزائر مبارکہ

ایک مفصل ومعروف داستان ہے کہ ایک شخص محترم نے عون الدین

۱۔ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۱۴۵

۲۔ العبقری الحسان ج ۲ ص ۱۳۶

Presented by www.ziaraat.com

وزیر" کی مجلس میں اظہار کیا کہ میں سال ۶۲۲ ۵ ہجری میں اپنے اہل وعیال کے ہمراہ ایک تجارتی قافلہ لے کر سرزمین بربر گیا اور وہاں سے ہم نے دریائی سفر شروع کیا چلتے چلتے ہم ایک جزیرہ میں پہنچے جس کو کشتی کے ناخدانے بھی پہلی بار ہی دیکھا تھا۔ وہاں کے متعلق جب معلومات کیں تو پتہ چلا کہ وہاں ۵ جزیرے ہیں جن کے نام یہ ہیں: ۱۔ مبارکہ ۲۔ زاہرہ ۳۔ صافیہ ۴۔ ظلوم ۵۔ عناطیس۔ ان جزیروں کے تمام باشندے مسلمان اور شیعہ ہیں اور ان جزیروں پر حضرت حجت کی اولاد سے ۵ افراد حکومت کرتے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ طاہر پسر صاحب الامرؑ ۲۔ قاسم پسر صاحب الامرؑ ۳۔ ابراہیم پسر صاحب الامرؑ ۴۔ عبدالرحمٰن پسر صاحب الامرؑ ۵۔ ہاشم پسر صاحب الامر علیہ السلام۔

اس کے بعد بیان کرنے والے نے خود کو تو مسیحی بتایا مگر مذکورہ حضرات کے اخلاق و نیک رفتاری کی بے حد تعریف کی اور وہاں کی بے نظیر صفائی و زیبائی کا تذکرہ کیا۔ جب گفتگو اختتام کو پہنچی تو اس وزیر ناصبی و وہابی منش نے اس مجلس میں موجود افراد سے عہد لیا کہ آج کے بعد یہ داستان ہرگز کسی سے بیان نہ کریں۔

یہ داستان بہت سی کتابوں میں نقل ہوئی ہے مثلاً

۱۔ الصراط المستقیم تالیف زین الدین علی ابن یونس عاملی

۲۔ السلطان المفرج عن اہل الایمان، تالیف علی ابن عبدالحمید نیلی

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ حدیقۃ الشیعہ تالیف مقدس اردبیلی

۴۔ الانوار النعمانیہ تالیف سید نعمت اللہ جزائری (ج ۲ ص ۵۸، ۵۹)

۵۔ جنۃ المادیٰ تالیف حسین نوری طبرسی (حکایت سوم)

۶۔ نجم الثاقب تالیف مرحوم نوری (ص ۲۱۷۔ ۲۲۸)

۷۔ العبقری الحسان۔ تالیف شیخ علی اکبر نہاوندی (ج ۲ ص ۱۲۳ تا ۱۲۶)

نیز اس داستان کے خلاصہ کو صاحب وسائل مرحوم نے کتاب اثبات الھدا میں بھی نقل کیا ہے۔ (ج ۳ ص ۵۷۹)

۱۰۔ جزیرۂ خضراء

جزیرۂ خضراء کی تفصیلی داستان ہم آئندہ صفحات میں تحریر کریں گے یہاں بطور حوالہ نقل کرتے ہیں کہ زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے سال ۶۹۰ ہجری میں اوقیانوس اطلس کا سفر کیا[۱]۔ وہ بربر کی سرزمین سے تین دن مسلسل کشتی میں سفر کرتے ہوئے اوقیانوس کے درمیان رافضیوں کے جزیرے (شیعوں کے جزیرہ) میں پہنچ گئے وہاں انھیں پتہ چلا کہ یہاں ایک جزیرہ بنام جزیرہ خضراء بھی ہے۔ جہاں حضرت حجّت علیہ السلام کی اولاد زندگی بسر کرتی ہے۔ انھوں نے وہاں چالیس روز قیام کیا۔ چالیس دن کے بعد سات کشتیاں غذائی سامان سے بھری ہوئی جزیرۂ خضراء سے اس جزیرہ میں آئیں تو کشتی کے ناخدا نے زین الدین کا نام مع ولدیت بلند آواز میں لیا اور کہا کہ مجھے تمھارے متعلق ہدایات دی گئی ہیں کہ تم کو لے کر جزیرۂ

۱۔ ریاض العلماء ج ۱ ص ۱۷۶

Presented by www.ziaraat.com

خضرا پر پہنچوں۔
چنانچہ کشتی والے اس کو جزیرۂ خضراء لے گئے سولہ دن کی دریانوردی کے بعد جب "آبھائے سفید" پر پہنچے تو اس ناخدا نے وضاحت کی۔ اس پانی نے مثل (سور بلد) جزیرہ کا اس طرح احاطہ کر رکھا ہے کہ دشمنوں کی کوئی کشتی ہرگز اس پانی سے نہیں گزر سکتی اگر کوئی کوشش کرے گی تو حضرت ولی عصرؑ کی برکت سے اسی پانی میں غرق ہو جائیگی۔"
جب یہ جزیرۂ خضرہ میں پہنچے تو انبوہ عظیم وجمعیت کثیر کو دیکھا جو بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور نہایت نفیس وضعدار لوگ تھے شہر بے حد آباد تھا۔ چاروں طرف سرسبز درخت اور انواع و اقسام کے میوے موجود تھے۔ صاف و شفاف پتھر کے بنے ہوئے عالیشان مکانات اور بھرے ہوئے بازار تھے۔
یہاں ایک شخص بزرگوار بہ نام سید شمس الدین تھے جو حضرت حجتؑ کی پانچویں پشت میں بتائے جاتے تھے۔ آپ حضرت کی طرف سے نائب خاص کے منصب پر فائز اور تعلیم و تربیت کے کلی طور سے ذمّہ دار تھے۔ آپ کے پاس مستقیماً حضرت ولی عصرؑ کے فرمان پہنچتے رہتے تھے یہاں حضرت حجّت خود نظر نہیں آتے تھے بلکہ جمعہ کی ہر صبح کو ایک خط امام علیہ السلام کا ایک معین مقام پر مل جاتا تھا جس میں ایک ہفتہ کا شمس الدین صاحب سے متعلق جو پروگرام ہوتا، درج ہوتا تھا۔
علی ابن فاضل نے اٹھارہ دن اس جزیرہ میں قیام کیا اور جناب سید

Presented by www.ziaraat.com

شمس الدین صاحب کے پُرفیض وجود سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اٹھارہ دن بعد ان کو حکم ہوا کہ اب اپنے وطن کو واپس چلے جائیں۔ علی ابن فاضل نے جناب سید شمس الدین صاحب کے وجود سے جو الکتاب فیض کیا اس کو ایک کتاب بہ نام (" الفوائد الشمسیہ) میں جمع کر دیا ہے اس کتاب میں انھوں نے تشریحاً اپنی ملاقات کی کیفیت اپنے عصر کے چند علماء سے بیان کی ہے۔

" فضل ابن یحییٰ طیبی" قرن ہفتم (ساتویں صدی) کے مشہور مصنف نے دو شوال ۶۶۹ھ کو حلّہ میں علی ابن فاضل کی زبان سے تفصیل کے ساتھ اس داستان کو سُنا اور اس کو ایک کتاب (الجزیرۃ الخضراء) میں تحریر کر دیا۔ یہ کتاب علمائے شیعہ کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ چنانچہ

۱۔ شہید اوّل نے اس کو اپنے خط میں تحریر کیا ان کی تحریر حضرت امیرالمومنینؑ کے خزانے میں پائی گئی۔

۲۔ محقق کرکی نے اس داستان کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

۳۔ علاّمہ مجلسی نے اس کو بحار الانوار میں درج کیا۔

۴۔ مقدس اردبیلی نے اس کو حدیقۃ الشیعہ میں لکھا۔

۵۔ شیخ حر عاملی نے اس کو اثباۃ الھداۃ میں درج فرمایا۔

۶۔ وحید بہبھانی نے اس داستان کے مضمون پر فتویٰ دیا۔

۷۔ بحر العلوم نے اپنی کتاب رجال میں اس کی سند بیان کی۔

۸۔ قاضی نور اللہ شوستری نے ہر مومن پر اس داستان کی حفاظت کو لازمی قرار دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

۹۔ میرزا عبداللہ اصفہانی (آفندی) نے اس کو ریاض العلماء میں نقل فرمایا۔

۱۰۔ میرزا النوری نے اس کو "جنتہ الماویٰ" اور "نجم الثاقب" میں درج کیا۔

علاوہ ان کے دوسرے بہت سے شیعہ افراد نے اس کو اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ اور اس کو مستند قرار دیا ہے۔[۱]

ہم نے مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ تحریر کیا ہے ان کا نتیجہ یہ ہے کہ:

۱۔ قواعد کلی کا اقتضا یہ ہے کہ دوسرے پیشوایان معصوم کی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بھی سنت رسول اکرم پر عمل کرتے ہوئے خود کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کیا اور صاحب ہمسرو فرزند ہوئے۔

۲۔ بہت سی روایات میں حضرت ولی عصرؑ کی اولاد کے سلسلہ میں بحث موجود ہے۔

۳۔ معصومین علیہم السلام کی بہت سی دعاؤں میں حضرت ولی عصر کے فرزندوں اور اہلبیت پر درود بھیجی گئی ہے۔

۴۔ داستان علی بن فاضل ہر اعتبار سے قابل اعتماد و استناد ہے کیونکہ موصوف خود دانشمند پرہیزگار اور زہد و تقویٰ میں یگانہ

Presented by www.ziaraat.com

روز گار تھے اور فضل بن یحییٰ جنہوں نے اس داستان کو نقل کیا ہے خود بھی ہر جہت سے مورد اعتماد ہیں۔

۵۔ "علی ابن فاضل" کی بیان کردہ داستان کو بنیاد قرار دیتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اولاد ایک جزیرہ بنام جزیرۂ خضرا میں جو اوقیانوس اطلس میں واقع ہے اپنی زندگی بسر کرتی ہے اور ہر سال وہ مہر تاباں یعنی حضرت حجت موسم حج میں تشریف لاتے ہیں اور اپنے آباء واجداد کی زیارات حجاز و عراق وطوس (ایران) میں کرتے ہوئے اسی جزیرہ میں واپس تشریف لے جاتے ہیں زیادہ تر آپ کا قیام اسی جزیرہ میں رہتا ہے۔

یہاں فطری طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوقیانوس اطلس میں کوئی ایسا جزیرہ موجود ہے تو دریا نوردوں اور فضا کی تحقیق کرنے والوں کی طرف سے اس کا انکشاف کیوں نہیں ہوا خصوصاً ان ہوائی جہازوں کی ایجاد کے بعد جو محدود گھنٹوں میں کرۂ زمین کے گرد چکر لگا لیتے ہیں۔ نیز یہ بات کیسے ممکن ہے کہ ایسی سرزمین ہوائی جہازوں کی دوربین اور فضائی کشتیوں کی تحقیق سے پوشیدہ رہے جو اطراف زمین میں مصروف پرواز رہتی ہیں۔

اس سوال کا قطعی جواب تو یہ ہے کہ:

اگر خداوند عالم چاہے تو اپنی حجّت کو دشمنوں کی نگاہوں سے ہمیشہ پوشیدہ و محفوظ رکھ سکتا ہے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اپنی حجّت

Presented by www.ziaraat.com

کو پورے جاہ وحشم اور ان کے خانوادہ کو مع اہل وعیال مکمل طور سے پوشیدہ رکھے اس کی قدرت کے مقابل چھوٹا اور بڑا، کمسن و بزرگ، ہلکا و بھاری کوئی فرق نہیں رکھتا جیسا کہ حضرت امیرالمومنین کا ارشاد ہے:

وَ ما الجَلیلُ وَ اللّطیف وَ الثقیل وَ الخفیف وَ القوی وَ الضَّعِیفُ فی خَلقِہ اِلّا سوی[1]

میرزا النوری نے حضور اکرمؐ کے بہت سے معجزے دشمنوں کی نگاہوں سے آپ کے پوشیدہ ہونے کے بارے میں تحریر کئے ہیں جیسا کہ قرآن بھی اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے[2] اس وقت جبکہ تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو ہم تیرے اور ان کے درمیان جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتے، ایک پوشیدہ پردہ قرار دے دیتے ہیں۔ کتب تاریخ و سیرۃ میں نقل ہوا ہے کہ ابوسفیان، نضر بن حارث، ابوجہل اور امِ جمیل (زوجۂ ابولہب) سیکڑوں مرتبہ آنحضرت کو تکلیف پہنچانے کے ارادے سے آپ کے پاس آئے لیکن آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے تو پھر کونسا تعجب ہے کہ ایسے بہت سے عظیم شہر دریا اور صحراؤں میں موجود ہوں جن کو خدا نے دنیا والوں کی نظر سے پوشیدہ کر دیا ہو اور جب لوگ وہاں سے گذرتے ہوں تو علاوہ صحرا و دریا کے کچھ نہ دیکھتے ہوں۔

مرحوم نہاوندی نے حضور اکرم کے دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ

۱۔ نہج البلاغۃ خطبہ ۱۸۵ ترجمہ ڈاکٹر اسداللہ لبشری ج ۲ ص ۴۲۶

۲۔ سورۃ اسریٰ آیۃ ۴۵

Presented by www.ziaraat.com

رہنے کے بارے میں بہت سے معجزات تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسی طرح حضرت حجتؑ کا وجود مبارک اور طول عمر اور اغیار کی نظروں سے آپ کا پوشیدہ رہنا بھی پروردگار کی آیات عجیبہ سے ہے جن کی تکذیب کسی طرح نہیں کی جاسکتی اور اگر کوئی شک کرتا ہے تو پھر وہ ایمان کامل نہیں رکھتا بلکہ ضعیف الایمان ہے۔

حضرت ولی عصرؑ کی زمانۂ غیبت کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے کہ

اللّٰھُمَّ اُحْجُبْنِیْ عَنْ عیون اعْدَائِیْ وا جمع بینی و بین اولیائی

بار خدایا مجھے دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ فرما اور میرے اور میرے دوستوں کے درمیان اجتماع حاصل فرما۔[1]

چونکہ مشیت الٰہی یہی تھی کہ اس کی حجّت دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ رہے اور پھر خود امام کی دعا بھی جس کا مستجاب ہونا لازمی ہے اس لئے جب تک خدا چاہے گا۔ آپ نہایت جاہ وحشم کے ساتھ مع ہمسر و فرزندان دشمنوں کے شر سے دور اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

بعض تحریر کرنے والوں نے یہ فرمایا ہے کہ کرۂ زمین کی اس زمانہ میں بلکہ اب سے بہت پہلے ایک ایک گز و ایک ایک بالشت تحقیق کی جاچکی

۱۔ مصباح کفعمی ص ۲۱۹ و نہج الاعراف ص ۳۰۲

Presented by www.ziaraat.com

ہے اور انسانوں نے اس کے تمام گوشے اور زاویے چھان مارے ہیں لیکن اس کے باوجود کسی نے ایسی جگہ نہیں پائی اور اس قسم کے جزیرے اور شہر نہیں دیکھے اگر ان کا وجود ہوتا تو لازماً دیکھے جاتے اور اسلام کے اہم ترین مراکز میں ان کا شمار ہوتا اس بنا پر قطعی طور سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایسے مقامات کا کہیں وجود ہی نہیں ہے۔[۱]

ان سوالات کا ہم مختصر یہی جواب دیتے ہیں کہ مغربی تحقیق کنندگان نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ابھی کرۂ زمین کے بہت سے منطقے ناشناختہ ہیں اور بہت سے مقامات محتاجِ تحقیق ہیں ممکن ہے ہم آخر کتاب میں مزید حوالہ جات نقل کریں۔ ایسی صورت میں کسی تحریر کرنے والے کو حق نہیں پہنچتا کہ قطعی طور سے ایسے جزائر کا منکر ہو جائے اس لئے کہ ان کا ان جزائر تک نہ پہنچنا ان کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا مشہور کلیہ ہے کہ (عَدَمُ الوجدان لا یدل علیٰ عَدَمِ الوجود) (کسی شے کا نہ پانا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے)

قدما نے ایسے حضرات کے جواب میں اور ان کی رَد میں تحریر کیا ہے کہ بتایا جائے۔ سدِ سکندری، غار اصحاب کیف، جابلسا و جابلقا، مدینۃ النحاس اور انھیں کے مثل اور بہت سے مقامات کہاں ہیں ان مقامات کا اکثر جگہ تذکرہ موجود ہے مگر صحیح جائے وقوع کا کسی کو علم

۱۔ تاریخ غیبت کبریٰ

Presented by www.ziaraat.com

نہیں ہے[۱] لہٰذا ہمارے لئے تو ان کے شبہ جات بالکل ناقابل توجہ ہیں۔ کیونکہ خود ہمارے زمانہ میں ایسی مثال بطور نمونہ "مثلث برمودہ" کی موجود ہے جو ادقیانوس اطلس کے وسیع علاقہ میں تشکیل دی جاتی ہے جب کہ ابھی تک کسی نے بھی ادقیانوس کی پیمائش وتحقیق نہیں فرمائی ہے اور آج تک مثلث برمودہ کے وسط تک کوئی نہیں پہنچا ہے بلکہ اب تک کوئی ہوائی جہاز بھی اس کے اوپر پرواز نہیں کرسکا ہے بڑی جاذب وجالب توجہ تو یہ بات ہے کہ اس مثلث کے درمیان میں آب سفید موجود ہے جو علی بن فاضل کے بیان سے قطعاً مطابقت رکھتا ہے آج تک کوئی بڑے سے بڑا جہاز اس پانی کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے کیونکہ جو بھی جاتا ہے اس کو ادقیانوس اپنی طرف کھینچ کر غرق کردیتا ہے اور جو ہوائی جہاز اس سفید پانی پر پرواز کی کوشش کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے حوادث کا شکار ہوکر غائب ہوجاتا ہے اور اپنے وجود کا کوئی نشان بھی نہیں چھوڑتا۔ یہاں کے حادثات میں ابھی تک سینکڑوں کشتیاں اور جہاز اور بہت سے ہوائی جہاز لقمۂ اجل بن چکے ہیں جن کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ ان حوادث سے ہمیں علی ابن فاضل کے الفاظ یاد آجاتے ہیں جو انھوں نے اس جزیرہ کی کشتی کے ملاح سے نقل کئے ہیں۔ جنھوں نے فرمایا تھا کہ "دشمنوں کے جہاز اور کشتیاں جب اس سفید پانی پر وارد ہوتے ہیں تو خواہ وہ کتنے ہی مستحکم کیوں نہ ہوں مگر ہمارے

۱۔ نجم الثاقب ص ۲۹۷-۳۰۲۔

Presented by www.ziaraat.com

مولا حضرت صاحب الزمانؑ کی برکت سے غرق ہو جاتے ہیں[1] اور یہی وہ بیان ہے جو مثلث برمودہ تک جانے والے ہوائی جہاز کے پائلٹوں اور جہازوں کے چلانے والوں اور کشتی کے ملاحوں کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

مثلث برمودہ

مثلث برمودہ وہ مقام ہے جہاں دنیا کے حیرت انگیز حوادث رونما ہوتے ہیں بحر اوقیانوس اطلس کے انتہائے مغرب میں واقع ہے۔ مثلث برمودہ کے حادثات نے دنیا کے تحقیق و جستجو کرنے والے سینکڑوں افراد کی توجہ کو اپنی جانب جذب کیا ہے جنھوں نے نہایت تلاش و تحقیق کے بعد یہاں کے سربستہ رازوں کو منکشف کرنے کی سعی فرمائی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے اس میدان میں جس قدر تگ و دو فرمائی اسی قدر ناکامی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ہے اور ابھی تک قابلِ اعتماد و اعتبار کوئی رائے پیش نہیں کی جا سکی ہے۔

چارلز برلیتنز جن کی تحقیق دوسروں کے مقابل زیادہ قابلِ توجہ قرار دی گئی ہے اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"باوجود اس کے کہ انسان نے فضا کے بہت سے ابہامات کو تسخیر

۱۔ بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۱۷۷

Presented by www.ziaraat.com

کرلیاہے اور دنیا کی بہت سی چیزوں پر کنٹرول حاصل کرکے گیتی کے رازوں کو منکشف کرلیاہے مگر پھر بھی کرۂ زمین کے ۳/۵ دریاؤں کے عجائبات اور کرۂ ماہ کی بہت سی آتش فشانیوں سے ناواقف ہے۔[1]

مثلث برمودہ کا جائے وقوع

مثلث برمودہ کے مغرب میں اوقیانوس اطلس مشرق میں فلوریڈا شمال میں جزائر آنتیل اور جنوب میں جزائر برمودہ ہیں۔ اس مثلث کا سر برمودہ، میامی اور سن خوان کہلایا جاتا ہے۔[2] یہ مثلث کہ جس کا سر جزائر برمودہ ہے مثلث برمودہ کے نام سے شہرت پاگیا ہے، اس جگہ کو اس نام سے سب سے پہلے جناب 'وینسنٹ گادیس' مولف کتاب (اُفقِ نامرئی) نے موسوم کیا تھا۔ بعد کو یہ اسی نام سے مشہور ہوگیا۔[3]

جزائر برمودہ

اوقیانوس اطلس کے شمال مغرب میں ۳۶۰ چھوٹے چھوٹے جزیرے وجود رکھتے ہیں جن سب کو ملاکر جزائر برمودہ کہا جاتا ہے یہ جزیرے

۱۔ مثلث برمودہ ص ۱۵

۲۔ مثلث برمودہ ص ۱۲۴

۳۔ مثلث برمودہ ص ۲۵

Presented by www.ziaraat.com

جن کا پائے تخت (ہملٹن) ہے[1] اوقیانوس اطلس کی بہشت کہے جاتے ہیں کیونکہ ان جزائر کے مناظر نہایت دلفریب وفرح انگیز ہیں[2] ان جزائر کے مجموعہ میں بڑے جزیرے۔ برمودہ۔ سینٹ جورج۔ سینٹ ڈیویڈ۔ گومرسومرسٹ اور لونگ السیلاند ہیں یہاں ۲۰ جزیرے ایسے ہیں جن میں آبادی ہے اور وہاں تقریباً ۶۰،۰۰۰ ساٹھ ہزار افراد آباد ہیں[3] اگرچہ یہ جزیرے گرم سیر ہیں لیکن بہترین آب وہوا رکھتے ہیں اس وقت جب کہ نیویارک میں سردی کا موسم یعنی خزاں کا زمانہ ہوتا ہے تب برمودہ میں سطح زمین پھولوں سے چھپ جاتی ہے۔ موسم سرما میں برمودہ سے سبزیاں اور پھول ریاستہائے متحدہ امریکہ کو برآمد کئے جاتے ہیں۔

یہ جزیرے ۱۵۱۹ء میں ایک اسپانوی سیاح بنام "خوان دو برمودر" نے دریافت کئے تھے[5] ۱۶۰۹ء میں جب جارج سومرس کی کشتی اس علاقہ میں ٹوٹ گئی تو اس واسطہ سے ان جزیروں کا تعلق انگلستان سے ہو گیا۔

۱۔ دائرۃ المعارف حیات ترکی ص ۱۷۱۔

۲۔ فرہنگ نامہ ج ۴ ص ۳۴۶۔

۳۔ قاموس الاعلام ترکی ج ۲ ص ۱۲۸۸۔

۴۔ جغرافیائے کامل جہان ص ۵۸۶۔

۵۔ جغرافیہ جہان برائے خرد سالاں ص ۱۷۵۔

Presented by www.ziaraat.com

جزیرۂ برمودہ تقریباً ۳۲ درجہ شمالی چوڑائی میں اور ۶۴ درجہ غربی لمبائی میں واقع ہے اور اس طرح یہاں ان سروں سے ایک مثلث بن جاتی ہے جس کو مثلث برمودہ کہتے ہیں۔

فلوریڈا، پورٹریکو امریکہ کے مشہور شہر اس مثلث کے نواح میں واقع ہیں اور دریائے سارگاسو یہاں کا اہم ترین دریا ہے جو اس علاقہ کو اوقیانوس سے علیحدہ کرتا ہے۔ مہیب پہاڑ دریا کے نیچے اوقیانوس میں پائے جاتے ہیں بہت سے حادثات اور ناقابل توجیہ واقعات جو مثلث برمودہ سے متعلق ہیں وہ دریائے سارگاسو کے منطقہ میں ہی رونما ہوتے ہیں۔

دنیا کے اس منطقہ کے بہت سے پوشیدہ اسرار دراز جو زمانہ قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں موجودہ دور کی تاریخ سے مل گئے ہیں کیونکہ اس منطقہ کا سب سے پہلا حادثہ جو تاریخ میں ثبت ہوا وہ "سرکریستف کلمب"، کا ہے۔ سرکریستف کلمب نے آخر ستمبر ۱۴۹۲ء میں نئی دنیا معلوم کرنے کے لئے سفر اختیار کیا تو وہ دریائے سارگاسو کے مغرب میں کشتی کے قطب نما کے خراب ہو جانے کی بناء پر متوجہ ہوا۔ چنانچہ مقناطیسی بجلی سے پیدا ہونے والا یہ اختلال ۵ قرن گذرنے کے باوجود آج بھی مستقلاً اس علاقہ کے دریا و ہوا میں اسی طرح موجود ہے اور آج بھی اس کی حکمرانی اسی طرح ہے [۲]

---

[۲]:۔ مثلث برمودہ ص۔ ۹۱

Presented by www.ziaraat.com

ان ۵ قرنوں میں یعنی پانچ سو سالوں میں اس منطقہ کے حوادثات و عجائبات کبھی منقطع نہیں ہوئے۔ بلکہ ان میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ اور رفتہ رفتہ ان کی شہرت دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ بجلی و دھویں کی کشتیاں ایجاد ہوئیں۔ نئے نئے ڈیزائن کے جہاز عالم وجود میں آئے۔ مگر بحراوقیانوس کے اس مثلث کے سفید پانی میں ہر روز کشتی وجہازوں کے ڈوبنے کی تازہ تازہ اطلاعات گوش زد ہوتی رہیں۔ ابتدا میں کشتیوں کے ڈوبنے کی اطلاع بالکل عجیب وناقابل یقین ہوتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ واقعات کی کثرت نے یقین کرنے پر مجبور کر دیا۔

ان حوادث کی روزافزوں افزائش نے ریاست متحدہ امریکا کو نئے نئے اقدامات کرنے کے لئے متوجہ کیا۔ چنانچہ حکومت نے ۵ جنگی طیاروں (ٹی۔بی۔ام) پر مشتمل ایک پارٹی تشکیل کی جس نے ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو جنگی ایئرپورٹ (فورٹ لاڈردیل) سے ۵ بہترین پائلٹوں اور ۹ محققین کے ساتھ تحقیق حال کے لئے سفر کیا۔ مگر وہ تمام ایک گروہ کی شکل میں غائب ہو گئے۔ جن کی معلومات کے لئے مارٹن مارینر، ہوائی جہاز کو جو نہایت مستحکم ومضبوط اس وقت تک بنا تھا روانہ کیا۔ مگر وہ بھی اس مصیبت سے دوچار ہو گیا۔[1]

1 مثلث برمودہ کے حوادث نے دور دراز کے علاقہ کے لوگوں کی توجہ

---

[1]:۔ مثلث برمودہ ص ۱۳ ، ۲۸

Presented by www.ziaraat.com

کو اپنی طرف مبذول کر لیا۔ کیونکہ جو ہوائی جہاز اس سفید پانی پر پرواز کرتا تو وہ مذکورہ طریقہ سے ناپید ہو جاتا۔ اور جو ہوائی جہاز غائب شدہ جہاز کی جستجو میں جاتا وہ بھی ویسے ہی حادثہ کا شکار ہو جاتا۔ آخر کار حکومت نے تمام واقعات کا اعتراف کیا اور دنیا کے غور و فکر والے افراد کو مختلف مقامات عالم سے مدعو کیا۔ سیمینار و کانفرنسیں قائم کیں۔ سیکڑوں دانشمندوں کو وسیع امکانات و اختیارات حکومت کی جانب سے تفویض ہوئے۔ جو تحقیق و جستجو میں مشغول ہو گئے۔ ہم ان کی تحقیقات کا مختصر خلاصہ ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

نتیجہ تحقیقات

بیسوی صدی کے درمیان تک مثلث برمودہ کا چرچا تقریباً ہر زبان تک جا پہنچا بہت سے دانشمند محققین نے اس علاقہ کا سفر کیا۔ اور وسیع معلومات فراہم کر کے کافی قیمتی کتابیں تحریر کیں۔ جن میں سے چند کے نام ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

(۱) افق نامرئی از وینسنٹ گادیس (۲) یہ دنیا پیچیدہ ہے از جان گادوین (۳) بالہائے پر ابہام از ڈیل ٹیسٹلر (۴) برزخ گمشدہ از جان دالانس اسپنسر (۵) مثلث برمودہ کے غیر عادی حوادث از مانسون والنستین (۶) زمین کے ناگہانی تحولات از ھاگ آچینکلوس ران (۷) در اعماق دگرگونیوں میں)

Presented by www.ziaraat.com

از پیپیرؔ (۸) نظر نہ آنے والی مخلوق از الیوان ساندرسن (۹) کشتیوں کا ڈوبنا اور پھر واپس ملنا از رابرٹ برگس (۱۰) عجیب از ہارلڈ ولکنیز ان کتابوں میں جو کتاب سب سے زیادہ مشہور و مقبول ہوئی وہ "مثلث برمودہ" ہے جس کو امریکہ کے معروف دانشمند "چارلز برلیتز" نے تحریر فرمایا یہ کتاب ۱۹۷۳ء میں لکھی گئی اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ فارسی میں اس کتاب کے تین ترجمے شائع ہوئے یہ کتاب مولف کی ۵ سال کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔ جو اس منطقہ کے مشاہدات پر مبنی ہے درحقیقت یہ بہترین کتاب ہے جو مثلث برمودہ پر لکھی گئی علاوہ کتابوں کے مشرق و مغرب کے بہت سے دانشمندوں نے اہم ترین مقالے بھی اس ضمن میں تحریر فرمائے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) ام۔ کی۔ جیسوپ (۲) الکسیا ندر کا تنزنوف (۳) ادگار کالیس (۴) پلاٹو (۵) جیمز ٹورن (۶) لارنس ڈیوید کوسس (۷) لسلی لیچرد (۸) فرینک اڈوارڈز (۹) ویلبرٹ بی الیمیٹ (۱۰) سیکڑوں دوسرے بیانات پائلٹوں کے ذریعہ منتشر ہو گئے۔ اب تک بہت سے علمی و تحقیقی ادارے مثلث برمودا کے پیچیدہ حوادث کی تحقیق کے لئے قائم ہوئے جن میں سے چند یہ ہیں۔

لہ :- اس کتاب کا فارسی ترجمہ مقالات کی شکل میں مسلسل مجلہ آدا لے ہاموں" شمارہ ۳۹ تا ۴۲) میں شائع ہو چکا ہے اور فیلم کی شکل میں بھی منظر عام پر آچکا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

(۱) سازمان ملی برائے تحقیقات فضائی (۲) جامعہ محققاں برائے واقعات ناقابل تفسیر (۳) مرکز تحقیقات و مطالعات برائے موضوعات پیچیدہ علمی و ہنری (۴) ادارہ تحقیق بالیمود (۵) ادارۂ میگنٹ مقناطیس

یہ تمام ادارے کافی تحقیق کے بعد بھی کوئی قابل اعتماد بات جو قوانین فزکس سے مطابقت رکھتی ہو بیان نہ کر سکے بلکہ تمام اداروں نے ناقص معلومات پیش کیں۔ اور وہ بھی صرف اتنی کہ ہر ایک نے اس مثلث کے حوادث کی کچھ توجیہات بیان کر دیں۔ ہم ذیل میں مشرق و مغرب کے دانشمندوں کے ان بیانات پر مشتمل خلاصہ تحریر کر رہے ہیں۔

۱۔ بعض دانشمندوں نے توان حوادث کو دریائی اور ہوائی کنوؤں کے بھنور کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ حوادث ان کنوؤں کے گرداب کا نتیجہ تھے تو ڈوبنے والی کشتیوں اور سقوط کرنے والے طیاروں کا کچھ پتہ تو ضرور چلتا۔ کم از کم پیٹرول یا دیگر جلنے والے مادوں کا کچھ تو سراغ ملتا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ پانی کی آلودگی لازمی تھی اور طیاروں کے حادثہ کا محل وقوع معلوم ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ ایک کشتی کے دریا میں گم ہونے کا اثر تو ضرور رہتا ہے۔ جس کے ذریعہ تحقیق کرنے والی کشتیاں علائم و آثار کو جمع کر کے سبب اور جگہ کا تعین کر لیتی ہیں مگر برمودیٰ کے حوادث میں ایسا کوئی نشان نہ مل سکا۔ ۲؎

۲؎ ۱۔ مثلث برمودا ص ۲۳۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۔ بعض دانشمندوں نے خیال کیا ان واقعات میں کشتی اور ہوائی جہازوں کا نقص سبب ہے۔ مگر دوسرے دانشمند کہتے ہیں کہ اوقیانوس اطلس کے مغرب میں اتنی گہرائی میں ایٹمی کشتیوں کا گم ہوجاتا اس سے بعید ہے کہ اس کو نقص سے تعبیر کیا جائے۔ اور اسی طرح طیاروں کا ایک مخصوص مقام سے غائب ہونا بھی نقص کا سبب قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۳۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ منطقہ بہت زیادہ آمدورفت کا علاقہ ہے۔ اس لئے ٹریفک کی سنگینی کی وجہ سے یہ حوادث ہوتے ہیں مگر دوسروں کا اعتقاد ہے کہ یہ اس لئے غلط ہے کہ دنیا کے دوسرے زیادہ ٹریفک والے علاقہ میں ایسے حوادث نہیں ہوتے۔ اور اگر کہیں ہوتے ہیں تو ان کا کچھ سراغ تو مل جاتا ہے۔ مگر یہاں تو کسی شئے کا پتہ ہی نہیں چلتا

۴۔ بعض کا خیال ہے کہ یہاں دریا کی ہوا ناقابل پیشین گوئی ہے لہذا ایک دم طوفان پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسے حوادث ہوجاتے ہیں مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ عموماً تمام واقعات صاف و شفاف ہوا میں ہوئے ہیں۔

۵۔ اکثر کا خیال ہے کہ ان حوادث میں اور سفید پانی میں کوئی ربط ہے ہم شاید بعد میں مزید روشنی ڈالیں گے۔

۶۔ بہت سے دانشمند کہتے ہیں کہ اس منطقہ میں ایک سبز نور ہے۔ جو ہوائی جہازوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم اس پر بھی تبصرہ کریں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

۷۔ جونی اسپنسر اور دوسرے دانشمندوں کے گروہ کہتے ہیں کہ مثلث برمودا کے حوادث اور اڑنے والی طشتریاں جو اس علاقہ میں گاہ بگاہ دیکھی جاتی ہیں باہمی رابطہ رکھتی ہیں۔ وہ شاید دوسرے کروں کی مخلوق ہے جو ہماری ٹیکنالوجی کی ترقی و معلومات کے لئے ان کشتیوں اور جہازوں کو غائب کر لیتی ہے۔

۸۔ ڈاکٹر مانسون والنتین جنہوں نے مدت تک اس منطقہ کی تحقیق میں عمر صرف کی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ انسان جو مثلث برمودا میں کشتی یا ہوائی جہازوں میں غائب ہوئے ہیں۔ مدت کے بعد دوسرے مقام پر ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ابھی تک وہاں زندہ ہیں۔

۹۔ بعض کا عقیدہ ہے کہ یہ علاقہ دنیا کے دوسرے علاقوں سے بالکل مستثنیٰ ہے۔ اس لئے اس کا قیاس عام علاقوں پر نہیں کیا جا سکتا۔

۱۰۔ بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ کچھ ایسی معدنیات ہیں جن کی تحقیق نہیں ہو سکی۔ وہ ان حوادث کی محرک ہیں یا دلبرٹ بی المیٹ کہتا ہے کہ یہاں نظر نہ آنے والی مقناطیسی کشش ہے۔ جو ان حادثات کی ذمہ دار ہے۔ اور اسی طرح ایک روسی ماہر نے جو قافلہ سے پیچھے رہ گیا تھا ان حادثات کا محرک کرۂ ماہ (چاند) کو قرار دیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم نے یہاں صرف چند دانشمندوں کی رائے تحریر کی ہے۔ ورنہ صاحبان ذوق مزید توضیحات چارلز برلینز کی کتاب "مثلث برمودا" میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

ان تمام آرا کے مطالعہ کے بعد یہ بات مشترک نظر آتی ہے کہ تمام محققین اس بات کے قائل ہیں کہ مثلث برمودا ایک نہایت پیچیدہ و مبہم علاقہ ضرور ہے۔ امریکی دانشمند تو کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں کہ اس علاقہ میں کوئی ناشناختہ اھرمینی طاقت پوشیدہ ہے ممکن ہے وہ مقناطیسی طاقت ہو۔ یا کچھ اور جو کبھی کبھی بلند ہوتی ہے۔ اور چیزوں کو نابود کر دیتی ہے۔ چارلز برلسٹز اپنے لفظوں میں پوری تحقیق کا خلاصہ اس طرح بیان کرتا ہے کہ آج تک کوئی ہوائی جہاز اور کشتی اس منطقہ کو عبور نہیں کر سکی۔ اور اپنی منزل و مقصد تک سالم نہیں پہنچ سکی اس لئے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ علاقہ لوگوں کی آگاہی کے لئے اپنے حوادث کی بنا پر ایک تنبیہ ہے کہ یہاں کوئی پوشیدہ راز یا کوئی طبعی وجود موجود ہے[۱] جس کی وجہ سے تمام واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ایک امریکی نیوی افسر کہتا ہے کہ ہمارا ہمیشہ سے یہی عقیدہ ہے کہ مثلث برمودا میں کسی عجیب چیز کا وجود موجود ہے لیکن

---

[۱] مثلث برمودا ص ۱۴

Presented by www.ziaraat.com

آج تک اس کی ماہیت کوئی معلوم نہ کر سکا۔ کوئی دلیل فزکس کی بنیاد پر ان حوادث کی قائم نہ کی جا سکی۔ بلکہ ناگہانی طور سے الیکٹرونک کے عمل کی طرح کشتیاں نگاہوں سے غائب ہوتی رہیں اور کوئی کچھ نہ سمجھ سکا۔

سفید پانی :-

کرسٹوفر کلمبس پہلا انسان ہے جو اس علاقہ میں چمکدار دریا کے پانی کی طرف متوجہ ہوا وہ سانتا ماریا جہاز کے عرشہ پر ۱۱ اکتوبر ۱۴۹۲ء کو بذات خود موجود تھا کہ سورج کے غروب ہونے کے دو گھنٹہ بعد اس سفید اور چمکدار پانی کی جانب متوجہ ہوا دریائے سارگاسو کے مغرب میں رواں دواں تھا۔ سفید پانی کی چمک عام پانی اور فضا کے مقابل قطعاً واضح اور قابل مشاہدہ تھی۔

اپولو ۱۲ کے خلا نوردوں مثلث برمودہ کے چمکتے ہوئے پانی کو زمین سے نظر آنے والا آخری نور قرار دیا ہے۔ یہ بات جالب توجہ اور قابل غور ہے کہ جہاں کہیں مثلث برمودا کے حوادث کا ذکر ہوا ہے وہاں اس سفید پانی کا تذکرہ ضرور ہوا ہے۔ نیز یہاں گم ہونے والوں کا آخری پیغام بھی یہی ہے کہ اب ہم آپ سفید پہ وارد ہوئے ہیں۔ اور اس کے بعد مطلقاً خاموشی۔

یہاں ہم ایک بار علی ابن فاضل کے بیان کو پھر یاد کرتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں۔ جنہوں نے کشتی کے ناخدا کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس سفید پانی نے جزیرۂ خضراء کا احاطہ کر رکھا ہے۔ دشمنوں کے جہاز اور کشتیاں جتنی بھی محکم ہوں مگر جب اس پانی پر وارد ہوتی ہیں تو ہمارے مولا حضرت صاحب الزمان کی برکت سے غرق ہو جاتی ہیں۔ [۱]

اس سبز نور کے بارے میں ابھی تک کوئی واضح بات نہیں کہی جا سکتی البتہ اپنے تجربات کی روشنی میں دیکھنے والوں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ادگار کالیس کا اعتقاد ہے کہ اس مقام پہ بہت قوت دار جنریٹر نصب ہیں۔ جن میں اس قدر قوت موجود ہے کہ فضائی اور دریائی جہازوں کو ساکن کر دیتی ہے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی قوتوں کو بیکار کر دیتی ہے۔ اور بہت دور فاصلہ سے تمام چیزوں کا فوٹو لے لیتی ہے۔ نیز وہ اس بات کا بھی معتقد ہے کہ مثلث برمودہ کے رہنے والے لیزر شعاعوں کے انکشاف سے ہزاروں سال پہلے کرسٹل سے بہ عنوان منبع قدرت استفادہ کرتے تھے۔ چاک ویکلی امریکہ کا زبیہ تربیت ہوا باز نور سبز کے مشاہدہ کی اس طرح توصیف بیان کرتا ہے کہ میں نے ناسو (ناسالو) ایرپورٹ سے غروب آفتاب سے کچھ دیر بعد ترک کیا ہوا بے حد صاف تھی اور

---

[۱] :- بحار الانوار۔ جلد ۵۲

Presented by www.ziaraat.com

ستارے چمک رہے تھے۔ میں مستقیم طور سے جزائر باهاما کی جانب مصروف پرواز تھا کہ تقریباً آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر میں نے بالکل غیر عادی چیز مشاہدہ کی اور وہ یہ کہ میرے جہاز کے پر ایک دم چمکنے لگے گویا انہوں نے شب نما (مقناطیس) کو جذب کرا لیا۔ پہلے تو میں نے خیال کیا کہ یہ انعکاس نور کا اثر ہے۔ جو پائلٹ کے بیٹھنے کی جگہ کی رنگین پلاسٹک پر نور کے داخل ہونے کی بنا، پر ہوا ہے۔ مگر کچھ دیر بعد جہاز کے پر صاف ہو گئے۔ اور ان کا رنگ سبز آبی نظر آنے لگا جبکہ ان کا اصل رنگ سفید تھا۔ ۵ منٹ تک ان کی چمک اس قدر بڑھ گئی کہ میں چکا چوند میں انجن کی سوئیاں بھی نہ دیکھ سکا۔ بلکہ میں نے محسوس کیا کہ اب الیکٹرونک کی کوئی چیز میرے کنٹرول میں نہیں ہے یا ہم مدار سے خارج ہو چکے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں تمام جہاز نورانی ہو گیا۔ یہ نور انعکاسی نہ تھا بلکہ خود ہوائی جہاز میں پیدا ہوا تھا۔ جب میں نے اندر سے پھر پروں کو دیکھا تو محسوس کیا کہ یہ چمک بالکل غیر عادی ہے۔ کیونکہ اس نے ہم کو پانچ منٹ تک بالکل نابینا کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس کی زیادتی آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئی۔ جب یہ نور بالکل غائب ہو گیا تو تمام چیزیں عادی حالت پر پلٹ آئیں۔ واپس آنے کے بعد ایئرپورٹ پر جب میں نے دوسرے پائلٹوں سے اپنے مشاہدے کو بیان کیا تو پتہ چلا کہ ایسے ہی واقعات دوسروں کے ساتھ بھی رونما ہو چکے ہیں[1] مگر

Presented by www.ziaraat.com

وہ اس بارے میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس جزیرہ کو جزیرہ خضرا کیوں کہا جاتا ہے۔ آیا اس کی وجہ یہاں کی سرسبزی و خرمی ہے تو تمام روئے زمین کے جزیرے ایسے ہی سرسبز ہیں اس لئے ضروری ہے کہ کوئی دوسری دلیل اس میں پوشیدہ ہو ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جزیرہ اپنے اندر سبز چمک رکھتا ہے اور اس سے نور سبز ساطع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ خضرا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انتہائی توجہ کے قابل اور غور و فکر کے لائق یہ بات ہے کہ وہ تمام ہوائی جہاز جو مثلث برمودا میں۔ بحر اوقیانوس اطلس میں مصروف پرواز ہو کر وہاں مصیبتوں میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے زمین کے مرکز کو اپنا جو آخری پیغام بھیجا وہ یہی تھا۔ (۱) اب ہوائی جہاز ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ (۲) تمام مشینی آلات ہمارے قبضہ سے نکل چکے ہیں۔ (۳) اب ہم سفید پانی پر ہیں۔ (۴) ہم ایسے جزیرہ کو دیکھ رہے ہیں۔ جس کے درمیان سفید پانی ہے مگر سبز رنگ کے نور نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اس لئے ہم اس کی فلم لینے سے مجبور ہیں۔ اس کے بعد ارتباط منقطع ہو گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ربط ختم ہو گیا۔ اور پھر ان کی کوئی خبر نہ آئی۔ تقریباً بالکل یہی پیغام دوسرے ہوائی جہازوں سے موصول ہوا۔

ان تمام بیانات کی روشنی میں اس احتمال کو تقویت پہنچتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

کہ شاید "جزیرہ خضراء" اوقیانوس اطلس میں مثلث برمودا میں ہے۔ اور یہ تمام حادثات اُسی الہیٰ غیبی قوت سے مربوط ہیں۔ اسی وجہ سے بڑے بڑے تحقیق کرنے والے ان حوادث کی کوئی توجیہہ نہیں کر سکے۔

ضروری توجہ :-

مندرجہ بالا بیانات کے بعد اس نکتہ کی وضاحت ضروری ہے کہ ہم ہرگز یہ ادعا نہیں کرتے کہ جزیرہ خضراء (۱) "مثلث برمودا" ہی ہے۔ بلکہ صرف ہم نے احتمال کا اظہار کیا ہے تاکہ تحقیق کرنے والے کسی قطعی نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ اور پھر وہ قطعی طور سے اثبات یا نفی میں جواب دے سکیں۔

(۲) ہمارے اس احتمال کی بنیاد یہ ہے کہ راہ تحقیق باز ہو جائے۔ نیز ہماری مندرجہ تحریروں کو پڑھنے والے کم ازکم مطالعہ کی مدت تک حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ فرجہ کی یاد میں مصروف رہیں کیونکہ اس مہر تاباں اور کعبۂ پاکاں کی یاد روح کو صفائی اور دل کو جلا بخشتی ہے۔

(۳) مثلث برمودا سے مربوط جو حادثات ہیں۔ وہ اس مثلث کے مرکز سے وابستہ ہیں۔ جس کو آج تک کوئی ہوائی جہاز عبور نہیں کر سکا۔ جبکہ اس مثلث کے کنارے پر اور جزائر ایسے

Presented by www.ziaraat.com

موجود ہیں۔ جن میں آبادی ہے۔ اور ہوائی جہاز و کشتیاں وہاں حرکت کرتی رہتی ہیں۔ وہاں کم و بیش حوادث بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اور اکثر وہ حضرات جو ان حوادث سے دو چار ہوتے ہیں صحیح و سالم بھی باقی رہتے ہیں۔ مگر یہ سب وہی ہیں جو اس مثلث کے مرکز سے دور حادثہ سے دو چار ہوتے ہیں۔ البتہ مرکزی جگہ کے حادثہ کا کوئی فرد بظاہر باقی نہیں رہتا۔ (علی اکبر مہدی پور)

ذیل میں ہم مثلث برمودا کی داستان کے متعلق کچھ اور اضافہ کریں گے۔ تاکہ اضافہ معلومات کا سبب بن سکے۔ سب سے پہلے ہم روایت "الجزیرۃ الخضرا"، یعنی اقامت گاہِ احتمالی حضرت ولی عصر (عج) کو نقل کر رہے ہیں اس کو نہایت قیمتی کتاب بحارالانوار میں علامہ مجلسیؒ نے تحریر فرمایا ہے ہم اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ مثلث برمودا، اور جزیرۂ خضرا میں بہت سی خصوصیات مشترک ہیں۔ بعض دانشمند جو سات سو سال پہلے اس جگہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس جزیرۂ مقدسہ کے جو اوصاف بیان کئے ہیں وہ بہت کچھ مثلث برمودا سے مشابہ ہیں۔

مثلاً (۱) دونوں اوقیانوس اطلس میں واقع ہیں۔ (۲) دونوں کا سفید پانی نے احاطہ کر رکھا ہے۔ (۳) دونوں کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے ناپید ہونے کا موجب ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

جو وہاں کی مٹی، پانی اور ہوا کو عبور کرنا چاہتا ہے۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ ہمارا یہ خیال قطعی نہیں ہے کہ مثلث برمودا ہی جزیرۂ خضراء ہے۔ کیونکہ اس کی حقیقت کو جاننے والا صرف خدائے آفریدگار ہے۔ بلکہ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مثلث برمودا کی داستان جو وہاں کے سیاحوں اور تحقیق کرنے والوں کے توسط سے دنیا میں نشر ہوتی ہے۔ اس میں اور جزیرۂ خضراء کی اس داستان میں جس کو مرحوم شیخ زین الدین علی ابن فاضل مازندانی نے اپنے سفر ہسپانیہ و اندلس کے سلسلہ میں جو کسی ہدایت کی بناء پر وہاں تک پہنچے تھے۔ بیان کیا ہے بہت سی مشابہ باتیں ہیں۔ لہذا ہم بھی اس دن کی امید میں کہ جب دنیا میں عدالت کی بنیادوں پر استوار حضرت ولی عصر حجۃ بن الحسن المہدی (عج) کی حکومت آپ کے ظہور کے بعد قائم ہوگی اور آپ تمام دنیا کی مشکلات کو اپنے دست باکفایت سے حل فرمائیں گے۔ تو ہم کو بھی ظن و گمان کی بناء پر یہ رائے پیش کرنے پر معاف فرمائیں گے۔

(ناجی نجار نجف اشرف) واکبر مہدی پور، ایران

مثلث برمودا :-

اوقیانوس اطلس : بعد از اوقیانوس آرام دنیا کے بزرگ ترین اوقیانوس میں شمار ہوتا ہے۔ اور کینال پانامہ کے توسط سے

Presented by www.ziaraat.com

اوقیانوس آرام سے متصل ہو جاتا ہے۔ یہ امریکہ، یورپ اور افریقہ کے علاقہ پر محیط ہے۔ ہزاروں ندیاں یورپ وافریقہ و امریکا کی اس اوقیانوس میں گرتی ہیں۔ اس اوقیانوس کا اہم ترین دریا گلف اسٹریم، ہے دنیا کے دو قدیم ملکوں یورپ و امریکہ کے درمیان جہازرانی اس اوقیانوس کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ فعال ترین ٹریفک کا مرکز ہے۔ دنیا کے سیاحوں اور جغرافیہ دانوں نے جو زمانۂ ماضی وحال سے تعلق رکھتے ہیں اوقیانوس اطلس کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے۔ ہم یہاں صرف ساتویں صدی کے دانشمند احمد بن عبدالوہاب نویری کا قول تحریر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اوقیانوس اطلس کو دریائے ظلمات بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ تاریک چاند والا آسمان اس کو چھپائے رہتا ہے۔ یہاں چاند کی شکل کسی شخص کے لئے قابل رویت نہیں ہے۔ صرف اسی دلیل اور چند دوسرے دلائل مثلاً کوہ پیکر موجوں کی بلندی و آب وہوا کی دگرگونی کے علاوہ اس اوقیانوس کے متعلق زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ اس کے آس پاس آبادی والے کچھ جزیروں کے علاوہ کچھ اور آبادی کا علم نہیں ہے۔

اس اوقیانوس کے مغرب میں جو جزیرے معلوم کئے گئے ہیں ان کی تعداد چھ ہے۔ جن کو جزیرہ ہائے جاویداں یا جزیرہ ہائے خوشبختی کہا جاتا ہے۔ ان چھ جزیروں کے محاذ میں مشرق کی طرف جزیرہ ہائے

Presented by www.ziaraat.com

سیلی کا وجود ہے۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں علوی حضرات رہتے ہیں۔ جو بنی اُمیہ کے ظلم سے فرار کر کے ان جزیروں میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ ان جزیروں کی آب و ہوا اس قدر نفیس ہے کہ آج تک کوئی شخص ان میں پہنچ کر واپس نہیں آیا۔ اس لئے کہ اس نفیس جگہ کو چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

اوقیانوس اطلس کے انتہائی مغربی نقطہ پر نہایت اسرار آمیز و تعجب انگیز منطقہ برمودا ہے۔ جس نے مدت دراز سے گزرنے والوں اور تحقیق کرنے والوں کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کیا ہے۔ اور بہت سی پرشور و پرہیجان خبریں دنیا کے علمی مجلّوں اور روزناموں میں اس کے بارے میں خصوصیت سے نشر ہوتی رہی ہیں وہ حوادث جو اس اوقیانوس اطلس کے منطقہ میں کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے رونما ہوئے ہیں اس قدر جالب اور سننے کے لائق ہیں کہ ممکن ہے اب ان کو سننے والا افسانہ سے تعبیر کرلے۔ کیونکہ ایسی روئداد دنیا کے اور کسی حصہ میں رونما نہیں ہوئی ہیں۔ اگر ہم اس منطقہ کو ایک مثلث فرض کریں تو اس کی راس برمودا اور اس کے قائدے جزائر پورٹریکو اور جزیرہ فلوریڈا قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ یہاں کے واقعات عجیب کی بنا پر دریانوردوں نے اس کے بہت سے نام رکھ لئے ہیں۔ مثلاً مثلث مرگ، دریائے اشباح، قبرستان اطلسی، دریائے

Presented by www.ziaraat.com

وحشت وغیرہ ان ناموں سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملاح وغیرہ اس علاقہ سے کس قدر وحشت زدہ ہیں سالہا سال سے ان کی تمنا رہی ہے کہ ان کا گذر اس منطقہ سے ہرگز نہ ہو تاکہ وہ دریا کی گہرائی میں پہنچ کر رہسپار دریائے مرگ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ یورپ کے رہنے والوں کا عقیدہ ہے کہ اس جگہ کوئی قوت پوشیدہ ہے جو ہوائی جہازوں کے سقوط اور جہازوں کے ناپید ہونے کا سبب بنتی رہتی ہے۔ اس مثلث کے متعلق جو آخری کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کو منطقہ شوم یا منطقہ اسرار آمیز ہی کہا گیا ہے "مسٹریس"، کیونکہ اب تک اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکا۔ البتہ علمی حلقوں میں معروف نام مثلث برمودا ہے۔ چونکہ ابھی تک اس منطقہ کے پیدائشی چھپے ہوئے راز منکشف نہیں ہوئے ہیں اور ابھی تک یہ منطقہ خدا کے عجیب نشانات اور اس کی عظیم آیات میں سے ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک کوئی امر مانع نہیں اگر ہم اس منطقہ کو "مثلث الہیٰ" کے نام سے موسوم کریں۔ اس لئے کہ قرآن مجید نے ہمیں اس بات کی جانب متوجہ کیا ہے۔ اور ہمیں اس کا شوق دلایا ہے کہ ہم دنیا کے عجائبات کو سطحی طور سے دیکھ کر نہ گذریں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

آسمانوں اور زمین میں خدائے پروردگار کے کس قدر نشانات موجود ہیں جن کے کنارے سے لوگ گذرتے ہیں۔ اور

Presented by www.ziaraat.com

منہ پھیرے رہتے ہیں۔

(سورۃ یوسف آیہ ۱۰۵)

اس مثلث کے واقعات کے متعلق دانشمندوں کی سرگردانی صرف کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے غائب ہونے کے متعلق ہی نہیں ہے بلکہ اب تک ہزاروں پائلٹوں، ملاحوں اور دوسرے دریائی و ہوائی مسافروں نے اس منطقہ کے عبور کرنے کے موقعہ پر بہت سی حیرت انگیز باتیں مشاہدہ کی ہیں۔ ان حیرت انگیز باتوں میں مشترک بات یہ ہے کہ مسافر جب بھی اس منطقہ کے نزدیک پہنچے ہیں تو ان کی گھڑیوں میں اختلال پیدا ہوا ہے اور سوئیوں نے حرکت بند کر دی ہے۔ پائلٹ اور ملاحوں نے محسوس کیا ہے کہ کل مشینری اور اس کا کنٹرول ہاتھ سے خارج ہو رہا ہے لہ عموماً قطب نما اور آلات ہوا پیما بیکار ہو گئے ہیں۔

"روزنامہ جمہوریت عربی" نے اس بارے میں ایک داستان نقل کی ہے جو امریکہ کے محقق سنڈرسن سے متعلق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چند سال پہلے نیشنل ایرلائن کا ایک جہاز ۱۲۷ مسافروں کو لئے ہوئے میامی (فلوریڈا) کے ایرپورٹ سے شمال مشرق پہنچا تو اس نے اپنے پہنچنے کی اطلاع کنٹرول ٹاور ٹاور کو دی کہ ناگہانی طور سے

لہ :- مجلہ الف باء شمارہ ۵۰۶

Presented by www.ziaraat.com

جہاز راڈر سے غائب ہو گیا۔ مگر دس منٹ بعد پھر ظاہر ہوا۔ اور عادی طریقہ سے اُتر آیا۔ مگر مسافر اس دہشت سے سراسیمہ تھے۔ جوان پہ مسلط تھی۔ خصوصاً تمام مسافروں کی گھڑیاں ایئرپورٹ کی گھڑی کے مقابل دس منٹ پیچھے ہو چکی تھیں۔ یہ حیرت اس لئے اور بھی زیادہ تھی۔ کیونکہ پائلٹ اور جہاز کے ہدایت کرنے والے عملہ نے بیس منٹ پہلے اپنی اور مسافروں کی گھڑیوں کو ایئرپورٹ کی گھڑی کے مطابق کیا تھا۔ کنٹرول ٹاور کے انچارج نے جہاز کے پائلٹ سے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم دس منٹ تک ایئرپورٹ سے رابطہ منقطع کر کے آسمان میں غائب ہو گئے۔ یہ مسافر آپس میں حیرت سے ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے کہ ہماری دس منٹ عمر کہاں گذری۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ زمان و وقت ۱۰ منٹ کے لئے ساکن ہو جائے۔ مگر کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ یہ راز آج تک راز ہی ہے۔ تحقیق کرنے والے طلباء و دانشور جو مثلث برمودا کے مطالعہ میں مشغول ہیں۔ جس قدر مطالعہ میں اضافہ کرتے ہیں۔ اسی قدر حیرت و سرگردانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ آج تک یہ راز سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس منطقہ میں وقت ٹائم متوقف کیسے ہو جاتا ہے۔ مسافروں کی گھڑیاں، قطب نما اور وائرلیس بیکار کیوں ہو جاتے ہیں۔ نیز کشتیوں اور ہوائی جہازوں کی خبروں کا نظام معطل کیوں ہو جاتا ہے۔ مزید باعث

Presented by www.ziaraat.com

تعجب یہ امر ہے کہ نت نئی کشتیاں اور ہوائی جہاز سلامتی کے ساتھ اس علاقہ سے گذر جاتے ہیں۔ مگر بعض حوادث کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے نابود ہو جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ مگر اس کیوں کا جواب ابھی تک سمجھ میں نہیں آسکا۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ برمودا میں گذرے ہوئے چند واقعات اس مقام پر مزید نقل کر دیں تاکہ اضافہ غور وفکر کا موجب ہو سکیں۔ چنانچہ آخری ۱۵۰ سال کے گذرے ہوئے واقعات نہایت دلچسپ اور پیچیدہ ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کا کوئی سراغ آج تک نہیں مل سکا۔ یہ واقعات ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سے زیادہ ہیں بطور نمونہ ہم چند پیش کرتے ہیں۔

(۱) کشتی "ماری سیلست"

دسمبر ۱۸۷۲ء میں ماری سیلست جہاز بغیر کسی فنی نقصان کے اوقیانوس اطلس کے پانی پر نمودار ہوا۔ جبکہ یہ جہاز مثلث برمودا کو عبور کرتے ہوئے عرصہ ہوا غائب ہو گیا تھا۔ حیرت یہ ہے کہ اب یہ جہاز ہر اعتبار سے بے عیب و بے نقص تھا۔ موٹر (انجن) سالم تھا پیٹرول کافی تعداد میں موجود تھا۔ نلکے، تار، رسیاں محکم و سالم تھیں۔ پانی کا ٹینک پانی سے بھرا ہوا تھا۔ جو مسافروں کے لئے چھ ماہ تک کافی ہو سکتا تھا۔ کسی قسم کا کوئی نشان حملے یا تعرض کا جہاز پر موجود نہ تھا۔ اب اس جہاز کو رہا کر دیا گیا۔ جہاز کے مسافروں کا کچھ پتہ نہ تھا

Presented by www.ziaraat.com

جہاز کے ناخدا کا کیبن کھلا ہوا تھا۔ اس میں اطلاعات کا رجسٹرڈ بھی موجود تھا۔ جس میں تمام اطلاعات اس وقت تک کی جب تک یہ جہاز جزائر ازورجو مثلث برمودا کے نزدیک ہیں پہنچا تھا درج تھیں۔ جہاز میں کیپٹن کے کمرے میں سکے، جواہرات، قیمتی کاغذات فراوانی کے ساتھ موجود تھے۔ جن کو ہاتھ بھی نہ لگایا گیا تھا۔ بلکہ وہاں ایک بچہ کا پیراہن بھی نامکمل تھا۔ جس کو جہاز میں مشین سے سیا گیا تھا۔ مسافروں کے لئے کھانا میز پر چنا ہوا تھا۔ گلاسوں میں پانی بھرا ہوا غذا سے برتن پُر تھے۔ باقی غذائی ذخیرہ معینہ مقام پہ محفوظ تھا۔ یہ سب کچھ مسافروں کے لئے چھ ماہ کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ غرض ہر چیز اپنے مقام پر مرتب تھی۔ مگر مسافروں کا کہیں کچھ پتہ نہ تھا۔ اس جہاز کی تحقیق کی انگلستان کی پولیس نے بہت کوشش کی اسکاٹ لینڈ کی پولیس بھی مسلسل تحقیق میں مصروف رہی مگر کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکی دوسرے تحقیقاتی مراکز بھی کوئی سراغ نہ لگا سکے۔

(۲) سرگذشت اٹلانٹا۔

۱۸۸۰ء میں برطانیہ کا ایک جنگی جہاز جس کا نام اٹلانٹا تھا اور اس پر ۲۹۰ مسافر سوار تھے۔ جزیرہ برمودا سے حرکت کرنے کے تھوڑی سی مدت بعد غائب ہو گیا۔ اور ایک سو سال گذرنے کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

(۳) سرگذشت سانتا ماری "(سینٹ میری)

Presented by www.ziaraat.com

سینٹ میری پر تگالی جہاز مع اپنے مسافروں کے غائب ہوا۔
اور مدت دراز کے بعد اقیانوس اطلس کے پانی پر بغیر کسی نقص وعیب
کے ظاہر ہو گیا۔ مگر اس حالت میں کہ تمام مسافر اپنی جگہ خشک ہو چکے
تھے۔ آج تک تحقیق کے باوجود کچھ پتہ نہ چل سکا کہ اس پر برمودا میں کیا گذری

④ امریکہ کے ۵ ہوائی جہازوں کے غائب ہونے کی سرگذشت

مثلث برمودا کے پیچیدہ حوادث میں انتہائی پیچیدہ ترین
حادثہ امریکہ کے ۵ جنگی جہازوں کا غائب ہونا ہے۔ یہ جہاز
(ٹی۔ بی۔ ام رفینگر ۳) قسم کے تھے۔

۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ۵ امریکی ہوائی جہاز (فورٹ لودریدوال)
ریاست فلوریڈا کے ایئرپورٹ سے ایک اہم اکتشاف کے لئے ایک ساتھ
اڑے ان کا رخ ایئرپورٹ سے اڑنے کے بعد مثلث برمودا کی جانب
ہوا۔ کیونکہ یہ اکتشاف وہیں سے متعلق تھا۔ ظہر کے بعد ایک بجکر ۱۵
منٹ تک "چارلز ٹیلر کیپٹن کا فلوریڈا کے کنٹرول ٹاور سے رابطہ برقرار
تھا۔ مندرجہ ذیل گفتگو ریکارڈ کی گئی۔ جو اس وقت آپس میں جاری
تھی۔ سوال وجواب کی نوعیت یہ تھی۔

میں چارلز ٹیلر ہوں۔ کنٹرول ٹاور سے رابطہ چاہتا ہوں ہمارے
ساتھ عجیب وغریب نوعیت پیش آگئی ہے۔ اب تمام چیزوں کا
کنٹرول میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ ہم بالکل ناچار ومجبور ہو گئے ہیں
ہم نے راستہ گم کر دیا ہے۔ اب مجھے زمین نظر نہیں آرہی۔ میں پھر

Presented by www.ziaraat.com

کہہ رہا ہوں کہ مجھے اب زمین بالکل نظر نہیں آرہی۔ بلکہ ہمارے لئے تمام چیزیں بکھر گئی ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ دریا کی حالت بھی دگرگوں ہو گئی ہے میں نے آج تک دریا کی یہ نوعیت کبھی نہیں دیکھی۔ میں اب زمین کو نہیں دیکھ سکتا۔ میری راہ نمائی کرو۔

کنٹرول ٹاور :۔ تم کہاں ہو؟ اپنے جائے وقوع کو بیان کرو۔

چارلز :۔ ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کہاں ہیں۔ خیال یہ ہے کہ ہم گم ہو گئے ہیں۔

کنٹرول ٹاور :۔ کیا تم مغرب کی طرف پرواز کر رہے ہو۔

چارلز :۔ ہمیں اصلاً پتہ نہیں کہ مشرق کہاں ہے۔ اور مغرب کہاں حتیٰ کہ دریا کی بھی وہ شکل نہیں ہے جو ہوتی ہے۔

اس کے بعد کنٹرول ٹاور کا چارلز سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ بڑی دیر بعد ٹاور نے دوبارہ پرواز نمبر ۱۹ کے ذریعہ رابطہ قائم کیا۔ بس یہ جواب ملا۔

چارلز :۔ قطب نما دیوانہ وار اپنے گرد گردش کر رہی ہے قطب نما خراب نہیں ہے۔ بلکہ سراسیمگی کی حالت میں محو گردش ہے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایئرپورٹ کے قریب ہوں مگر در حقیقت ہمیں قطعاً علم نہیں کہ ہم کہاں ہیں۔

ٹاور :۔ سورج کی مدد سے سفر کو جاری رکھو۔ شمال کی جانب لوٹ جاؤ۔ اور سورج کی جانب پرواز کرو۔

Presented by www.ziaraat.com

چارلنز :- اب ہم ایک چھوٹے سے جزیرہ کے اوپر ہیں اس کے علاوہ ہمیں کوئی چیز نظر نہیں آرہی۔ اس کے بعد رابطہ کلی طور سے منقطع ہوگیا۔ لیکن کنٹرول ٹاور ہوائی جہازوں کے پائلٹوں کے آپس کے مکالمات کو سن رہا تھا۔ جن سے نہایت پریشانی و بیچارگی کا اظہار ہو رہا تھا۔ تقریباً سب یکساں ہی باتیں کر رہے تھے۔ درمیان گفتگو ایک پائلٹ کی آواز آئی کہ میرا خیال ہے کہ ہم فلوریڈا سے بہت دور ہوگئے ہیں۔ اور مکزیک کی جانب جا رہے ہیں۔ چارلنز ٹیلر نے ہدایت دی کہ سب ۱۸۰ درجہ تغیر کر کے سفر جاری رکھیں شاید فلوریڈا کی سمت ہاتھ آجائے۔ مگر جب سب نے ۱۸۰ ڈگری تبدیلی کی تو آہستہ آہستہ ان کی آوازیں بھی کمزور ہونے لگیں۔ اور پھر کلی طور سے قطع ہوگئیں۔ آخری جملے جو کنٹرول ٹاور کے ذریعہ سنے گئے وہ یہ تھے۔

"ہم سفید پانی پر پہنچ گئے ہیں۔ راستہ بالکل گم ہوگیا ہے۔"

یہ الفاظ جارج سنٹیگمہ کیپٹن کے تھے۔ جن کا ٹاور سے رابطہ قائم ہوگیا تھا۔ اور وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ ہم کہاں ہیں۔ فقط یہ احساس ہو رہا ہے کہ سفید پانی پر ہیں۔

ان پائلٹوں کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کی زندگی کی بہار پر خزاں کی ہوا چل رہی ہے۔ تمام جہازوں کی مشینیں ان کے ہاتھوں میں بے قابو ہوچکی ہیں۔ اور ناامیدی کے بادل ان پر منڈلا رہے ہیں بینائی بالکل جواب دے چکی ہے کیونکہ سورج بھی نظر نہیں آرہا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہاں انتہائی تعجب و وحشت میں اگر کچھ دیکھ رہے ہیں تو صرف سفید پانی

۵ تحقیق کرنے والے ۲۴۰ جہازوں کی سرگذشت۔

جب فلوریڈا کے کنٹرول ٹاور سے ۵ ہوائی جہازوں کا رابطہ بالکل منقطع ہو گیا تو ایئرپورٹ کے عملہ کی ذمہ داری ہو گئی کہ حادثہ مرگ سے دوچار ہونے والے ۵ جہازوں کی تحقیق فوراً شروع کریں چنانچہ اسی دن تحقیقات کرنے والا ایک عظیم ہوائی جہاز اسی راستہ سے فوراً روانہ ہوا۔ جس میں تجربہ کار کیپٹن و ضروری عملہ موجود تھا۔ ابھی اس کو مصروف پرواز ہوئے۔ چند منٹ گذرے تھے کہ اس نے کنٹرول ٹاور کو یہ پیغام بھیجا کہ میں ۸۰۰ میٹر بلندی پر ہوں یہاں اس قدر شدید ہوا چل رہی ہے کہ۔۔۔۔۔ اس کے فوراً بعد رابطہ منقطع ہو گیا اور اس طرح یہ ہوائی جہاز بھی ہمیشہ کے لئے ناپید ہو کر ابدیت سے پیوست ہو گیا۔

اس واقعہ کے ایک دن بعد ۶؍دسمبر ۱۹۴۵ء کو دنیا میں ہوا پیمائی کی تاریخ کا سب سے بزرگ تحقیقی کام شروع ہوا تاکہ ۶ غائب شدہ امریکی ہوائی جہازوں کا سراغ لگایا جا سکے۔ اس تحقیقی کام میں ۲۴۰ کشتیوں ۶۷ ہوائی جہازوں ۴ بناؤ شکن کے علاوہ بے شمار دوسری کشتیوں ذاتی سواریوں سینکڑوں ہیلی کاپٹروں اور بہت سے شخصی ہوائی جہازوں کے ساتھ ہزاروں دریانوردوں نے جو انگلستان و جزائر باہامہ سے متعلق تھے شرکت کی۔ لیکن اجتماعی کوشش کے باوجود ان جہازوں اور کیپٹنوں کے متعلق ذرا سی خبر بھی معلوم نہ کر سکے

Presented by www.ziaraat.com

بلکہ ناکام و نامرادی کے ساتھ اپنے مشن کو ختم کر دیا۔

(۶) ۱۹۶۳ء میں دو جیٹ ہوائی جہاز جو فضاء میں دوسرے جہازوں کو ایندھن پہنچایا کرتے تھے۔ مثلث برمودا کی بلندی پر بغیر کسی ظاہری سبب کے پارہ پارہ ہو گئے۔ اسی طرح کے حادثات ۱۹۶۷ء میں رونما ہوئے۔ اور چھ حادثے ۱۹۷۶ء میں پیش آئے۔ جو نہایت وحشتناک تھے۔ مختصر یہ کہ جو حوادث برمودا میں پیش آئے ہیں وہ دنیا کے مختلف اخباروں میں چھپتے رہتے ہیں۔ ان کی تعداد حد شمار سے بہت زیادہ ہے۔ صرف گذشتہ تیس سال میں تقریباً ایک سو ہوائی جہاز اور کشتیاں یہاں غائب ہوئیں۔ جن کا آج تک کوئی سراغ نہ مل سکا۔

حیرت و تعجب کی بات یہ ہے کہ تمام جہازوں اور کشتیوں کے ساتھ یکساں حوادث پیش نہیں آئے۔ بلکہ بہت سی کشتیاں اور جہاز آزاد کر دئے گئے۔ لیکن ان کی سواریاں ناپید ہو گئیں۔ البتہ تمام واقعات سے یہ نتیجہ ضرور اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ جہاز اور کشتیاں ضرور ناپید ہوئی ہیں۔ جو برمودا کی تحقیق کے متعلق اس علاقہ میں وارد ہوئی تھیں۔ البتہ ان کو معاف کر دیا گیا جو غلطی سے اس علاقہ میں داخل ہو گئے تھے۔

اس مقام پر ہم تحریر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی کبھی کبھی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ مگر واقعات

Presented by www.ziaraat.com

وحادثات کا جو تسلسل مثلث برمودا سے متعلق ہے۔ وہ کرۂ ارض پر کہیں نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ ایسے بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں اکثر لوگوں کو معاف کیا گیا۔ مثلاً ۱۹۷۷ء کا مشہور واقعہ جس کو دنیا کے تمام اہم اخباروں نے شائع کیا یہ ہے کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ایک ڈی سی ۸۔ طیارہ موت کے لمحات سے دوچار ہو کر بالکل سقوط کے آخری وقت معاف کر دیا گیا۔ اور اس جہاز کے سفر کرنے والے موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گئے۔ اخبارات میں چھپی ہوئی داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ ۲۵ دسمبر کو ایک ہوائی جہاز ڈی سی ۔ ۸۔ برانیف ایرلائن کا نیویارک سے پانامہ جانے کے لئے روانہ ہوا طے یہ تھا کہ دو گھنٹے میں یہ جہاز منزل پہ پہنچ جائے گا۔ مگر جب جہاز جزائر پانامہ سے نزدیک ہو رہا تھا۔ بلکہ یہ جزیرے جہاز کے پروں کے نیچے آ چکے تھے کہ ایکدم ایک حادثہ پیش آ گیا۔ اور وہ یہ کہ پہلے تو جہاز نے مختصر سا جھٹکا کھایا اس کے بعد بے حد بلند ہوا۔ اور انتہائی بلندی پر پہنچ کر خود بخود اپنے مدار کے گرد چکر کھانے لگا پھر راستہ پر چل لگا۔ مسافر وحشت زدہ ہو گئے۔ اور کچھ نہ سمجھ سکے کہ کیا ہوا۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہو گیا۔ مسافر خوفزدہ نہیں تھے بلکہ حیرت زدہ تھے۔

کچھ دیر بعد جہاز نے نیلے صاف آسمان کے نیچے اپنی پرواز کو جاری رکھا۔ کیپٹن کے کیبن میں تمام پرزے بڑی اچھی طرح کام کر رہے تھے لگی ہوئی سوئیوں سے کسی خطرے کی علامت کا اظہار نہیں ہو رہا تھا مگر

Presented by www.ziaraat.com

ان تمام نوعیتوں کے باوجود جہاز کیپٹن کی ہدایت کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا تھا۔ اور اس کے احکام کی قطعاً پیروی نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ کسی خارجی اثر کے تحت رواں دواں تھا۔ جس کا ہوائی جہاز میں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ جہاز لحظہ بہ لحظہ سطح اوقیانوس سے قریب تر ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ مسافر چھوٹی کھڑکیوں کے ذریعے اوقیانوس کی لہروں کو نزدیک سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ عین اس وقت جبکہ جہاز سمندر کی موجوں کی نذر ہونے والا تھا۔ یہ معجزہ ہوا کہ ہوائی جہاز اوقیانوس کی سطح کے دو سو گز تک پہنچ کر اپنی حالت عادی پہ پلٹ آیا۔ اور کیپٹن کے کنٹرول میں آگیا۔ کچھ مسافر تیز رفتاری کی وجہ سے زخمی ضرور ہوئے۔ مگر کیپٹن نے کنٹرول کے بعد محسوس کیا کہ وہ میامی کے قریب ہے۔ لہذا وہیں ایئرپورٹ پہ بحفاظت اتر گیا۔

جہاز کی بے حد تفتیش کی گئی مگر کسی قسم کی خرابی کا پتہ نہ چل سکا۔ بظاہر کسی کی سمجھ میں یہ معمہ نہ آسکا۔ لیکن آخر میں تحقیق کرنے والے صرف اسی نتیجہ پر پہنچے کہ اس عجیب روئداد کا محرک و عامل بس یہ تھا کہ جہاز نے "مثلث برمودا" کی حریم ہوائی سے تجاوز کیا تھا۔ جس کی یہ سزا دی گئی مگر بعد کو معاف کر دیا کیونکہ سفر کا مقصد برمودا کی تحقیق نہ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مذکورہ حادثات و واقعات کے پیش نظر مختلف سوالات ذہن انسانی میں گردش کرتے ہیں۔ (۱) ان حادثات کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

(۲) ایسے حادثات رونما کیسے ہو سکتے ہیں۔ (۳) بعض کو غرق کر دیا جاتا ہے۔ اور بعض کو معاف۔ آخر ایسا کیوں ہے (۴) یہ کیا بات ہے کہ جہازوں میں جو معمولی غیر قیمتی چیزیں ہیں۔ مثلاً سمتوں کے معلومات والے آلے وہ تو نکال لئے جاتے ہیں۔ مگر سونے اور جواہرات کی جانب کوئی رغبت نہیں کی جاتی۔ (۵) کیا واقعی اس منطقہ میں کوئی ایسی باارادہ قوت موجود ہے کہ جو اس علاقہ کی معلومات حاصل کرنے والوں کو اس منطقہ کی حریم آبی و فضائی کے تجاوز کرنے والوں کو تو جان سے مار ڈالنے کا حکم دیتی ہے۔ اور وہ افراد جو نا دانستہ طور سے اس حریم میں وارد ہو جاتے ہیں ان کو مختصر تنبیہ کے بعد لائق عفو قرار دیتی ہے۔ (۶) کیا یہاں پوشیدہ طاقت قانون طبعی کے اعتبار سے کوئی طاقت ہے۔ یا کوئی خاص مقناطیسی قوت ہے۔ جیسا کہ بعض عقلمند خیال کرتے ہیں یا یہاں کوئی غیبی طاقت اقامت پذیر ہے جو کسی کو اجازت نہیں دیتی کہ اس منطقہ کے حریم آبی یا ہوائی میں قدم رکھ سکے۔ (۷) کیا یہ ممکن ہے کہ یہاں ہونے والے حیرت انگیز واقعات میں اور اس منطقہ میں نظر آنے والی اڑن طشتریوں میں کوئی ربط ہے۔ کیونکہ اکثر بار مثلث برمودا میں اڑن طشتریوں کی آمدورفت دیکھی گئی ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب یہ ہے کہ حقیقتِ حال کا جاننے والا صرف خدائے بزرگ و برتر ہے کیونکہ تحقیقات کرنے والے مدت گذرنے کے باوجود ابھی تک

Presented by www.ziaraat.com

کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔ البتہ ان میں سے اکثر نے یہ کہا ہے۔

(۱) ہم اس امر کو ہرگز بعید از عقل نہیں سمجھتے کہ کسی دِن ان حوادثات کے اسباب سے پردہ اٹھ جائے اور حقیقت لوگوں پر آشکار ہو جائے۔

(۲) ہم اس بات کے منکر نہیں ہیں کہ کسی دن عقل ودانش کے ذریعہ ان مطالب تک پہنچا جا سکے۔ جن کا آج مذاق اڑایا جارہا ہے۔ ممکن ہے کبھی یہ نتیجہ حاصل ہو جائے کہ اس منطقہ پُر تحیرت میں کوئی الہیٰ طاقت قیام رکھتی ہے۔ کیونکہ ایسا اکثر ہوا کہ خود استہزا کرنے والوں نے اعتراف کیا ہے۔ ان بیانات سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہمیں کلی یقین ہے کہ یہاں کوئی غیبی طاقت کارفرما ہے۔ مگر واقعات کے سلسلہ سے یہ نتیجہ اخذ ضرور کیا جا سکتا ہے کہ شاید کوئی غیبی طاقت ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہان کے پیدا کرنے والے خدا نے اس منطقہ کو ان خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا ہو۔

مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تحقیق کرنے والے انفرادی طور سے مثلث برمودا کے اسرار سے پردہ نہ اٹھا سکے۔ اور حادثات مسلسل ہوتے رہے تو دو سپر پاور امریکہ و روس نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور مشترک طور سے معاہدہ (ایلیمود) کے تحت ان مشکلات کے حل میں مشغول ہو گئے۔ جس میں چار

Presented by www.ziaraat.com

روسی جہازوں اور ۵ امریکی جہازوں نے حصہ لیا۔ ڈیڑھ سال تک تحقیق جاری رہی۔ دنیا کے اکثر دانشوروں نے اس کام میں اشتراک کیا۔ مگر کسی خاص نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ اور آخر میں اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ ان محققین کے علاوہ بعض دوسرے حضرات نے نئی توجہ کی اور فرمایا کہ مثلث برمودا کے حادثات سے اڑن طشتریوں کا گہرا تعلق ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس بارے میں بھی کچھ تحریر کر دیں۔ بلغاریہ کے ایک رسالے نے "معمہ مثلث برمودا" عنوان کے تحت تحریر کیا ہے کہ بعض دانشمندوں کا اصرار ہے کہ اس منطقہ میں اڑن طشتریوں کی آمد و رفت بہت زیادہ رہتی ہے گویا یہ منطقہ ان کا مرکز ہے۔ اسی لئے جو کشتی یا جہاز اس منطقہ کے قریب آتا ہے اس کو نابود کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی وہاں کی خبروں پر مطلع نہ ہو سکے۔ اس نظریہ کو چارلز برلیٹز نے زیادہ تقویت دی لہ جس نے اپنی کتاب "اسرار مثلث برمودا" میں بھی دعویٰ کیا کہ تمام حوادث کا سبب اڑن طشتریاں ہیں۔ مگر دوسرے دانشمندوں نے اس نظریہ کا مذاق اڑایا البتہ اوقیانوس ھند نے تصدیق کی کہ سطح آب پر چند بار نورانی اشیاء دیکھی گئی ہیں اور یہ بھی تجربہ

لہ :۔ مثلث برمودا چارلز برلیٹز

Presented by www.ziaraat.com

ہوا ہے کہ جس علاقہ میں یہ نورانی اشیاء دیکھی گئی ہیں وہاں سمندر کے پانی میں بے حد ارتعاش ظاہر ہوا ہے ایسے واقعات دنیا کے مختلف مقامات پر ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ مگر دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ ان اشیائے نورانی کے نظر آنے کے مقامات کے قریب کچھ کشتیاں بھی دیکھی گئیں۔ جن میں کسی قسم کا کوئی نقص واقع نہ ہوا تھا۔ البتہ تمام مسافر ہلاک ہو چکے تھے۔ مثلث برمودا ایسے واقعات کے ظہور میں سرِ فہرست ہے۔ وہاں اکثر عجیب و غریب پرندوں کے اجسام بھی دیکھے گئے ہیں جو بے حد نورانی تھے اور ان کی شکلیں بھی بے حد عجیب تھیں۔

اڑن طشتریاں

گزشتہ چالیس سال میں زیادہ تر اڑن طشتریاں دیکھی گئیں اور ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا سب سے پہلے اطرافِ زمین میں جو نورانی شے دیکھی گئی اس کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہا گیا کہ اس اڑن طشتری کو دیکھو اس دن سے ان نورانی اشیاء کا نام ہی یہ ہو گیا دراصل یہ طشتری ایک نور کا تودہ ہے۔ جو بینائی کو خیرہ کر دیتی ہے۔ یہ تودہ بزرگی میں جمبو جیٹ کے برابر نظر آتا ہے۔ جن کے اوپر کے حصے میں سرخ رنگ کے شعلے نکلتے رہتے ہیں۔ یہ طشتریاں دنیا کے مختلف حصوں میں دیکھی گئی ہیں مگر جہاں بھی نظر آتی ہیں وہاں

Presented by www.ziaraat.com

ان کے آنے کے موقع پر رسل و رسائل کے تمام ذرائع تمام فون اور کارڈلیس فون الیکٹرونک و مقناطیسی آلات اس وقت تک کیلئے بیکار ہو جاتے ہیں۔ جب تک یہ طشتریاں اس علاقہ سے دور نہ ہو جائیں یہ اڑنے والی اشیاء جب چاہتی ہیں تو ایک منٹ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی ان کے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ اپنے آپ کو خاموش کر کے ناپید ہو جاتی ہیں۔ ابھی تک ان کی سرعت رفتار کا اندازہ سات ہزار کلو میٹر فی سیکنڈ لگایا گیا ہے یہ عمودی طور سے بلندی و پستی کی جانب حرکت کرتی ہیں۔ اور دریا کی گہرائیوں میں تیزی سے آتی جاتی ہیں۔ باوجود انتہائی منازل ترقی طے کرنے کے اور ٹیکنالوجی میں دست گاہ کامل حاصل کرنے کے علمائے زمانہ ان کے متعلق ابھی کچھ سمجھ نہیں سکے۔ اس لئے پہلی مرتبہ جب کوئی اڑن طشتری کے متعلق سنتا ہے تو اس کو تمسخر آمیز سمجھ کر اس کا یقین نہیں کرتا۔ بلکہ بعض تو اس کو خرافات، دیوانگی اور دنیا والوں کو بے وقوف بنانے کی مغربی ممالک کی حرکتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر صاحبان فکر کے لئے یہ خیال نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

البرٹ آئنسٹائن (ربنیین) اس صدی کا بڑا مفکر اور مشہور فزیک داں یہ لکھتا ہے کہ اڑن طشتریاں بغیر تردید وجود رکھتی ہیں۔ اور وہ گروہ جو ان طشتریوں کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ انسان خاکی کا وہ گروہ ہے۔ جنہوں نے بیس ہزار سال پہلے کرۂ زمین کو

Presented by www.ziaraat.com

ترک کر دیا تھا، ہیرامن اڈیبرٹ) ماہر میزائل کہتا ہے کہ میں معتقد ہوں کہ فضا میں ایسی مخلوق موجود ہے جو خارق العادہ قوتوں کی مالک ہے۔ وہ مخلوق اڑن طشتریوں کو کرۂ زمین کی نگرانی و معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجتی رہتی ہے۔ ایک فرانسوی سائنسدان کہتا ہے کہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے سیارہ میں ایسی عالی ترین مخلوق موجود ہو۔ جس نے اپنی عقل و دانش سے ہزاروں سال پہلے ہم سے زیادہ ترقی کر لی ہو۔ اور ایٹم کے پیچیدہ اسرار پر دسترس حاصل کر لی ہو۔

ابھی تک دنیا میں تقریباً تین ملین یعنی تیس لاکھ مرتبہ اشیائے نورانی کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب اڑن طشتریاں تھیں۔ البتہ یہ طے شدہ ہے کہ پہلی اڑن طشتری ۲۴ جون ۱۹۴۷ء کو دیکھی گئی اس کے بعد نظر آنے والی اڑن طشتریوں کی تعداد بھی طویل ہے۔ مگر ہم بطور نمونہ چند تحریر کئے دیتے ہیں۔

(۱) ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو مقامی وقت کے اعتبار سے رات کے تقریباً ۱۱ بجے ایک جنگی جہاز الیف ۶۱۔ (فوکوکا) ائیرپورٹ سے جاپان میں مصروف پرواز ہوا۔ جس کو کیپٹن اولیف ہیمفل ہدایت کر رہا تھا۔ اس وقت بارتون ھالنز ریڈار کا انچارج تھا کہ یکایک آسمان کی بلندی میں ایک اڑن طشتری نظر آئی۔ جس کو ہوائی جہاز کے ریڈار نے کئی مرتبہ ظاہر کیا۔ چھ مرتبہ جہاز والوں نے اس کے قریب

Presented by www.ziaraat.com

جانے کی کوشش کی تاکہ زیادہ معلومات حاصل ہو سکیں۔ مگر جتنی مرتبہ کوشش کی وہ نقطۂ نورانی نہایت تیزی سے دور ہو گیا اور اس کے قریب جانا ممکن نہ ہو سکا۔ جاپان کی خبروں میں تفصیلات بیان ہوئیں۔ جن میں کہا گیا کہ اس اڑن طشتری میں عمودا اوپر جانے اور اسی طرح نیچے آنے کی صلاحیت موجود تھی۔ اکثر یہ اس قدر بلندی پر پہنچ جاتی تھی کہ راڈر پتہ لگا لینے سے قاصر تھا۔ کیپٹن ہیمفل کہتا ہے کہ اس کی حرکتیں بالکل مرتب تھیں۔ جن سے پتہ چلتا تھا کہ اسے ہمارے ہوائی جہاز کا علم تھا۔ اور ہمارے اقدامات کی تبدیلی کے مطابق وہ خود بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس وقت یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا اس وقت پوری دنیا میں کوئی ایسی ایجاد نہ تھی جس کی رفتار اس قدر تیز ہو۔ یا اتنی بلندی پر پہنچ سکتی ہو۔ اور عمودی طور سے اوپر نیچے آ جا سکتی ہو۔ [۱]

(۲) ۱۹۶۱ء میں داستان سفینۂ مادر نے دانشمندوں میں وحشت و حیرت پیدا کر دی۔ مختصر داستان یہ ہے کہ جس کو اٹلی کا مشہور رائٹر برتو فینولیو بیان کرتا ہے کہ سفینۂ فضائی مادر ۱۹۶۱ء کی گرمیوں میں اس وقت جبکہ ماسکو کے دفاع کے لئے میزائل کا جدید اڈہ تاسیس کیا جا رہا تھا یہ سفینہ اڑن طشتریوں کے ایک گروہ کے

۱؎:۔ مجمع المصور جزو ہشتم۔

Presented by www.ziaraat.com

روبرو ہو گیا۔ سفینہ کے انچارج نے حکم دیا کہ اس گروہ کی جانب میزائل پھینکا جائے۔ مگر اس وقت انتہائی تعجب ہوا کہ جب تمام میزائل سفینہ کے قریب ہی پھٹ گئے۔ اور گروہ کی جانب ایک بھی نہ گیا۔ دوسری مرتبہ پھر حکم دیا۔ مگر یہی انجام ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر حکم دیا گیا تو دیکھا کہ کسی میزائل نے حرکت نہیں کی بلکہ الیکٹرونک کا مکمل نظام بغیر کسی سبب کے غیر متحرک ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سب متحیر و دم بخود ہو گئے۔

(۳) "ناسا" امریکہ کے تحقیقی مرکز نے اڑن طشتریوں کی حرکات کی تصویریں بھی جمع کی ہیں۔ جو بے حد دلچسپ ہیں۔ یہ تصویریں مرکز میں محفوظ ہیں۔ مگر آج تک ان کی کوئی توجیہہ نہیں کی جا سکی۔ کیونکہ اصلیت سمجھ میں نہیں آئی۔

(۴) ۹ جون ۱۹۶۹ء کو آرم اسٹرونگ کے کرۂ چاند پر اترنے سے ایک دن پہلے اس وقت جبکہ آرم اسٹرونگ اور اس کا ساتھی آل ڈرین اپالو ۱۱ کے ذریعہ چاند کے اطراف میں چکر لگا رہے تھے۔ اور کرۂ ماہ کی تحقیق میں مشغول تھے ایک مرتبہ متوجہ ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ دوسری دو فضائی کشتیاں ایک بڑی اور ایک چھوٹی کُرۂ ماہ کے اطراف میں ایسے عملیات میں مشغول ہیں جن پر کسی بشر کی بنائی ہوئی کوئی کشتی قادر نہیں ہو سکتی۔ آرم اسٹرونگ کہتا ہے کہ یہ دونوں کشتیاں بے حد پر نور تھیں[۱] اور

---

[۱] :۔ مجلۃ الکفاح العربی سال ۲۳ شمارہ ۲۰۶۔

Presented by www.ziaraat.com

اپنے عملیات میں کبھی ایک دوسرے سے فاصلہ پر چلی جاتی تھیں اور کبھی نزدیک ہو جاتی تھیں ۔ میں ان کے دیکھنے سے بہت وحشت زدہ ہو گیا کیونکہ میں نے ابھی تک ایسی چیز نہیں دیکھی تھی لیکن میں مطمئن تھا کہ کسی بشر کی بنائی ہوئی کشتیاں تو یہ عمل انجام دے نہیں سکتیں میں نے دونوں کشتیاں بغیر کسی حفاظتی آلہ کے دیکھیں ۔ لیکن آل ڈرین کو کوئی وحشت نہیں ہوئی کیونکہ وہ اب سے پہلے بھی اس کے مثل چیزیں دیکھ چکا تھا۔

(۵) اپالو ۷ کی داستان سب سے دلچسپ ہے مسٹر ہارسون شمیدت اور مسٹر لوجینن سیر فان جو اپالو ۷ میں سوار کرۂ ماہ کے اطراف میں گردش کر رہے تھے ۔ ان کا مرکز زمین سے مسلسل رابطہ تھا کہ انہوں نے اچانک مرکز کو اطلاع دی کہ ہم ایک بہت بڑے جسم کو دور سے دیکھ رہے ہیں ۔ جس کی شکل اہرام جیسی ہے ۔ اور اس کی حرکتیں عجیب و غریب ہیں ۔ اس مجسمہ سے کچھ پھٹنے کی آوازیں آرہی ہیں جس کی وجہ سے ہماری کشتی یعنی اپالو کی مشین نے کام کرنا بند کر دیا ہے ۔ اور وہ اب اپنے ہی گرد چکر لگا رہی ہے ۔ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس مجسمہ والے ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں ۔ اور اپنی روشنی سے ہمارے اقدامات کا پتہ لگا رہے ہیں ۔ اور ہم پر عمل کر رہے ہیں ۔

پھر کہا اب یہ نورانی شئے ہمارے سر پر تحقیق میں مصروف ہے ۔ ہمیں خوف ہے کہیں یہ کوئی شہاب نہ ہو زمین کے مرکز سے جواب دیا گیا کہ ہرگز خوف نہ کھاؤ ۔ یہ کوئی مہم چیز نہیں ہے ۔ کیونکہ سابقہ تمام پروازوں

Presented by www.ziaraat.com

میں ایسی چیزیں دیکھی گیئں ہیں اور انہوں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ فضاء کی سیر کرنے والے انتہائی وحشت میں مبتلا تھے۔ اور سمجھ رہے تھے کہ شاید ہم منزل مرگ سے قریب تر ہو رہے ہیں لیکن بعد میں وہ سمجھ گئے کہ یہ تو اڑن طشتری ہے۔ جس نے آج تک کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اور فضا میں انجام پانے والے تمام عملیات میں ان کو دیکھا گیا ہے۔ فضانوردوں کے علاوہ دوسرے افراد نے بھی اڑن طشتریاں دیکھی ہیں۔

مثلاً یو نائیٹڈ پریس نے جو ہانسبرگ جنوبی (افریقہ) کے متعلق رپورٹ دی کہ کل ۴ر جنوری ۱۹۷۹ء بروز جمعرات کو ایک بچے والی عورت نے ۶ر عجیب الخلقت مخلوق کو دیکھا جو کہ ایک اڑنے والے نورانی جسم کے سامنے کھڑے تھے۔ اور وہ اپنے نورانی جسموں سے انتہائی رنگین نور اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی شعاعیں پیدا کر رہے تھے۔ یہ مخلوق کھیتوں میں جانے والے ایک راستہ پر نظر آتی۔

یہ عورت جس کا نام " میگان کویزیت " تھا۔ حیرت سے اس مخلوق کے تماشہ میں مصروف تھی کہ انہوں نے اپنی زبان میں اس سے کچھ کہنا شروع کیا۔ جس کو وحشت زدہ خانم نے سن کر ایک چیخ ماری۔ جب انہوں نے اس کی وحشت کو دیکھا تو وہ طشتری کے اندر چلے گئے اور اس سے تھوڑی دور رہ گئے۔

خانم کویزیت کہتی ہے کہ میں نے اس اڑن طشتری کو ۲۰ میٹر کے

Presented by www.ziaraat.com

فاصلہ سے مع عجیب مخلوق کے دیکھا جو عجیب لباس پہنے ہوئے تھی۔ ان کے چکمے ان کے پیراہن سے متصل تھے ان میں سے بعض کے داڑھی بھی تھی۔ وہ ایسے ماسک پہنے ہوئے تھے۔ جیسے اکثر فضانورد پہنتے ہیں۔ جب انہوں نے دوبارہ اس عورت کی جانب نظر کی تواب اس نے جرأت سے کام لے کر کہا " ھلو" سلام۔ اس وقت جواب میں ایک بھاری بلند آواز پیدا ہوئی جس کا مفہوم سمجھ میں نہ آسکا اس وقت اس عورت نے بچہ سے کہا کہ گھر سے اپنے والد کو بلالے یہ سن کر فوراً وہ چھ افراد طشتری میں داخل ہو گئے۔ اور اس کے دروازہ کو جو تقریباً ڈیڑھ میٹر چوڑا تھا۔ اوپر سے نیچے کی طرف کھینچ کر بند کر دیا۔ اور آہستہ سے پرواز کر گئے۔ اور چند منٹ بعد بادلوں کے پیچھے ناپید ہو گئے

(۶) موجودہ فارسی کتاب کی تحریر تک جو آخری مشہور طشتری دیکھی گئی وہ ۱۲ر جون ۱۹۷۹ء کو کویت میں نظر آئی تھی۔ اس کی خبر کو دنیا کی تمام ایجنسیوں نے نشر کیا تھا۔ اور کویت کی علمی اکاڈمی نے اس کی بڑی تحقیق کی تھی۔

خبروں میں بیان کیا گیا تھا کہ یہ اڑن طشتری تقریباً ۴۵ میٹر چوڑی اور ۸ میٹر اونچی تھی۔ اس کے سب سے زیادہ نزدیک پہنچنے والے شخص کا فاصلہ تقریباً

لہ :۔ روزنامہ الانباء کویت شمارہ ۱۰۸۳ تاریخ ۵ر جون ۱۹۷۹ء

Presented by www.ziaraat.com

۱۰۰۰ار میٹر تھا[۱]۔ اس کے بارے میں جو میٹنگ ہوئی اس کی تحقیق کا خلاصہ یہ تھا کہ اس نورانی شئے کے متعلق ہرگز یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ دنیا کی کسی حکومت کی جانب سے جاسوسی کے لئے آئی ہو یا اس کا کوئی دوسرا خاص مقصد ہو کیونکہ ہماری جائزۂ اطلاع کے اعتبار سے اس دنیا میں کوئی حکومت ایسی نہیں جو ٹیکنالوجی کی اس منزل ترقی پہ ہو کہ ایسی شئے ایجاد کر سکے۔

یہ اڑن طشتری کویت سے تقریباً ۵۰ کلو میٹر کے فاصلہ پہ مصنوعی سیاروں سے حاصل ہونے والی خبروں کے مرکز کے قریب نظر آئی تھی جس کو مرکز سے متعلق، انجینیروں اور ایک امریکی ماہر نے دیکھا تھا۔ اس اڑن طشتری کی داستان کو "مجلہ الکفاح العربی" نے تحریر کیا تھا۔ اور یہ بتایا تھا کہ جب مذکورہ انجینیر وہاں کام کرنے والی مشین کے موٹر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ عمارت کا دروازہ کھلا ہوا ہے البتہ تمام مشینوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ جبکہ مشینوں کے بند ہونے کا کوئی ظاہری سبب موجود نہیں بعض ٹیکنیشن حضرات نے چاہا کہ اس نورانی طشتری کے قریب جائیں۔ مگر بعض نے احتیاط اختیار کی۔ البتہ تقریباً سات منٹ تک یہ حضرات کھڑے رہے اور اُسے دیکھتے رہے۔ اس درمیان وہ زمین سے آسانی سے بلند ہوئی اور فضاء میں ناپید ہو گئی۔ جبکہ کوئی ہوائی کشتی یا ہوائی جہاز اس طرح ہرگز پرواز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بلند ہوتے

[۱] :- روزنامہ ایران، عالم شمارہ ۱۶۳۴۵ چاپ کویت تاریخ ۲۱ جون ۱۹۷۹ء

Presented by www.ziaraat.com

وقت اس سے ذرا سی آواز بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے بعد جب یہ انجینئر عمارت میں آئے تو حیرت زدہ رہ گئے۔ کیونکہ طشتری کی پرواز کے بعد تمام مشینیں خود بخود حرکت میں آ چکی تھیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ابھی تک جس طرح مثلث برمودا کی حقیقت ناقابل فہم ہے اسی طرح اڑن طشتریاں بھی ناقابل فہم ہیں۔[1]

بیسوی صدی کی حیرت انگیز ترقیوں کے باوجود ابھی تک دونوں کا معمہ حل نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ سوال غور طلب ضرور ہے کہ یہ اڑن طشتریاں کس کے اختیار میں ہیں۔ ان پر کنٹرول کس کو حاصل ہے۔ درحقیقت اس سوال کا جواب تو مشکل ہے ممکن ہے البرٹ انسٹائن کا نظریہ درست ہو۔ جو کہتا ہے کہ ان نورانی طشتریوں پر اس قوم کو اختیار حاصل ہے۔ جس کے افراد انسانی نسل کے ہیں اور انہوں نے بیس ہزار سال پہلے زمین کو ترک کر دیا تھا۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اس گروہ نے کرہ خاکی رزمین کو ترک کیا ہو بلکہ ممکن ہے کہ زمین کے موجودہ آباد حصہ کو ترک کیا ہو اور بحر اوقیانوس کے وسیع منطقہ میں اقامت اختیار کر لی ہو۔ خصوصاً اس حصہ کو اپنا مسکن بنا لیا ہو۔ جس کو مثلث برمودا کہا جاتا ہے۔ جس جگہ کوئی ہوائی جہاز، کوئی ہوائی کشتی پرواز نہیں کر سکتی اور نہ کوئی جہاز اوقیانوس کی ان حدودِ مقدس میں داخل ہو سکتا ہے۔ شاید وہی

---

[1] نوٹ:- ۸ مارچ ۱۹۸۰ء کو چین میں صوبۂ ژوجان میں زمین سے ایک ہزار میٹر کی بلندی پر ۴ منٹ تک ایک سالٹن طشتری دیکھی گئی اس میں ہلکی روشنی کی لہریں نکل رہی تھیں۔ (قمر زیدی)

Presented by www.ziaraat.com

اس کرۂ خاکی کے حقیقی وارث ہوں۔ اور حکم الٰہی کے منتظر ہوں کہ جب حکم ہو تو ظہور فرمائیں اور دنیا میں عدالت و حقیقی آزادی کی بنیادوں پر ایک حکومت قائم فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں نوید دی جا چکی ہے

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ [۱]

جزیرۂ خضرا

گذشتہ صفحات میں ہم نے مثلث برمودا کے عجیب و غریب حوادثات اور اڑن طشتریوں کے حیرت انگیز واقعات کے متعلق کچھ تحریر کیا اب ہم چاہتے ہیں کہ سات صدی پیچھے کی طرف لوٹ جائیں اور ایک بندہ صالح کی مسافرت کا حال مطالعہ کنندگان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ جس بندۂ صالح نے دیارِ محبوب کا سفر کیا۔ اور سرزمین مقدس تک پہنچ کر وہاں کی آب و ہوا کے ذریعہ برکتوں کے حصول کا موجب بنا۔ یہ خوش بخت شخص ساتویں صدی ہجری میں نجف اشرف عراق میں حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے حرم مطہر کے قریب مقیم تھا۔ اور اس کا نام نامی "شیخ زین الدّین علی بن فاضل مازندرانی مشہور تھا۔ اس نے جزیرہ اوقیانوس اطلس کا سفر کیا تھا ممکن ہے

---

[۱] قصص قرآن ۔ ۵

Presented by www.ziaraat.com

یہ مقام مثلث برمودہ ہی ہو کیونکہ اس نے سفر سے واپسی پر وہاں کے جو اوصاف بیان کئے جو کتابوں میں چھپے ان سے یہی اندازہ ہوا کہ یہ مقام جزیرہ خضرا تھا جو مثلث برمودا میں واقع ہے اس دور میں ہم نے علمی مجلّات میں مثلث برمودا کے متعلق جو کچھ پائلٹوں یا ملاحوں کی زبان سے سنا اس کا خلاصہ صرف یہ ہے۔ (۱) جیسا دریا وہاں ہے ویسا دوسرا دریا دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ (۲) ہم سفید رنگ کے پانی پر ہیں۔ (۳) ہم ایک چھوٹے سے جزیرہ کے اوپر ہیں۔

لیکن تعجب ہے کہ بالکل یہی باتیں ہم اس سرگذشت میں پڑھیں گے جو شیخ زین الدین نے ساتویں صدی میں بیان کیں ہم اس سرگذشت کو بحار الانوار جلد ۵۲ سے نقل کر رہے ہیں بحار الانوار ہماری بیش قیمت کتاب ہے جس کو حضرت علامہ مجلسیؒ مرحوم نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب کی جدید ۱۱۰ جلدیں طبع ہوئی ہیں جن میں تقریباً پچاس ہزار صفحات ہیں کتاب کا مکمل نام (بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار الآئمۃ الاطہار) ہے جزیرۂ خضراء کی داستان اس کتاب کی جلد ۵۲ میں موجود ہے جس کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

جزیرۂ خضراء[1]

حضرت علامہ مجلسیؒ مرحوم فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رسالہ ملا جس میں آب ہائے سفید میں جزیرۂ خضراء کی مشہور داستان تحریر تھی میں نے چاہا کہ میں اسس کو اپنی اس کتاب میں نقل کر دوں کیونکہ یہ داستان اس برگزیدہ شخص سے متعلق تھی جو حضرت حجتؑ کی خدمت میں باریاب ہو چکا تھا۔ یہ داستان

---

[1]: بحار الانوار جلد ۵۲ ۔

Presented by www.ziaraat.com

قدماء کی کتب میں موجود نہ تھی اس لئے میں نے اس کو جدا گانہ اس طرح تحریر کیا۔ جیسا کہ میں نے پایا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اس خدائے بزرگ کی حمد و ثناء جس نے اپنی معرفت کی نعمت ہم کو عطا فرمائی۔ اور اشرف مخلوقات و برگزیدہ کائنات حضرت محمد ابن عبداللہ (ص) کی پیروی کی توفیق ہمکو عنایت کی۔ اور ہم کو حضرت امیرالمومنینؑ و دیگر پیشوایان معصومین کی مودت سے مخصوص و مفتخر فرمایا ان تمام حضرات پر درود فراواں اور تحیات بے کراں ہمیشہ نازل ہوتے رہیں۔

حمد و ثناء کے بعد عرض ہے کہ میں نے امیرالمومنینؑ سرور اوصیاء، حجت پروردگار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خزانہ میں ایک رسالہ پایا[1] جو شیخ فاضل عالم و عامل فضل ابن یحیٰی ابن علی طیبی کوفی کی تحریر تھا۔ اس کا متن اس طرح ہے۔

بعد حمد و ثنائے پروردگار و درود بر پیامبر و اہلبیت اطہار خدا کی ذات سے عفو کی امید رکھتے ہوئے یہ بندۂ محتاج، فضل بن یحیٰی بن علی طیبی کوفی امامی بیان کرتا ہے کہ میں نے پندرہ شعبان ۶۹۹ھ

---

[1] ۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے صاحب رسالہ کا نام تحریر نہیں کیا۔ البتہ مرزا نوری مرحوم نے صاحب رسالہ کا نام "شہید اوّل" تحریر کیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ رسالہ انہیں کے دست اقدس کا تحریر کردہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کو سرورِ شہیدان خامسِ آلِ عبا حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کے روضۂ اقدس میں دو فاضل استادوں اور عامل دانشمندوں شمس الدین ابن نجیح حلی اور استاد جلال الدین عبداللہ بن حوام حلی، سے سنا کہ انہوں نے سرمن راہ (سامرہ) عراق میں مشہد امامین عسکرین علیہم السلام میں۔

شیخ صالح، پرہیزگار و متقی بزرگوار، زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی سے ایک دلچسپ داستان سنی جس میں ان کا دیارِ امام میں جانا۔ اور جزیرہ خضراء کا دریائے سفید میں زیارت کرنے کا تذکرہ تھا۔ اس ہیجان انگیز داستان کو سن کر خصوصاً شیخ زین الدین کے جزیرۂ خضراء میں تشریف لے جانے کی کیفیت معلوم ہو کر میرے دل میں عجیب و غریب شوق پیدا ہو گیا اور میں نے طے کیا کہ مجھے خود شیخ زین الدین کی خدمت میں جانا چاہیئے۔ تاکہ ان کی زبان سے اس داستان کو سن سکوں۔ چنانچہ میں نے پختہ ارادہ کیا کہ سامرہ چلا جاؤں۔ مگر مجھے علم ہوا کہ موصوف حلہ تشریف لے گئے ہیں۔ تاکہ اپنی قدیم روش پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے نجف اشرف جا کر زیارت سے مشرف ہوں۔

۶۹۹ ھ کے شوال کی ابتداء میں حلہ پہنچ کر میں نے شیخ زین الدین کا انتظار شروع کر دیا۔ ناگاہ مجھے ان کے ورود کی اطلاع ملی۔ اور میں ان کی زیارت کے لئے شہر سے باہر چلا گیا۔ میں نے

Presented by www.ziaraat.com

دیکھا کہ ایک مرد بزرگ گھوڑے پر سوار حلّہ کی معروف طویل العمر شخصیت جناب سید فخر الدین حسن ابن علی موسوی مازندرانی کے مکان کی جانب رواں ہیں۔ میں نے اگرچہ آپ سے پہلے شیخ صاحب کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں خود بخود یہ تصور پیدا ہوا تھا کہ یہ شیخ بزرگوار وہی ہیں۔ جن کا مجھے انتظار ہے۔ اس لئے میں آپ کے پیچھے چلدیا۔

جس وقت میں سید فخر الدین کے دروازہ پر پہنچا تو انہوں نے بڑی محبت سے میرا استقبال کیا۔ اور شیخ زین الدین کی تشریف آوری کا مژدہ سنایا۔ جس کو سن کر شدت سرور کی بنا پر میرا دل تڑپ اٹھا۔ اور صبر کرنا میرے لئے دوبھر ہو گیا۔ اس لئے میں سید بزرگوار کے ہمراہ اسی وقت وارد منزل ہو گیا اور شیخ زین الدین کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

شیخ زین الدین نے سید فخر الدین سے خواہش کی کہ وہ میرا تعارف کرائیں۔ سید فخر الدین نے فرمایا کہ یہ فضل ابن یحییٰ طیبیؔ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ یہ سن کر شیخ زین الدین کھڑے ہو گئے۔ اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ کیونکہ موصوف میرے والد کے آشنا تھے۔ اس لئے میرے والد اور میرے بھائی شیخ صلاح الدین کے حال کو دریافت کیا۔ جس زمانہ میں آپ کی میرے والد کے پاس آمد و رفت تھی میں شہر واسط میں دانشمند بزرگ

Presented by www.ziaraat.com

ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد واسطی جو علمائے شیعہ میں تھے کے پاس ان مشغولِ تعلیم تھا۔ بہت دیر تک شیخ سے میری گفتگو جاری رہی اور مجھے یقین ہو گیا کہ شیخ مرد دانشمند اور علوم فقہ وحدیث وادبیات عربی میں بہرۂ کامل سے سرفراز ہیں۔

اس کے بعد میں نے شیخ سے عرض کیا کہ شیخ شمس الدین وشیخ جلال الدین حلی نے مجھ سے جو حکایت بیان کی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی زبان مبارک سے براہ راست سنوں۔ موصوف نے میری درخواست قبول کی۔ اور حکایت کا آغاز کر کے اتمام تک پہنچایا۔ جبکہ سید فخر الدین کے مکان میں حلّے کے علماء کا ایک گروہ جو شیخ کی زیارت کے لئے آیا تھا موجود تھا۔ اور خود سیّد فخر الدین بھی تشریف رکھتے تھے۔ میں نے یہ حکایت ۱۱ شوال ۶۹۹ ھ کو سُنی تھی۔ اور بغیر کم وکاست اس کو اس مقام پہ بیان کر رہا ہوں۔

شیخ زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے فرمایا کہ میں مدت سے دمشق میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ میرے دو استاد تھے ایک شیخ عبد الرحیم حنفی، خدا ان کو راہِ راست کی ہدایت فرمائے۔ کی خدمت میں اصول وادبیات عربی پڑھتا تھا۔ اور دوسرے استاد (زین الدین مغربی اندلسی مالکی) جو نہایت دانشمند بزرگ اور فاضل شخصیت ساتوں قرأت کے جاننے کے ساتھ ساتھ علوم صرف ونحو،

Presented by www.ziaraat.com

منطق و معانی بیان و اصول میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ اور نہایت خوش اخلاق مذہب شیعہ سے غیر متعصب بزرگ تھے۔ جب آپ کسی مسئلہ میں شیعہ نظریہ کو بیان کرنا چاہتے تو فرماتے تھے کہ "علمائے امامیہ" یہ کہتے ہیں۔ جبکہ دوسرے سُنی علماء اہانت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ رافضی یہ کہتے ہیں۔ ان کے اس روّیہ اور اخلاق و محبّت کا یہ نتیجہ نکلا کہ میں نے دوسرے اساتذہ سے تعلق منقطع کر کے تمام علوم کی تعلیم آپ ہی سے حاصل کرنا شروع کر دی۔

آپ کے حلقۂ درس میں بیٹھتے ہوئے مجھے مدت گذر گئی میں مسلسل آپ کے خرمن علم سے خوشے چنتا رہا۔ روزانہ محبت میں اضافہ ہوتا رہا اتفاقاً انہیں ایک سفر درپیش ہو گیا۔ جس میں طے کیا کہ دمشق سے مصر کی جانب سفر کیا جائے۔ مگر خصوصی محبت کی وجہ سے میرے لئے ان کی جدائی شاق محسوس ہونے لگی۔ خود انہوں نے بھی کہا کہ علی تم میری جدائی برداشت نہ کر سکو گے۔ اس لئے فرمایا کہ بہت اچھا ہو گا۔ اگر تم اس سفر میں میرے ساتھ رہو۔ دوسرے ممالک کے کچھ شاگرد بھی ہمراہ سفر ہو گئے۔ دوران سفر ہم استاد موصوف کی خدمت سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے مصر کے بزرگ ترین شہر قاہرہ جا پہنچے۔ استاد نے ۹ ماہ قاہرہ میں قیام فرمایا۔ فضلائے مصر جو مختلف شہروں سے آکر استاد کی ذات سے استفادہ

Presented by www.ziaraat.com

کرتے رہے اور استاد مسجد (الازہر) میں برابر درس دیتے رہے ہم نے اپنے اوقات بہترین طریقے سے وہاں بسر کیئے۔

اسی درمیان میں ایک دن اندلس سے ایک قافلہ آیا۔ جو استاد محترم کے والد بزرگوار کی جانب سے ایک خط لایا۔ جس میں تحریر تھا کہ والد کی حالت بے حد خراب ہو چکی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ موت سے قبل ایک نظر تمہیں دیکھ لیں۔ لہذا ہرگز آنے میں تاخیر نہ کرنا تاکہ والد کو پایا جاسکے۔ جس وقت استاد محترم نے خط پڑھا تو بے حد متاثر ہوئے۔ اور والد کی بیماری پر بہت روئے اور اندلس جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ بعض شاگردوں نے بھی اس سفر میں استاد کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا میں بھی ان سے جُدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور استاد کی محبت بھی مجھے جدا نہیں کر سکتی تھی اس لئے ہم نے سفر شروع کر دیا۔ اور طے منازل کے بعد جزیرۂ اندلس (موجودہ ہسپانیہ) میں پہنچ گئے۔ مگر پہنچتے ہی میں شدید بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اور آئندہ سفر سے مجبور ہو گیا۔ استاد بھی بے حد متاثر ہوئے۔ اور اشک آلود آنکھوں سے مجھ سے فرمایا کہ تیری جدائی میرے لئے بے حد سخت ہے۔ مگر میرا سفر بے حد مجبوری کا ہے اس کے بعد کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ مجھے وہاں کے واعظ کے سپرد کیا۔ اور اس کو ۱۰ درہم دے کر فرمایا کہ جب خدا مجھ کو شفا عنایت فرمائے توفوراً مجھے ان کے شہر تک پہنچا دے۔ استاد کے شہر کا فاصلہ اس

Presented by www.ziaraat.com

جگہ سے ۵ یوم کی مسافت کا تھا۔ یہ کہہ کر استاد رخصت ہو گئے۔

میں تین دن اس آبادی میں رہا۔ کیونکہ قطعاً حرکت کے قابل نہ تھا۔ لیکن تیسرے دن مغرب کے وقت بخار اتر گیا۔ میں مکان سے باہر آیا۔ اور اس دیہات کی گلیوں میں گردش کرنے لگا کہ اتفاقاً ایک قافلہ کے پاس جا پہنچا جو بحر غربی[۱] پر قریب کے پہاڑوں سے واپس آیا تھا۔ اور اون، روغن اور دیگر زندگی کے لوازمات کی خریداری کر رہا تھا۔ میں نے ان سے ان کے شہروں کے متعلق معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ بربر[۲] کی سرزمین کے قریب سے آئے ہیں۔ جو دریا کے کنارے شیعوں کے جزیروں کے پاس ہے۔

میں نے جب (شیعوں کے جزیروں کا نام سنا) تو میرا دل ان کے دیکھنے کے لئے بے تاب ہو گیا۔ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ ان کی سرزمین پر پہنچنے کے لئے ۲۵ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ جس میں دو روز کا راستہ بالکل بے آب و گیاہ گزارنا پڑے گا۔ لیکن اس کے بعد راستہ بہت اچھا ہے۔ اور ان جزیروں

---

[۱]۔ بحر غربی۔ پرانے زمانہ میں اس کا نام (مدیٹرانہ) تھا۔

[۲]۔ بربر گذشتہ زبان میں اس قوم کو کہا جاتا تھا۔ جو تمدن سے دور تھی اور افریقہ کے شمال میں او قیانوس اطلس کے کنارے زندگی بسر کرتی تھی۔ مراکش اور صحرائے ماریتینیا کے اکثر رہنے والا اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

کی آبادی بھی۔ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے۔ میں نے سواری کا کرایہ تین درہم ادا کیا۔ تاکہ بے آب وگیاہ جنگل میں اس پر سوار ہو سکوں۔ پھر میں ان کے ساتھ چلدیا۔ اور اس جنگل کے عبور کرنے کے بعد جب میں پہلی آبادی پر پہنچا تو میں نے سواری مالک کو واپس کردی۔ اور خود پیدل ایک آبادی سے دوسری آبادی کی جانب روانہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ قافلہ والوں کی سرزمین تک جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر قافلہ والوں نے کہا کہ یہاں سے شیعوں کے جزیروں کا تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ میں نے بغیر کسی زحمت کے یہ سفر بھی طے کر لیا۔ اور شیعوں کے جزیروں میں جا پہنچا۔

وہاں میں نے ایک شہر دیکھا جس میں چار قلعے تھے۔ جن کے برج بہت بلند تھے۔ اور نہایت محکم بنائے گئے تھے۔ جزیرہ کی دیواریں دریا کے کنارہ ہی سے بلند کی گئیں تھیں۔ شہر کے بڑے دروازہ " دروازہ بربر" میں سے شہر میں داخل ہوا۔ اور شہر کی گلیوں میں گھومنے لگا۔ میں نے پھر شہر کی مسجد کا پتہ معلوم کیا۔ اور میں مسجد میں پہنچ گیا۔ یہ مسجد نہایت باشکوہ اور بزرگ تھی۔ جو جزیرہ کے مغربی کنارے سے دریا سے متصل تھی۔ میں مسجد کے ایک گوشہ میں تھوڑی دیر استراحت کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ ناگہاں مؤذن کی آواز کان میں آئی۔ جو ظہر کی اذان کہہ رہا تھا۔ اس نے اذان میں "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلْ" کہا اور جب اذان سے فارغ ہوا تو

Presented by www.ziaraat.com

حضرت ولی عصر کے ظہور کی تعجیل کی دعا کی۔ یہ سن کر فرطِ مسرت سے میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور صبر کرنا دشوار ہو گیا۔

گروہ گروہ اشخاص مسجد میں آنا شروع ہو گئے۔ اور سمت مشرق میں ایک درخت کے نیچے والے چشمہ سے وضو کرنا شروع کر دیا۔ جب میں نے دیکھا کہ اہلبیت علیہم السّلام کے بتائے ہوئے طریقہ سے وضو کر رہے ہیں تو بے حد خوش ہوا۔ پھر ان کے درمیان سے ایک خوش شکل بزرگ وارد محراب ہوئے۔ دوسری صفیں آراستہ ہوئیں اور سب نے نماز ظہر با جماعت ادا کی۔ پوری نماز مع واجبات و مسنونات و مستحبات و تعقیبات و تسبیحات معصومین علیہم السّلام کے ارشادات کے مطابق تھی۔ میں دور دراز کے سفر کی وجہ سے اس قدر خستہ ہو چکا تھا کہ اس نماز میں شرکت نہ کر سکا۔ جب وہ حضرات نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے دیکھا اور اس بنا پر کہ میں نے نماز میں شرکت نہیں کی تھی۔ تنقید کی۔ اور پوچھا کہ میں کہاں کا رہنے والا ہوں۔ اور کیا مذہب رکھتا ہوں۔

میں نے جواب میں کہا کہ عراق کا باشندہ ہوں۔ اور خدا کی وحدانیت و حضورؐ کی رسالت کا اقرار کرتا ہوں۔ یہ سُن کر انہوں نے کہا کہ جن شہادتوں کا تو اقرار کر رہا ہے یہ تو تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ علاوہ اس کے کہ ان کی وجہ سے دنیا میں تیرا خون مسلمانوں پر حرام ہے۔ تو تیسری شہادت کیوں نہیں دیتا تا کہ بہشت والوں

Presented by www.ziaraat.com

میں ہو سکے۔ میں نے دریافت کیا کہ خدا تمہاری مغفرت فرمائے بتایئے تو سہی کہ وہ کون سی شہادت ہے۔

امام جماعت نے فرمایا کہ تیسری شہادت یہ ہے کہ یہ اقرار کرے کہ امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اوران کے گیارہ فرزند جانشین و خلفائے بلافصل پیغمبر اکرمؐ ہیں جن کی اطاعت کو خدا نے واجب کیا ہے۔ اور ان کے ذریعہ سے مخلوق تک اپنے امر و نہی کو پہنچایا ہے۔ اور ان کو زمین پر اپنی حجت قرار دیا ہے۔ جن کی وجہ سے اہل زمین امان میں ہیں۔ شب معراج میں مقام قاب قوسین او ادنیٰ پہ بغیر کسی واسطے کے حضور اکرمؐ نے ان کے ناموں کو سُنا ہے۔ اور ان کی اطاعت کو مخلوق پر واجب قرار دیا ہے۔

جب میں نے ان کی باتوں کو سُنا تو خداوندِ عالم کی بے حد تعریف کی اور اپنے دل میں بے انتہا مسرور و خوشحال ہوا بلکہ سفر کی تمام تھکن دور ہوگئی۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ میں بھی تمہارے مذہب سے ہوں۔ اور تمہاری تمام گفتگو کا معتقد ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے میری جانب خصوصی توجہ کی۔ اور مسجد کے ایک گوشہ کو میرے لئے مخصوص کر دیا۔ میں جب تک اس شہر میں رہا۔ انہوں نے میرے ساتھ نہایت احترام و محبت کا برتاؤ کیا۔ امام مسجد ہمیشہ میرے ساتھ رہتے تھے۔ اور میں ان کی محبت سے بے حد خوش ہوتا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

ایک روز میں نے امام مسجد سے دریافت کیا کہ میں اس شہر میں زراعت کے کوئی آثار نہیں دیکھتا پس یہاں کے لوگوں کی غذا کا انتظام کہاں سے ہوتا ہے۔

تو انہوں نے جواب دیا جزیرۂ خضرا سے جو آبہائے سفید میں ہے۔ وہ حضرت حجت علیہ السّلام کی اولاد کا جزیرہ ہے۔ میں نے دریافت کیا ایک سال میں کتنی مرتبہ سامان غذا آتا ہے۔ فرمایا دو مرتبہ۔ ایک مرتبہ آچکا ہے۔ اور دوسری مرتبہ آئے گا۔

میں نے پوچھا کب آئے گا؟

ارشاد فرمایا چار ماہ بعد۔ میں اس طویل مدت کو سن کر غمگین ہوا اور ہر روز خدا سے دعا کرنے لگا کہ اس مرتبہ جلدی آجائے۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔

میں اس شہر میں چالیس دن ٹھہرا۔ اس مدت میں وہاں میرا بڑا احترام کیا گیا۔ چالیسویں دن عصر کے وقت میں نے محسوس کیا کہ میرا دل رنجیدہ سا ہے۔ لہذا میں دریا کے کنارے چلا گیا۔ تاکہ کچھ دیر سیاحت کر دں۔ ٹہلوں، میں نے ٹہلتے ہوئے مغرب کی سمت دیکھا۔ کیونکہ مجھ سے بتایا گیا تھا کہ سامان اسی سمت سے آتا ہے۔ میں نے بہت دور ایک چیز دیکھی جو متحرک تھی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ کیا دریا میں سفید پرندے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی چیز دیکھی ہیں نے جواب دیا ہاں دیکھی ہے

Presented by www.ziaraat.com

تو انہوں نے کہ ہماری غذا کا سامان آ رہا ہے۔ یہ کشتیاں ہیں جو ہر سال امام زمان عجل اللہ فرجہ کے فرزندوں کے شہر سے ہماری طرف آتی ہے۔

ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ کشتیاں پہنچ گئیں مگر شہر والے کہہ رہے تھے کہ اس مرتبہ کشتیاں وقت معین سے پہلے آئی ہیں۔

سب سے پہلے ایک بڑی کشتی لنگر انداز ہوئی۔ پھر اس کے پہلو میں ۶ کشتیاں اور ٹھہریں اس طرح کل سات ہو گئیں۔ بڑی کشتی سے ایک پیر مرد بلند قامت خوش شکل چست و چالاک آراستہ لباس پہنے ہوئے نیچے آیا اور مسجد میں چلا گیا۔ مکمل وضو کیا اور ظہر و عصر کی نماز کو ملا کر پڑھا جیسا کہ آئمہ معصومین نے ارشاد فرمایا ہے۔

جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنا چہرہ میری جانب کر کے سلام کیا میں نے جواب دیا۔

پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ میری نظر میں تمہارا نام علی ہے۔

میں نے کہا۔ جی ہاں۔

اس کے بعد وہ بزرگ مجھ سے اس طرح گفتگو میں مشغول ہوئے گویا مجھ سے سابقہ زمانہ سے بڑی آشنائی ہے۔ دوران گفتگو پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پدر بزرگوار کا کیا نام ہے۔ اور پھر خود ہی کہا کہ میرے نزدیک تو فاضل ہو گا۔ میں مطمئن ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ موجودہ سفر میں یہ بزرگ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ جو اس طرح واقف ہیں،

Presented by www.ziaraat.com

میں نے دریافت کیا کہ آپ مجھے کہاں سے پہچانتے ہیں۔ آیا دمشق سے مصر تک ساتھ رہے ہیں۔ جواب دیا نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا مصر سے اندلس کے سفر میں میرے ساتھ تھے۔ فرمایا نہیں میں ہرگز تمہارے ساتھ نہ تھا۔ اپنے مولا حضرت حجتؑ کی جان کی قسم۔ پس میں نے کہا کہ پھر آپ میرے اور میرے والد کے نام سے کیسے اور کہاں سے واقف ہیں۔

جواب دیا کہ تمہارا نام ونشان اور تمہارے والد مرحوم کا نام وخصوصیات مجھ سے بتائی جا چکی ہیں۔ اور میں اب تم کو اپنے ساتھ جزیرۂ خضراء لے چلوں گا۔

یہ سن کر میں اس قدر خوش ہوا کہ کھال میں سمانا مشکل ہو گیا۔ اہل شہر کہتے تھے کہ جب یہ بزرگ پہلے آتے تھے تو تین دن شہر میں ٹھہرتے تھے۔ مگر اس مرتبہ ایک ہفتہ ٹھہرے اور تمام آذوقہ مستحقین کو جیسا کہ مقرر تھا پہنچایا اور ان سے دستخط لئے کہ ان کا آذوقہ انہیں وصول ہو گیا پھر واپسی کا ارادہ کیا اور مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔

ان بزرگ کا نام محمدؐ تھا۔ میں سولہ روز ان کی خدمت میں کشتی میں رہا اور طے مسافت کرتا رہا۔ سولھویں دن ایسے منطقہ میں پہنچے کہ جہاں سمندر کا پانی سفید تھا۔ میں تعجب کے ساتھ کبھی کبھی پانی پر نظر ڈالتا تھا۔ ان بزرگوار نے دریافت کیا۔ کیا ہوا۔ دریا کو دیکھ کر اس قدر متعجب ہو گئے میں نے جواب دیا کہ میں دریا کا ایسا رنگ دیکھ رہا ہوں جس کے مشابہ آج تک کہیں نہیں دیکھا

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا۔ ہاں۔

یہ آبھائے سفید ہے۔ یہ دریائے سفید ہے۔ اور یہاں جزیرۂ خضراء ہے۔ اس سفید پانی نے ہر طرف سے جزیرۂ کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور ہر طرف سے جزیرۂ خضراء کی سمت یہ پانی آتا ہے۔ اور گویا اس پانی نے جزیرۂ کو اٹھا رکھا ہے۔ حکمت الہیٰ اور برکت مولا اور ہمارے پیشوا حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ' کا اعجاز کہ دشمنوں کی تمام کشتیاں اور جہاز خواہ کتنے ہی مستحکم ہوں اس پانی میں غرق ہو جاتے ہیں۔ جو ادھر آتے ہیں۔

میں نے دریا کا پانی چکھا انتہائی میٹھا آب فرات کے پانی کی طرح تھا۔ ہم نے چلتے چلتے سفید پانی کو عبور کیا۔ تب جزیرۂ خضراء پہنچے۔ جو بے حد آباد تھا۔ اور باشندے نہایت دلشاد تھے۔ مجھے دور ہی سے اندازہ ہوا۔

آہستہ آہستہ جزیرہ کے پہلو میں کشتی ٹھہری اور ہم کشتی سے اتر کر شہر میں داخل ہو گئے۔ یہ شہر سات مستحکم قلعوں کے درمیان تھا جن کی دیواریں مضبوط اور برج آسمان سے باتیں کرنے والے تھے۔ آبشار و چشمے جاری تھے اور تمام اقسام کے میوے موجود۔ شہر زیبائش و خوبصورتی کے لحاظ سے بڑا پیارا تھا۔ اس شہر میں وسیع بازار و بکثرت حمام بھی تھے۔ اکثر عمارتیں

Presented by www.ziaraat.com

صاف شفاف سنگ مرمر سے بنائی گئی تھیں۔ شہر والے لانبے قد اور استوار جسم کے مالک تھے جن کی پوشاک آراستہ اور چہرہ مہرہ سے شان و وقار آشکار تھا۔ ان تمام مناظر کو دیکھ کر مجھے یہ محسوس ہوا گویا میری روح مصروف پرواز ہے اور میں وجد کی کیفیت میں محو ہوں۔ اس کے بعد میں شیخ کے ساتھ ان کے مکان پر چلا گیا اور کچھ دیر میں نے شیخ احمد کی منزل میں قیام کیا پھر مسجد چلا گیا۔ مسجد میں نمازیوں کی کثرت تھی جن کے درمیان ایک بزرگ تشریف فرما تھے جن کی توصیف کے بیان سے میں قاصر ہوں۔ بے حد با... ر متین و باہیبت بزرگ تھے جن کا اسم گرامی سید شمس الدین محمد عالم مشہور تھا۔ وہ جماعت جو جناب سید شمس الدین کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھی۔ قرآن یا اصول دین، فقہ اور علوم عربی موصوف سے حاصل کرتی تھی۔ جو فقہ سید شمس الدین بیان کرتے تھے وہ لسلہ مسئلہ تھا اور ہر مسئلہ حضرت صاحب الزماں (عج) سے نقل کیا جاتا تھا۔

میں جس وقت سید بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے پہلو میں جگہ عنایت فرمائی اور سفر کی مشقت وغیرہ کو دریافت فرمایا مجھے ان کی گفتگو سے محسوس ہوا کہ میرے تمام حالات آپ تک پہنچ چکے ہیں۔ اور شیخ محمد کو جنہوں نے میرے جزیرۂ خضرا لانے کی ہدایت کی تھی وہ آپ ہی کا حکم تھا خدا ان کے سایہ کو ہمیشہ باقی رکھے۔ آمین۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ مسجد کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میرے قیام کے لئے مخصوص کردیا جائے تاکہ میں وہاں آرام سے رہوں۔ اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اب یہ جگہ تمہاری ہے۔ جب تک دل چاہے تم یہاں رہو آرام کرو۔ میں سید بزرگ سے رخصت ہو کر اپنے غرفہ میں چلا گیا اور عصر تک آرام میں مشغول رہا۔

Presented by www.ziaraat.com

عصر کے وقت وہ شخص جو میری خدمت پر متعین کیا گیا تھا میرے لئے پیغام لایا کہ میں اپنے کمرے میں ہی رہوں جناب سید شمس الدین صاحب دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے کھانے کے لئے میرے پاس تشریف لائیں گے میں انتہائی خوشی سے انتظار کرنے لگا ابھی تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ جناب سید صاحب اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے۔ دستر خوان بچھائے گئے۔ غذائیں چنی گئیں۔ اور میں نے ان کے ساتھ شام کا کھانا کھایا پھر مغرب و عشاء کی نماز کے لئے مسجد کو چل دئیے[1]

مغرب و عشاء کی نماز کے بعد سید بزرگ اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور میں اپنے کمرے کی طرف واپس آگیا۔ اٹھارہ دن اس جزیرے میں مجھے اسی طرح گزر گئے۔ میں ہر روز سید بزرگ کے درس سے استفادہ کرتا رہا۔ خدا ان کے وجود کو سلامت رکھے۔

پہلی مرتبہ جمعہ کی نماز کو جب مجھے سید بزرگ شمس الدین صاحب کی امامت میں ادا کرنے کا موقع ملا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے دو رکعت واجب نماز ادا کی۔ اور میں نے ان کی پیروی کی۔

مگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے عرض کی کہ آپ نے نماز بہ عنوان واجب ادا فرمائی ہے۔

---

[1] اس طریقہ سے پتہ چلا کہ جزیرہ خضرا میں وہی طریقہ تھا جو صدر اسلام میں تھا یعنی دن میں دو بار غذا کھائی جاتی تھی۔ صبح اور عصر کے وقت۔ اس سے پتہ چلا کہ دن میں تین مرتبہ کھانا نہ اسلامی ہے اور نہ طبی۔

Presented by www.ziaraat.com

جواب دیا: ہاں۔ کیونکہ جمعہ کے وجوب کے تمام شرائط یہاں فراہم ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید امام زماں علیہ السلام نماز میں شرکت فرماتے ہوں گے۔ مگر جب خلوت ہوئی تو میں نے سید صاحب سے دریافت کیا کہ کیا امام علیہ السلام نماز میں موجود تھے فرمایا نہیں لیکن میں آنحضرت کا نائب خاص ہوں، ور امر یکہ سے نکلے ہوئے اس ناحیہ مقدس میں نماز جمعہ قائم کرتا ہوں۔

میں نے پھر جناب سید شمس الدین صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے امام کی زیارت کی ہے اور ان کو دیکھا ہے تو فرمایا نہیں بلکہ میرے پدر بزرگوار (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ انھوں نے آنحضرت کی آواز سُنی تھی لیکن شخصاً آپ کو نہیں دیکھا تھا البتہ ان کے والد (رحمتہ اللہ علیہ) نے آنحضرت کو شخصاً دیکھا بھی تھا اور آواز بھی سُنی تھی۔

میں نے پوچھا کیا سبب ہے جو ایک کو یہ افتخار نصیب ہوتا ہے اور دوسرے کو نہیں ہوتا۔

فرمایا: برادر۔ خداوند تبارک وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے خصوصی الطاف سے نوازتا ہے۔ یہ سب حکمتِ الہٰی پر منحصر ہے۔ خداوند تعالیٰ بعض بندوں کو مقامِ رسالت بعض کو مقامِ نبوت اور بعض کو مقامِ امامت سے گرامی فرماتا ہے اور ان کو اپنی حجت قرار دیتا ہے تاکہ جو بھی ہلاک ہو اس پر حجت تمام ہو جائے اور جو ہدایت پائے وہ بھی حجت و دلیل و برہان سے راہ راست کی ہدایت پائے۔ خداوند عالم

Presented by www.ziaraat.com

اپنے لطف کی وجہ سے زمین کو ایک لحظہ بھی بغیر حجت خالی نہیں چھوڑتا۔ اس نے ہر حجت کے لئے ایک سفیر قرار دیا ہے تاکہ وہ اس کے فرمان کی تبلیغ کرے۔[1]

اس کے بعد جناب سید شمس الدین نے میرا ہاتھ پکڑا اور شہر سے باہر چل دیئے ان باغوں کی طرف جہاں پانی سے بھری ہوئی نالیاں بہہ رہی تھیں۔ باغوں میں انواع واقسام کے ایسے میوے انگور، انار، گلابی وغیرہ موجود تھے جن کی نظیر میں نے ایران، عراق اور شام میں نہیں دیکھی تھی۔ اس قدر بزرگ، زیبا اور شیریں تھے کہ ان کی تشبیہ کسی اور چیز سے نہیں دی جا سکتی۔ جب ہم باغ میں کسی جگہ قدم رکھتے تھے تو ایک خوش شکل بزرگ سفید اون کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ میں نے سید سے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہیں؟ جن کی ہیبت مجھ پر طاری ہو جاتی ہے۔

انہوں نے فرمایا اس بلند پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔

فرمایا کہ اس کے درمیان ایک پُرشکوہ محل ہے۔ جہاں درخت کے نیچے ایک چشمہ جاری ہے۔ اور درخت نہایت سرسبز وشاداب ہے۔

---

[1] سُنّی وشیعہ طریقہ سے روایت موجود ہے کہ ایک لحظہ زمین وجود حجت سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے آج کل اس دُنیا کی بقا حضرت ولی عصر کی بنا پر ہے۔ اس ذیل میں مختلف کتابیں موجود ہیں۔ کتب احادیث میں رجوع کیا جائے۔

Presented by www.ziaraat.com

وہاں ایک قبہ ہے یہ آدمی ایک دوسرا آدمی کے ساتھ اس قبہ کے خادم ہیں۔ میں ہر جمعہ کی صبح کو وہاں جاتا ہوں اور وہاں سے امام علیہ السلام کی زیارت کرتا ہوں۔ میں وہاں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں جس کے بعد مجھے وہاں ایک کاغذ کا ورق ملتا ہے جس پر ہر اس سوال کا جواب جو میں چاہتا ہوں تحریر شدہ ہوتا ہے۔ جو حادثہ مجھے پیش آئے یا جو فیصلہ مجھے مومنین کے درمیان کرنا ہو اس کا حکم اس ورقہ میں مجھے مل جاتا ہے۔ اور میں اسی پر عمل کرتا ہوں۔ چونکہ تم اس لائق ہو لہذا وہاں جاکر امام کی زیارت کرو۔

جناب سیّد کے ارشاد کے مطابق میں پہاڑی پر پہنچ گیا اور اس قبہ کی جس طرح سیّد صاحب نے توصیف کی تھی ویسا ہی پایا۔ وہاں دو آدمی خادم تھے ان میں سے ایک نے مجھے پہچان لیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ دوسرے نے مجھے نہ پہچانا۔ اور میرے آنے پر اعتراض کیا۔ اس خادم جس نے مجھے سیّد صاحب کے پاس دیکھا تھا دوسرے سے کہا کہ میں اسے پہچانتا ہوں میں نے ان کو سیّد شمس الدین کی خدمت میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد اس نے بھی میری جانب عنایت سے دیکھا اور مجھ سے گفتگو شروع کردی۔ اس کے بعد روٹی اور انگور لائے گئے جو میں نے کھائے۔ اس کے بعد اس چشمے کا پانی پیا۔ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

پھر میں نے ان خادموں سے پوچھا کہ امامؑ کی رویت کس

Presented by www.ziaraat.com

طرح ممکن ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہرگز ممکن نہیں ہے اور ہمیں اجازت بھی نہیں ہے کہ کسی کو بتلائیں تب میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے حق میں دعا کریں۔ انہوں نے دعا کی اس کے بعد میں ان کی خدمت سے رخصت ہو کر پہاڑ کے نیچے آگیا۔

جب میں شہر پہنچا تو سیدھا سید شمس الدین صاحب کے مکان پر گیا مگر اس وقت وہ موجود نہ تھے لہذا میں اپنے راہ نما شیخ محمد کے مکان پر چلا گیا جن سے میں نے پہاڑ کے متعلق اور جو کچھ وہاں دیکھا تھا سب بیان کر دیا۔ اور میں نے کہا کہ ایک خادم نے مجھ پر اعتراض کیوں کیا تھا؟

تب اس نے جواب دیا کہ علاوہ سید شمس الدین یا ان جیسے کے کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس پہاڑ پر جائے اس لئے اس نے اعتراض کیا۔ پھر میں نے سید شمس الدین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا یہ حضرت صاحب الزماں (ع) کی اولاد سے ہیں ان کے اور ولی عصر کے درمیان ۵ پشتوں کا فاصلہ ہے۔

شیخ زین الدین علی بن فاضل کہتے ہیں کہ میں نے جناب سید شمس الدین (اطال اللہ بقائہ) سے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ وہ تمام مسائل جو جناب والا کے سامنے حاصل کئے ہیں دوسرے شیعوں کے سامنے نقل کر دوں، دوسرے یہ کہ مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے سامنے قرآن کی تلاوت کروں اور وہ مطالب قرآنی جو میرے لئے مشکل ہیں آپ سے ان کے متعلق استفادہ کروں۔

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا۔ اگر ایسی ضرورت ہے تو قرآن شروع کرو۔ میں نے ان کی موجودگی میں قرأت شروع کی جس جس آیت میں قاریوں کے درمیان خلاف تھا۔ میں اس طرف اشارہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حمزہ نے اس کو اس طرح پڑھا اور کسائی نے اس طرح۔ عاصم نے اس طرح اور ابن کثیر نے اس طرح۔ جناب سیّد شمس الدین نے فرمایا کہ ہم ان کو نہیں پہچانتے۔ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ مکمل قرآن ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد بالتدریج پیامبر اکرمؐ پر نازل ہوا۔ حجۃ الوداع کے بعد جبرئیل امین آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ قرآن پڑھو تاکہ میں ہر سورہ کا آغاز و انجام تمہیں بتا دوں اور اس کی شانِ نزول بھی بیان کر دوں۔

اس وقت امیر مومناں (ع)، امام حسنؑ عسکری (ع) امام حسین (ع) ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ ابن یمان، جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید خدری، حسان بن ثابت، اور اصحاب کا برگزیدہ گروہ جمع ہو گیا۔ اور پیامبر اکرمؐ نے قرآن کو اوّل سے آخر تک قرائت فرمایا اور جس جس آیت میں اختلاف تھا اس کو جبرئیلؑ بیان کرتے تھے اور امیر المومنین (ع)، کھال کے ٹکڑے پر لکھتے جاتے تھے اس لئے تمام قرآن قرارت حضرت امیر (ع) ہے۔

وہ قرآن جس کو امیر المومنین (ع) نے اپنے خط سے تحریر کیا ہے۔ حضرت ولیِ عصر (عج) کے پاس محفوظ ہے تمام احکام انتہا یہ کہ (دیۂ خراش) بھی اس میں ہے۔ لیکن یہ قرآن جو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہے بغیر کسی شبہ کے

Presented by www.ziaraat.com

کلام خالق ہے اس کی صحت میں کسی قسم کی تردید نہیں۔ یہ وہ حکم و مطلب ہے جو حضرت ولی عصر (ع) کی جانب سے صادر ہوا ہے۔[1]

(شیخ زین الدین علی ابن فاضل نے بیان کیا کہ میں نے جناب سید شمس الدین سے بہت سے مسائل دریافت کئے۔ اور ان کو محفوظ کیا۔ میں نے ان میں سے نوّے[9] مسائل سے زیادہ ایک جلد میں جمع کئے ہیں اور اس کا نام رسالہ فوائد شمسیہ رکھا ہے۔ جس کو میں صرف خالص شیعوں کو دکھاتا ہوں انشاء اللہ تمہیں بھی دکھاؤں گا۔)

دوسرا جمعہ کہ جو مہینے کا درمیانی جمعہ تھا اس کی نماز بھی میں نے جناب سیّد شمس الدین صاحب کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد سیّد صاحب نے کچھ مسائل ایک نشست میں بیان فرمانا شروع کئے۔ جس کو میں بھی سنتا رہا۔ مگر اسی درمیان مسجد کے دروازہ کے باہر شور کی آوازیں سنائی دیں میں نے سیّد صاحب سے پوچھا یہ کیا آوازیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر روز جمعہ درمیان ماہ میں ہمارے لشکری سوار ہوتے ہیں اور حضرت حجت (ع) کے انتظار میں جلد ظہور کے لئے آوازیں بلند کرتے ہیں۔

میں نے سیّد صاحب سے اجازت لی اور ان کو دیکھنے کے لئے مسجد کے باہر آگیا میں نے دیکھا کہ ایک انبوہ عظیم ہے جو تسبیح و تحمید و تہلیل میں مشغول ہے اور حضرت حجت (ع) (م ح م د) المہدی کی جلد ظہور کے لئے دعا کر رہا ہے۔

---

[1] حضرت علی علیہ السلام کے خط میں لکھا ہوا موجود ہے جس میں آیات کا شان نزول تفسیر و تشریح سب کچھ ہے۔ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی اس کے متعلق کتاب البیان حضرت آیۃ اللہ العالی آقائے خوئی مدظلہ کی فارسی میں ترجمہ شدہ قابل ملاحظہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

میں پھر مسجد میں واپس آگیا تو سید شمس الدین صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے ہمارا لشکر دیکھا۔ میں نے جواب دیا جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا کہ ان کے سرداروں اور امیروں کو شمار کیا۔ میں نے عرض کیا (نہیں) تب آپ نے فرمایا کہ ان کی تعداد ۳۰۰ نفر ہے صرف تیرہ نفر باقی رہے ہیں تاکہ حضرت ولی عصر کے انصار کی تعداد مکمل ہو سکے۔

میں نے پوچھا۔ اے میرے سردار، ظہور کب ہوگا۔ فرمایا میرے بھائی اس کا علم صرف ذاتِ پروردگار کو ہے اور اس کی مشیت پر منحصر ہے انتہا یہ کہ اس کا علم شاید امام (ع) کو بھی نہیں ہے۔ البتہ آپ کے ظہور کی کچھ علامات ہیں جن میں سے ایک علامت "ذوالفقار"[1] کا گفتگو کرنا ہے جو خود بخود غلاف سے خارج ہوگی۔ اور کہے گی کہ اے ولی خدا، اٹھ جائیے اور اللہ کے نام اور میرے وسیلہ سے دشمنانِ خدا کو نابود کیجئے۔ علامتوں میں سے دوسری علامت تین آوازیں ہیں جن کو ہر انسان سنے گا وہ یہ ہیں۔ (۱) اے گروہِ مومنین (ازفتہ الآزفہ) وقت ظہور آ گیا۔

(۲) خدا کی لعنت ان پر جنہوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ظلم و ستم روا رکھا۔

(۳) ایک جسم سورج پر ظاہر ہو کر آواز دے گا۔ خدا نے ولی عصر حضرت (م ح م د) ابن الحسن المہدی کو ظاہر کر دیا ہے اس لئے ان کی آواز پر متوجہ ہو جاؤ اور ان کے احکام کی اطاعت کرو۔

میں نے کہا اے میرے مولا۔ معتبر اسناد کے ساتھ ہمارے پاس

---

[1] ذوالفقار: حضرت علی علیہ السلام کی تلوار جو حضرت حجت ع کے پاس موجود ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

روایت پہنچی ہے کہ حضرت ولی عصر (ع) نے غیبت کبریٰ کے زمانے لئے فرمایا ہے کہ میری غیبت کے بعد جو شخص دعویٰ کرے کہ اس نے مجھے دیکھا ہے اس کی تکذیب کردو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ میں سے اکثر نے انہیں دیکھا ہو۔

جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ روایت صحیح ہے لیکن اس زمانے سے متعلق ہے جس میں دشمنانِ اہلبیتؑ بنی عباس کے فرعونوں میں سے بہت سے فرعون تھے۔ اس وقت شیعہ اس قدر ناچار ہو چکے تھے کہ آقا کے اسم مبارک کو زبان پر لانے سے بھی احتراز کرتے تھے۔ مگر اب طویل زمانہ گزر چکا۔ دشمن ناامید ہو گئے۔ ہماری سرزمین دشمنوں کی دسترس سے بہت دُور ہے۔ اب وہ حضرت صاحب الزماں (ع)، کی برکت سے کوئی راستہ نہیں پاتے جو ہم تک پہنچ سکیں۔ اور ہمارے لئے کوئی ناراحتی یا دِقت پیدا کریں۔ اس لئے اب رویت ممکن ہے۔

میں نے کہا علمائے شیعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے خمس کو اولاد حضرت علی علیہ السلام میں اپنے شیعوں کے لئے مباح کر دیا ہے۔

فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے پوچھا کیا شیعہ ان اسیروں کو جو اہلِ سنّت کی قید میں ہیں خرید سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ ان کے علاوہ بھی خرید سکتے ہیں۔ کیونکہ امام ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا وہ خود اپنے لئے روا رکھیں۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ دو مسئلے ان مسئلوں کے علاوہ ہیں جن کو میں نے کتاب فوائد الشمسیہ میں جمع کیا ہے۔ جناب سید شمس الدین نے فرمایا کہ حضرت ولی عصر (ع) فرد سال میں یعنی طاق سال میں مکہ معظمہ میں رکن و مقام کے درمیان ظاہر ہوتے ہیں۔ مومنوں کو چاہیئے کہ اس دن کا انتظار کیا کریں۔ میں نے کہا۔ اے میرے سردار میری تمنا ہے کہ اس وقت تک جب تک امام علیہ السلام کو ظہور کی اجازت ہو آپ کی خدمت میں رہوں۔

فرمایا۔ اے میرے بھائی مجھے حکم ملا ہے کہ اب تمہیں تمہارے وطن کی جانب روانہ کر دوں۔ اب میرے لئے اور تمہارے لئے مخالفت کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔ کیونکہ تم اہل و عیال رکھتے ہو اور مدت سے ان سے دُور ہو اس سے زیادہ ان سے دُور رہنا جائز نہیں ہے۔

میں بے حد رنجیدہ ہوا اور بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا میں دوبارہ یہاں آنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔

پھر میں نے پوچھا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کو بیان کر دوں۔

فرمایا۔ ہاں۔ مومنوں کے دل کے اطمینان و آرام کے لئے ایسا کر سکتے ہو۔ علاوہ فلاں و فلاں۔ اس کے بعد مجھے ان

Presented by www.ziaraat.com

مطالب کی جانب متوجہ کیا جو بیان نہ کرنا چاہئیں۔

میں نے پھر پوچھا کہ اے میرے سردار کیا میں حضرت ولی عصر (عج) کے جمال عالم آرا پر نگاہ کر سکتا ہوں؟

فرمایا۔ نہیں لیکن جاننا چاہیئے کہ ہر مومن مخلص ان کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں اپنے آقا کا مخلص غلام ہوں لیکن اب تک زیارت سے محروم ہوں۔ فرمایا نہیں۔ تم نے دو بار جمالِ آقا کا دیدار کیا ہے۔

ایک مرتبہ اس وقت جب کہ تم پہلی مرتبہ سامرہ جا رہے تھے کہ تمہارے ساتھی تم سے آگے نکل گئے اور تم تنہا رہ گئے یہاں تک کہ اس رُود خانہ تک پہنچ گئے جس میں پانی نہ تھا۔ وہاں تم نے ایک سوار کو دیکھا جو سفید گھوڑے پر سوار اور بلند نیزہ اس کے ہاتھ میں تھا اور نوکِ نیزہ دمشقی تھی۔ وہاں انھیں اس کیفیت میں دیکھ کر تم ڈرے۔ تو انہوں نے فرمایا مت ڈر۔ تیز چل کیونکہ تیرے دوست ایک درخت کے نیچے تیرے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

بہت غور کرنے کے بعد وہ واقعہ مجھے یاد آگیا۔ اور میں نے کہا کہ ہاں میرے سردار۔ مجھے ایسا اتفاق پیش آیا تھا۔

پھر فرمایا۔ ایک بار دوسری مرتبہ جب تم اپنے استاذ اندلسی کے ساتھ دمشق سے مصر کی جانب چلے تھے اور راستہ

Presented by www.ziaraat.com

میں قافلہ سے بچھڑ گئے تھے تو اس وقت تم پر خوف و وحشت نے بے حد غلبہ کر لیا تھا۔ اسی حالت میں تم نے ایک سوار کو دیکھا تھا جو سفید پیشانی والے گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لیئے ہوئے تھا۔ اور انہوں نے تم سے فرمایا تھا۔ مت ڈر تیرے داہنے ہاتھ کی جانب آبادی ہے۔ اس آبادی میں چلا جا اور رات وہیں بسر کر۔ اپنے مذہب و طریقے کو وہاں بیان کرنا کیونکہ وہ اور اس کے پاس کی دوسری آبادیاں دمشق کے جنوب میں حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور ان کی اولاد معصومینؑ کے طریقہ پر ہیں۔ کیوں فاضل کے فرزند ایسا ہی تھا۔ میں نے کہا جی ہاں ایسا ہی تھا۔

میں گیا اور رات وہاں بسر کی۔ اور وہاں کے باشندگان سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے بغیر تقیہ کے جواب دیا کہ ہم مذہب علیؑ و اولادِ علیؑ پر ہیں۔ ہمارے تمام پیشوا معصوم ہیں۔ انہوں نے میرا بہت احترام کیا۔

میں نے پھر پوچھا کہ یہ مذہب تم تک کیسے پہنچا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب عثمان نے ابوذر غفاری کو شام بھیجا پھر معاویہ نے بھی انھیں ہمارے ہی ملک میں جلا وطن کر دیا۔ تو جناب ابوذر غفاری کے قدموں کی برکت سے اس علاقہ کی کافی آبادیاں مذہبِ اہلبیت عصمت و طہارت سے واقف ہوگئیں۔ ان آبادیوں میں سے ایک آبادی یہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

میں نے جناب شمس الدین صاحب سے عرض کیا کہ اے میرے سیّد و سردار۔ کیا امام علیہ السلام ہر فاصلہ سے خانہ خدا کی زیارت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے فاضل کے فرزند۔ دُنیا مومن کے پیر کے نیچے ایک قدم سے زیادہ نہیں ہے۔ پھر کہاں وہ ذات جس کے وجود اور جس کے بزرگوں کے وجود کی وجہ سے دنیا قائم ہو۔ ہاں امام علیہ السلام ہر سال حج کے موسم میں شرکت فرماتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی مدینہ، عراق و طوس میں زیارت کر کے ہماری زمین کی جانب تشریف لے آتے ہیں۔

پھر مجھے جناب سید شمس الدین نے حکم دیا کہ میں اپنی واپسی میں تاخیر نہ کروں اور اب مغربی شہروں میں قیام نہ کروں۔ اس کے بعد موصوف نے مجھے ۵ درہم عنایت فرمائے جن پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ص) علی ولی اللہ محمد (م ح م د) ابن الحسن القائم بامر اللہ تحریر تھا۔ مجھ سے فرمایا کہ ان کی حصول برکت کے لئے حفاظت کرنا۔

پھر جناب سیّد نے انتظام فرمایا کہ مجھے اسی کشتی کے ذریعہ جس پر میں آیا تھا علاقہ بربر کی پہلی آبادی تک جہاں سے مَیں یہاں پہنچا تھا واپس پہنچا دیا جائے۔ اب مجھے شیعوں کے دوسرے جزیروں سے گذرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ براہ راست بربر کی زمین پر جانے کا انتظام فرمایا گیا۔ ساتھ ہی مجھے جناب سیّد نے کچھ مقدار گندم اور جو کی عطا فرمائی جس کو میں نے سرزمین بربر میں ۱۴۰ دینار مغربی طلائی میں فروخت کیا اور اس رقم سے حج پر جانے کا ارادہ مستحکم کر لیا۔

Presented by www.ziaraat.com

میں جناب سید شمس الدین کے حکم کے مطابق اندلس نہیں گیا بلکہ بربر کی زمین سے براہ راست طرابلس غرب چلا گیا اور وہاں سے مغربی علاقوں سے جانے والے حجاج کے ساتھ مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مراسم حج کی ادائیگی کے بعد عراق واپس لوٹا۔ اور اب پختہ ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنی عمر کے اختتام تک نجف میں قیام کروں اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حرم کا مجاور بن کر زندگی بسر کروں۔

شیخ زین الدّین علی ابن فاضل نے کہا کہ میں نے جزیرۂ خضراء میں علمائے شیعہ میں سے صرف پانچ نام سُنے۔ (۱) سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (۲) شیخ طوسی (۳) محمد بن یعقوب کلینی (۴) ابن بابویہ (۵) شیخ ابوالقاسم جعفر ابن اسمٰعیل حلّی قدس اللہ ارواحھم۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ اور علماء قابلِ تسلیم نہیں بلکہ اس مختصر مدت میں ذکر صرف ان علماء کا ہوا۔

۱؎ دمشق کے پاس مذکورہ آبادیوں کے متعلق تاریخی شواہد موجود ہیں کیونکہ معاویہ نے جناب ابوذر کو دمشق کے جنوب میں جہاں آج جبل عامل معروف ہے ملک بدر کر دیا تھا۔ لہذا یہ منطقہ جنوب لبنان کا ان جناب کی برکت سے مذہب اہلبیتؑ سے آشنا ہو گیا اور اہل بیت کے مجتہدین کا مرکز بن گیا۔ چنانچہ شہید اول و شہید ثانی اسی مقام سے منظرِ عام پر جلوہ گر ہوئے آج کل یہ علاقہ اسرائیل کے حملوں کی زد میں رہتا ہے مگر مومنین بھی مسلسل مصروفِ پیکار ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

سخن آخر

حضرت حجۃ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونے والے خوش قسمت افراد میں سے ایک بزرگ شخصیت جناب میرزا محمد استر آبادی متوفی ۱۰۲۶ھ کی ہے۔ جو بقول میرزا عبد اللہ آفندی علم رجال کی اہم ترین کتاب[1] کے مصنف ہیں وہ اپنی ملاقات کی داستان کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت نے ملاقات کے درمیان ایک سُرخ گلاب کا پھول جس کا موسم نہیں تھا مجھے عنایت فرمایا میں نے اس کو سُونگھا اور بوسہ دیا۔ اور پھر عرض کیا کہ اے میرے سید اور میرے مولا یہ پھُول کہاں کا ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا (از خرابات است) خرابات کا ہے۔ اس کے بعد میری نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئے۔"[2]

خرابات کے معنی کے متعلق تحقیق کی تو مؤلف ریحانۃ الادب نے لکھا کہ خرابات سے مُراد مغرب کے وہ جزیرے ہیں جو بحر محیط (اقیانوس اطلس) میں واقع ہیں۔ جن کو بحار الانوار میں جزیرۂ خضراء کہا گیا ہے۔ قاموس اللغات نے بھی یہی لکھا ہے[3]

---

[1] ریاض العلماء ج ۵ ص ۱۱۵

[2] ریحانۃ الادب ج ۲ ص ۳۶۴ و ۳۶۵

[3] روضات الجنّات ج ۷ ص ۳۸

Presented by www.ziaraat.com

صاحب روضات الجنّات بھی امام کی زیارت سے مشرف ہونے کی اس داستان کو تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ خرابات وہ جزیرے ہیں جو بحر محیط (اقیانوس اطلس) میں واقع ہیں اور جزیرہ خضرا بھی انھیں میں سے ایک ہے ۱؎ غرض جس جس مقام پر اس ملاقات کی کیفیت تحریر کی گئی ہے اس سے مُراد اقیانوس اطلس کے جزیرے ہی لئے گئے ہیں ہمارے بیان کی یہ مزید تائید ہے کہ موسم حج کے علاوہ ہمارے آقا و مولا حضرت قائم آلِ عبا (ع) علیہ السلام اقیانوس اطلس میں قیام کرتے ہیں اور یہی آپ کی اقامت گاہ ہے۔ (علی اکبر مہدی پور)۔

چونکہ جزیرۂ خضرا اور مثلث برمودا مشابہت کی وجہ سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں اس لئے کوئی تعجب نہیں کہ مثلث برمودا ہی آپ کی اقامت گاہ ہو۔ کیونکہ سابقہ بیانات کے اعتبار سے جزیرہ خضرا مثلث برمودا ہی میں واقع ہے۔ اور آج کل یہ علاقہ اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے بجائے جزیرۂ خضرا کے مثلث برمودا ہی کے نام سے پوری دُنیا میں زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہماری اس کتاب کی تحریر کا مقصد بھی یہی تھا کہ ہم دلائل سے واضح کر سکیں کہ جزیرۂ خضرا سے مُراد جزیرۂ برمودا ہی ہے اور یہی حضرت حجت (ع) کی اقامت گاہ ہے۔

احقر :- قمر زیدی

۱؎ روضات الجنّات ج ۷، ص ۳۸

Presented by www.ziaraat.com

فضل ابن یحییٰ بن علی طیبی کوفی امامی کہتے ہیں کہ میں دست بدعا ہوں کہ خداوند عالم شیخ صالح، پرہیزگار دانشمند، متقی کامل علی بن فاضل کے فیوضات کو ہمیشہ باقی رکھے اور دانش مندوں کے درمیان ان جیسے عظیم وجود کو ہمیشہ قائم رکھے بلکہ ان میں اور اضافہ فرمائے۔
میں نے ان سے جو آخری بات داستان جزیرۂ خضرا" کے ذیل میں سنی تھی وہ یہی تھی جس کو میں نے بیان کیا۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَآخِراً وَظَاهِراً وَبَاطِناً وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِ الْبَرِيَّةِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً۔
میں آخر کتاب میں ان تمام کتابوں کی مکمل فہرست درج کردوں گا جن کے مختصر مطالب میں نے اپنی تحریر میں اخذ کئے ہیں تاکہ صاحبان ذوق رجوع کر سکیں۔ لیکن یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ داستان جزیرۂ خضرا کے اہم اور درست ہونے کے متعلق کچھ مختصر حوالے اور درج کردوں تاکہ مزید اطمینان کا سبب بن سکیں۔ اور مطالعہ کنندگان ظن و گمان کی حدود سے نکل کر یقین و معرفت کی منازل میں داخل ہو سکیں اور اپنے محبوب و محترم امام کے انتظار کی ساعتوں میں خاص کیف محسوس کر سکیں۔ اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهٗ۔

Presented by www.ziaraat.com

جزیرۂ خضراء کے راوی

۱۔ جزیرۂ خضرا کے متعلق جو سب سے پہلے کتاب لکھی گئی وہ فاضل محترم جناب فضل بن یحییٰ کی تالیف "الجزیرۃ الخضراء" آٹھویں صدی میں تحریر کی گئی جس کو بحار الانوار نے نقل کیا اور اس کا ترجمہ ہم نے گذشتہ صفحات میں پیش کیا۔

۲۔ شہید ثالث حضرت قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہٗ نے کتاب "مجالس المومنین" میں تحریر فرمایا کہ شہید اوّل "محمد ابن مکّی" اعلی اللہ مقامہٗ نے جزیرۂ خضراء کی داستان کو اپنی اسناد سے نقل کر کے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ شیعوں کے عظیم فقیہ کے اسناد اور قلم سے تحریر ہونا داستان کی اہمیت پر دلیل ہے۔ جب کہ موصوف کا دور بھی علی ابن فاضل کے دور سے قریب ہے۔ اس لئے ہماری گذشتہ تحریر کہ یہ داستان حضرت امیر المومنینؑ کے خزانہ میں شہید اوّل کے خط میں تحریر شدہ پائی گئی بالکل درست ہے۔

۳۔ علی بن حسین بن عبد العالی متوفی ۹۴۰ھ المعروف بہ محقق کرکی یکے از فقہائے مشہور جہانِ تشیع نے شاہ طہماسپ صفوی کے زمانہ میں اس داستان کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ پھر یہی ترجمہ ہندوستان میں طبع ہوا۔

۴۔ محمد بن اسد اللہ شوستری نے سلطانِ وقت کے حکم پر

Presented by www.ziaraat.com

کتاب (اثبات وجود حضرت صاحب الزمان) تحریر فرمائی اور اس میں داستان جزیرہ کو نقل کیا۔ اس کتاب کے بارے میں شہید ثالث علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ مومنین کو اس کتاب کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

۵۔ قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی اہم ترین کتاب "المجالس" میں جزیرۂ خضرا کے متعلق بحث کی اور اس داستان کو مستند قرار دیا۔ آپ جیسے عظیم المرتبت عالم کی تحریر ہی داستان کی اہمت کے لئے کافی ہے۔

۶۔ شیخ حُر عاملی صاحب کتاب "وسائل الشیعہ" متوفی ۱۱۰۴ھ نے اپنی کتاب "اثباۃ الہدایۃ" میں جزیرہ خضرا کی داستان کو معجزات حضرت کے ضمن میں بیان کیا۔

۷۔ علامہ مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ نے اپنی اہم ترین کتاب بحار الانوار میں جزیرۃ الخضراء کی داستان کو مکمل نقل فرمایا۔

۸۔ میر محمد میرلوحی معاصر علامہ مجلسی نے کتاب کفایۃ المہتدی فی معرفت المہدی میں اس داستان کو صحیح و معتبر قرار دیا۔

۹۔ میرزا عبداللہ اصفہانی نے اپنی کتاب ریاض العلماء میں داستان جزیرۂ خضراء کو نقل کیا۔

۱۰۔ آیت اللہ بحر العلوم متوفی ۱۲۱۲ھ جن کو خود حضرت حجت سے

---

۵ الذریعہ ج ۴ ص ۹۳ ۶ الذریعہ ج ۱ ص ۱۰۹

۷ نجم الثاقب ص ۲۹۷ ۸ اثباۃ الھداۃ ج ۳ ص ۷۰۷

۹ اثباۃ الھداۃ ۔ ۱۰ بحار الانوار ۱۱ نجم الثاقب۔

۱۳ کفایۃ الموحدین۔

Presented by www.ziaraat.com

شرفِ حضوری حاصل تھا اپنے رجال میں جزیرہ خضراء سے استشہاد فرمایا۔

۱۱- مرحوم حاج نوری متوفی ۱۳۲۰ھ نے داستان جزیرۂ خضراء کا مکمل ترجمہ کتاب "نجم الثاقب" میں درج فرمایا۔

۱۲- حاج سید اسماعیل نوری طبرسی متوفی ۱۳۲۱ھ نے داستان جزیرہ خضراء کو اپنی مشہور کتاب "کفایۃ الموحدین" میں نقل فرمایا۔ اور علی ابن فاضل کی بے حد تعریف کی۔ اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ "اجلۂ ابرار علماء وصالحین اور خواص طائفۂ امامیہ میں تھے اور اپنے زمانہ کے بے مثل و یگانۂ روزگار متقین میں تھے۔

میں نے صرف چند حوالوں پر اکتفا کی ورنہ اس داستان کے صحیح ہونے کے بارے میں اس قدر اسناد موجود ہیں جن کے جمع کرنے کے لئے خود علیٰحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ لہٰذا جب اس داستان میں کوئی شبہ نہیں تو اس میں جس جزیرۂ خضراء کا ذکر ہے اس کے حالات بعینہٖ مشابہ ہیں مثلث برمودا کے حالات سے۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ جزیرۂ خضراء مثلث برموداہی میں ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۰؎ بحار الانوار۔ ۱۱؎ نجم الثاقب۔
۱۲؎ کفایۃ الموحدین۔

Presented by www.ziaraat.com

خدائے بزرگ وبرتر کا قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے کہ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ - کہ ہم قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ اپنی بارگاہ میں طلب کریں گے اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی انسان از ابتدا تا انتہا بغیر وجود امام نہیں رہ سکتا۔ پھر حضور اکرمؐ نے اس آیت کی مزید تشریح میں یہ ارشاد فرمایا کہ مَنۡ مَاتَ وَلَمۡ یَعۡرِفۡ امامِ زمانہ مات میتۃ الجاھلیہ - اگر کوئی انسان اس حالت میں مرگیا کہ اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا تو وہ کفر کی موت مرا بالکل مسئلہ کو واضح کر دیا - اب ہر انسان پر واجب ہو گیا کہ امام زمانہ کی معرفت حاصل کرے مگر معرفت ممکن نہیں جب تک کہ وجود نہ ہو اس لیے عقلاً ونقلاً ماننا پڑے گا کہ آیت کے حکم کی تعمیل کے لیے کوئی زمانہ ایسا نہ ہو گا جس میں وجود امام نہ ہو بلکہ ہر زمانے میں امام کا وجود لازمی ہے - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا زمانہ بھی وجود امام سے خالی نہیں تمام مسلمان متفق ہیں کہ اس زمانے کے امام حضرت امام مہدیؑ ہیں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ اسی کرۂ ارض پر موجود ہیں اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو یہ کرہ کبھی کا نیست ونابود ہو چکا تھا۔ اب وہ کہاں ہیں اور کیسے زندہ ہیں ایسے ہی اور بہت سے سوالات کے جوابات سے کتابیں بھری پڑی ہیں - چنانچہ ہماری موجودہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے - جس کے مطالعہ سے یقین ہے کہ قارئین محترم کے ذہن امام غائب کی جانب ضرور متوجہ ہوں گے - اور بے ساختہ یہ سوال پیدا ہو گا کہ وہ آخر کب آئیں گے ہم ان کی زیارت سے کب مشرف ہوں گے تو ان تمام سوالات کا جواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً اس حجت خدا امام کا ظہور لازمی ہو گا خواہ اس دنیا کی زندگی کا ایک ہی دن باقی کیوں نہ رہ جائے - آپ نوالا ضرور آئیں گے مگر ان کے آنے کے وقت کو مشیت الٰہی کی بنا پر معین ومقرر نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لیے کچھ علامات معین ہیں جب وہ پوری ہوں گی تو ضرور آئیں گے اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان علامات کی جانب متوجہ رہیں میں نے اس کتاب میں چند ایسی مختصر علامات درج کر دی ہیں جو ابھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچیں اسلئے ان علامات کی جانب توجہ اشد ضروری ہے - اور ان کا انتظار عبادت ہے -

Presented by www.ziaraat.com

علاماتِ ظہور

میں نے حضرت حجت علیہ السلام (عج) کے ظہور کے متعلق قیامت صغریٰ حصہ اوّل میں تفصیل سے علامات تحریر کر دی ہیں۔ میں نے علامات کا جہاں تک مطالعہ کیا ہے تو صرف اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان علامات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ علامات حتمیہ۔ ۲۔ علامات شرطیہ یا غیر حتمیہ۔

حتمیہ علامات: وہ علامات ہیں جو ظہورِ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے قبل ضرور واقع ہوں گی اور ان میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا۔

شرطیہ علامات: وہ علامتیں ہیں جو بندوں کے اعمال سے متعلق ہیں۔ اگر خدا چاہے گا تو واقع ہوں گی ورنہ عابدوں کی عبادت اور نیکوکاروں کے توبہ و استغفار کی وجہ سے ٹال دی جائیں گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی مدت میں طول دیدیا جائے۔ لیکن میرے نزدیک اس کا امکان کم ہے کیونکہ عالمی معاشرے کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ انسانی اخلاق کا انحطاط انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ زمانہ بُرائی کی طرف بہت تیزی سے مائل ہو رہا ہے جس کی وجہ سے علامات بھی جلد جلد مکمل ہو رہی ہیں اس لئے یقین ہے کہ علاماتِ شرطیہ بھی ضرور مکمل ہوں گی۔ اور جلد ہوں گی کیونکہ زمانہ کو ظلم و جور سے بہرحال پُر ہونا ہے اس لئے ان کو بھی تقریباً علاماتِ حتمیہ ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ اب ان تمام علامات کی تفصیل تو مجھے اس کتاب میں

Presented by www.ziaraat.com

تحریر کرنا نہیں کیونکہ میں یہ سب قیامتِ صغریٰ حصہ اوّل میں تحریر کر چکا ہوں۔ البتہ اس دوران مجھ سے یہ مطالبہ بار بار کیا جاتا رہا کہ اب صرف وہ علامات تحریر کریں جو اب تک مکمل نہیں ہوئیں تاکہ ان کا انتظار کیا جائے۔ اور ان کی جانب زیادہ توجہ رکھی جائے۔ چنانچہ میں اس کتاب میں زیادہ تر وہی علامات تحریر کروں گا جو اب تک مکمل نہیں ہوئی ہیں۔

سب سے پہلے علامات حتمیہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہ تمام ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے بالکل نزدیک و متصل واقع ہونگی۔ کتاب کمال الدین میں جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سند سے نقل کیا گیا ہے کہ ابن عمیر بن حنظلہ نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ظہور (حضرت) قائم (ع) سے پہلے ۵ علامتیں حتمی ہیں۔ یعنی لازمی واقع ہوں گی (۱) خروج یمانی (۲) خروج سفیانی (۳) صیحہ آسمانی (چیخ کی آواز) (۴) قتل نفس ذکیہ (۵) صحرائے بیداء میں سفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنس جانا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳) ان کے علاوہ دوسرے مقام پر آپ ہی نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان میں ایک ہاتھ کا نمودار ہونا بھی علاماتِ حتمیہ میں سے ہے اور ابو حمزہ کی روایت میں مشہور ہے کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بھی حتمی ہے۔[1]

---

[1] بعض علماء نے تاویل کی ہے کہ اس علامت سے مراد خود حضرت حجت عج کا مکہ سے ظاہر ہونا ہے۔ کیونکہ اصل سورج ہدایت آپ ہی ہیں۔ واللہ اعلم۔

Presented by www.ziaraat.com

یمانی کون ہے : بحوالہ کتاب غیبت نعمانی۔

ابو بصیر کے حوالے سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خروج سفیانی، یمانی، خراسانی ایک سال ایک ماہ اور ایک ہی روز واقع ہوگا۔ ان کے درمیان پرچموں کا جھنڈوں کا فرق ہوگا۔ یعنی یمانی کا جھنڈا ہدایت کا جھنڈا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو حضرت صاحب الامرؑ کی جانب دعوت دے گا۔ پس جب وہ ظاہر ہوجائے تو مسلمان پر اسلحۂ جنگ فروخت کرنا حرام ہے کیونکہ اب مسلمانوں کو خود اسلحہ کی احتیاج ہوگی نیز کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس جھنڈے کی مخالفت کرے اگر کرے گا تو اہلِ دوزخ سے ہوگا۔ (بحار الانوار ۱۴)۔

سفیانی کون ہے :- قیامت صغریٰ میں تفصیل درج ہے۔

البتہ کتاب غیبتِ شیخ طوسی میں بشر ابن غالب نے روایت کی ہے کہ سفیانی روم کے شہروں سے آئے گا جو نصرانیت کا پیرو یعنی عیسائی ہوگا اور صلیب جو نصرانیت کی علامت ہے گلے میں ڈالے ہوگا۔ اور وہ اپنی قوم کا رئیس ہوگا۔ (بحار الانوار ۱۳)[1]

تفسیر عیاشی میں تحریر ہے کہ اس کا مقصد علاوہ شیعانِ آلِ محمدؐ کو قتل کرنے اور سولی پر لٹکانے کے اور کچھ نہ ہوگا۔ (بحار ۱۳)۔

کتاب ارشادِ شیخ مفید میں اس کے زمانہ میں ایک اہم علامت بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ سورج صبح سے دوپہر تک اس کے زمانے میں ایک مقام پر

---

[1] سنا ہے برطانیہ کا شاہی خاندان کا شجرہ اوپر جاکر ابوسفیان سے ملتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ساکن ہوگا۔ جس میں کسی شخص کا چہرہ و سینہ نظر آئے گا۔ سفیانی کی ہلاکت کے قریب ایسا ہوگا۔ اس سے پہلے پانچ شہروں پر اس کا قبضہ ہوچکا ہوگا۔ دمشق۔ حمص۔ فلسطین۔ اردن۔ قنسرین۔ اس کی مدت سلطنت صرف آٹھ ماہ ہوگی۔

صیحۂ آسمانی:- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حمزہ شمالی سے بیان فرمایا کہ اول روز ایک منادی ندا کرے گا اور آخر روز شیطان ندا کرے گا۔ جس سے اہل باطل شک میں مبتلا ہوجائیں گے۔ آپ ہی نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کی تیئسویں شب شب جمعہ میں جبرئیل کی آواز آسمان سے آئے گی جو سوتے ہوئے افراد کو بیدار کردے گی۔ یہ آواز حضرت قائم سے متعلق ہوگی اور آخر روز شیطانی آواز ہوگی۔ بعض روایات میں ہے کہ اول شب اور آخر شب آواز آئے گی۔ ممکن ہے وقت مختلف مقامات کے فرق کی وجہ سے ایسا ہو۔ کیونکہ بعض جگہ دن ہوگا اور بعض جگہ رات۔ پوری دنیا کا کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جو اس آواز کو نہ سنے گا مگر اکثر لوگ دوسری آواز سے شک میں مبتلا ہوجائیں گے۔

مکہ معظمہ میں نفس ذکیہ کا قتل:- حتمی علامت ظہور ہے۔ کتاب غیبت شیخ طوسی میں سفیان ابن ابراہیم حریری اپنے پدر کے حوالے سے نقل کرتا ہے کہ نفس ذکیہ آل محمدؐ کے جوانوں میں سے ایک جوان ہے یعنی سادات سے ہے جس کا نام محمد ابن الحسن ہے جو بغیر جرم رکن و مقام کے درمیان قتل کئے جائیں گے اور

Presented by www.ziaraat.com

اس کے قتل میں اور حضرت قائمؑ آلِ محمدؐ کے ظہور میں پندرہ راتوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہوگا۔ (بحار الانوار ۱۳)۔

سفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنسنا:۔ کتاب تفسیر عیاشی میں جابر جعفی کے حوالہ سے تحریر ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا جب تو ان علامات کو دیکھے جو میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو منادی کی ندا جو دمشق میں بلند ہو گی اور اس کے بعد وہاں کا ایک دیہات زمین میں دھنس جائے گا۔ اور مسجد دمشق کا ایک حصہ برباد ہو جائے گا۔ اس وقت ترکوں کا ایک گروہ (شاید روسی) دمشق سے گذر کر جزیرہ میں اُتر آئے گا اور رومی (انگریز) رملہ میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ ایسا سال ہو گا جب تمام عرب کی سرزمین میں اختلاف ہی اختلاف واقع ہو گا۔ اور شام میں تین پرچم اختلاف کا سبب بنیں گے۔ پرچم اصہب (زرد و سُرخ) و پرچم البقع (سیاہ و سفید) اور پرچم سفیانی اور اس کے ساتھی شدید ترین جنگ واقع ہو گی۔ سفیانی کا مقصد نابودی آلِ محمدؐ و شیعہ کے علاوہ کچھ نہ ہو گا۔ اس لئے وہ ایک لشکر کو فہ روانہ کرے گا اور شیعانِ آلِ محمدؐ کی جماعت کو وہاں قتل کرے گا اور بہت سوں کو وہاں سولی دے گا۔ اس وقت خراسان (ایران) سے ایک لشکر آئے گا جو دجلہ کے کنارے آکر رُکے گا۔ مگر سفیانی سے شکست کھا جائے گا۔

پس اس کے بعد سفیانی دوسرا لشکر مدینہ کو روانہ کرے گا جو

Presented by www.ziaraat.com

وہاں کے تمام سادات کو قید کر دے گا اس کے بعد مہدی آل محمد (ع) کی تلاش شروع ہو جائے گی مگر آپ مدینہ سے مکہ تشریف لے آئیں گے۔ یہ لشکر آپ کا پیچھا کرتا ہوا جب وادی بیدا میں (جو مکہ کے قریب ہے) پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا علاوہ خبر پہنچانے والے کے کوئی دوسرا آدمی باقی نہ رہے گا۔ اس وقت حضرت قائم علیہ السلام رکن و مقام کے درمیان مشغولِ نماز ہوں گے اس کے بعد آپ خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ لوگوں کو اپنی نصرت کے لئے طلب فرمائیں گے۔ تو تین سو تیرہ افراد جن میں پچاس عورتیں ہوں گی ابر کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے بعد ایک جمع ہو جائیں گے۔ ان کے جمع ہونے کے بعد آسمان سے آوازِ خروج بلند ہو گی (صیحۂ آسمانی) پھر تقریباً دس ہزار افراد آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے اس وقت سفیانی کا لشکر بیابانِ رملہ میں ہو گا۔ اور اس لشکر کی ایک بڑی تعداد حضرت قائم ع کے لشکر سے مل جائے گی اس کے بعد جنگ ہو گی۔ جس کے نتیجے میں سفیانی مع اپنے ایک ایک پیرو کے قتل کر دیا جائے گا اور مالِ غنیمت کثیر تعداد میں لشکر جناب قائم آلِ محمد علیہ السلام کے ہاتھ آئے گا۔

بحار الانوار کی تیرہویں جلد میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اعلان ظہور تو رمضان میں ہو گا مگر قیام حضرت حجت روز عاشورہ۔ طاق سال میں ہو گا۔ یعنی اس وقت آپ خروج فرمائیں گے۔ آپ سے سب سے اول بیعت کرنے والے جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

علامات غیر حتمیہ مختصر

یعنی علامات شرطیہ (۱) کتاب مستدرک الوسائل میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سیاتی زمان علی امتی یفرّون منَ العلماء کما یفرّ الغنم من الذئب ابتلاھم اللہ بثلاثۃ اشیا الاوّل یرفع البرکۃ من اموالھم والثانی سلط اللہ علیھم سلطاناً جائراً والثالث یخرجون منَ الدنیا بلا ایمان۔ آپ نے فرمایا میری امت پر وہ زمانہ آئے گا جب علماء سے لوگ اس طرح دُور بھاگیں گے جس طرح بکریاں بھیڑیے سے بھاگتی ہیں۔ پس اس وقت خدا ان کو تین چیزوں میں مُبتلا کرے گا اول ان کے اموال سے برکت اُٹھ جائے گی دوسرے ظالم حاکم و سلطان ان پر مسلط ہوجائیں گے۔ تیسرے وہ دُنیا سے بے ایمان اُٹھیں گے۔

(نوٹ) یہاں علماء سے مُراد علمائے رُوحانی ہیں جن سے علیحدگی سے دین ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ابھی تک پوری طرح علماء سے دُوری اختیار نہیں کی گئی ہے اس لئے علامت باقی ہے۔ ممکن ہے بعد میں علمائے روحانی سے بالکل بیزاری اختیار کی جائے۔

۲۔ حضرت حجت علیہ السلام نے شیخ مفید علیہ الرحمہ کو جو خط تحریر فرمایا (کتاب احتجاج طبرسی) اس میں فرمایا کہ جب اس مخصوص سال کا ماہ جمادی الاول آجائے تو عبرت اختیار کرنا ان واقعات سے جو اس مہینے میں واقع ہوں گے اور اس کے بعد رُونما ہوں گے۔ تب بہت

Presented by www.ziaraat.com

جلد آسمان سے تمہارے لئے ایک علامت آشکار ہوگی اور فوراً ہی زمین مشرق میں وہ چیز واقع ہوگی جو حزن پیدا کرنے والی اور دلوں میں اضطراب کا موجب ہوگی۔ اس کے بعد عراق پر وہ گروہ غالب آجائے گا جو اسلام سے خارج ہوگا اور ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے اہل عراق معیشت کی تنگی میں مبتلا ہو جائیں گے مگر جب ان میں سے ایک شریر انسان مرجائے گا تو پرہیزگار بہت خوش ہو جائینگے۔

دُنیا کے مختلف حصّوں سے آنے والوں کے لئے حج کے راستے کھُل جائیں گے۔

نوٹ :- یہ علامت قابلِ غور ہے ممکن ہوسکتا ہے کہ اس سے مُراد بعث پارٹی کی حکومت ہو یا بعد میں کوئی ایسی حکومت آئے جس کا اسلام سے واسطہ ہی نہ ہو۔ روس وغیرہ۔ واللہ اعلم۔ بہرحال ابھی آسمان و زمین کی علامت بھی باقی ہے۔

(۳) کتاب غیبت نعمانی میں ابوبصیر کے حوالہ سے تحریر ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قائمؑ کے خروج سے پہلے دو طاعون کا ظاہر ہونا لازمی ہے۔ ایک طاعون سفید۔ دوسرے طاعون سرخ۔ طاعون سفید یعنی مرگ سریع مرگ مفاجات۔ اور طاعون سرخ جنگ و خونریزی۔

(نوٹ) مرگ مفاجات میں روزانہ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور جنگ عظیم تیسری ابھی واقع نہیں ہوئی ہے [1] انتظار ضروری ہے لہذا یہ علامت بھی پوری

[1] مرگ مفاجات کے لئے صرف روزانہ اخبارات کی جانب (باقی حاشیہ برصفحہ آئندہ)

Presented by www.ziaraat.com

نہیں ہوئی۔

(۴) کتاب غیبت شیخ طوسی میں عبدالرحمٰن ابن کثیر نے بیان کیا کہ میرے سامنے ایک شخص بنام مہزم امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے ظہور کے وقت کے بارے میں دریافت کیا تو امام نے فرمایا جو شخص ظہور کا وقت متعین کرتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے اور جو ظہور کے لئے عجلت کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ کیوں نہیں آئے اور کیوں نہیں آتے ہیں وہ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں اور جو امر الٰہی کو تسلیم کر کے انتظار کر رہے ہیں وہی نجات پانے والے ہیں ان کی بازگشت ہماری جانب ہوگی۔ (بحار ۱۳)

(۵) کتاب غیبت شیخ طوسی میں جابر جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور کتاب غیبت نعمانی میں ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالہ سے بیان کیا کہ دونوں اماموں نے فرمایا کہ قائم ؑ کا ظہور اس وقت تک نہ ہوگا جب تک شیعہ چھلنی میں نہ چھان لئے جائیں یعنی اچھے اور بُرے علیحدہ نہ ہو جائیں۔ جیسے گیہوں چھان کر گھاس سے علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ مصائب و امتحان کی چھلنی میں چھانے جائیں گے مگر یہ اس وقت ہوگا جب ۲/۳ مسلمان آبادی دین سے باہر ہو جائے گی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) توجہ کافی ہے۔ ڈاکٹر نوسٹرڈامس ماہر علم ہیئت و نجوم نے چار سو سال پہلے اپنی پیش گوئیوں میں اس جنگ کا آغاز ۱۹۹۴ء سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ جنگ ۲۷ سال جاری رہے گی جس میں کثرت سے آبادی ختم ہو جائے گی۔ اس کی فلم بھی موجود ہے بنام THE MAN WHO SAW TOMARROW

Presented by www.ziaraat.com

ابو بصیر کہتے ہیں کہ ہم نے امام سے کہا کہ جب ۲/۳ مسلم آبادی دین ترک کر دے گی تو پھر باقی کیا رہ جائے گا۔ تو امام نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم باقی ۱/۳ میں شامل ہو (یہ علامت بھی باقی ہے) ۔ البتہ شیعوں کے امتحان کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور دین کو ترک کرنے والے مسلمانوں کی تعداد بھی روزانہ بڑھنا شروع ہو گئی ہے۔

(۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر زمانے میں شیعوں کی تعداد اس قدر کم رہ جائے گی جیسے آنکھ میں سُرمہ رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ پوری طرح کب ختم ہو گیا۔ چنانچہ وہ وقت آئے گا جب بعض لوگ صبح کو ہماری شریعت پر ہوں گے اور رات کو اس شریعت سے خارج ہو چکے ہوں گے۔ اور بعض شب میں متدین ہوں گے۔ لیکن صبح کو بے دین (۱۳ بحار) (یہ علامت بھی ابھی مکمل نہیں ہوئی) البتہ سلسلہ جاری ہو چکا ہے کہ روزانہ دین کی مخالفت میں محافل و مجالس منعقد ہوتی ہیں جن کو تمدن کا نام دیا جاتا ہے۔ ان مجالس میں تمام تقلید یہود و نصاریٰ کی کی جاتی ہے جو مخالف دین اسلام ہیں معلوم نہیں اس ابتدا کی انتہا کیا ہو گی۔ اور دین کس تیزی سے مسلمانوں سے دُور ہو جائے گا اور ہم کن بلاؤں میں مُبتلا ہوں گے۔ البتہ جو حضرات دین پر باقی رہیں گے ان کا مرتبہ بے حد بلند ہو گا۔ حضور اکرمؐ نے ان کو اپنا بھائی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ تاریک رات میں نورانی چراغ کی مانند ہیں جن کے نورِ ایمان سے لوگ مستفید ہو سکیں گے اور خدا

Presented by www.ziaraat.com

ان کو ہر فتنے سے نجات عطا فرمائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس دور میں حفاظت دین کے لئے دعائے غریق پڑھنے والا نجات پا جائے گا۔ محمد ابن سنان کہتا ہے کہ میں نے امام سے دریافت کیا کہ دعائے غریق کیا ہے تو آپ نے فرمایا یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ (غریق یعنی ڈوبنے والا حالت اضطرار میں کسی کو پکارے)۔

(۷) اس زمانے میں شیعوں کا فریضہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانے کے شیعوں کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کا فرش بن جائیں۔ فتنہ و فساد میں شرکت نہ کریں تاکہ یہ فتنہ انھیں کو نقصان پہنچائے جو اس کے پیدا کرنے والے ہیں اگر ایسا کیا تو خداوند عالم ان کو جو شیعوں کو آزار پہنچانا چاہیں گے ایسے کاموں میں مشغول کر دے گا کہ ان کی فکر شیعوں کی جانب سے ہٹ جائے گی۔ (۱۳ بحار) اور شیعہ محفوظ رہیں گے۔ (قابل توجہ ہے یہ علامت)۔

دوسرے مقام پر امام مذکور نے جابر سے فرمایا کہ بہترین کام زمانہ غیبت میں ہمارے شیعوں کے لئے اپنی زبان کی حفاظت کرنا۔ اور اپنے گھر میں رہنا ہے۔ (۱۳ بحار) مقصد یہ ہے کہ شیعوں کو لوگوں کے بُرے کاموں اور فتنہ و آشوب سے کنارہ کشی کرنا چاہئے تاکہ زبان اور ہاتھوں سے بدکاروں کی مدد نہ ہو سکے۔

Presented by www.ziaraat.com

کتاب کفایۃ الاثر میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ شہر کوفہ میں منبر سے آخری زمانے کی علامتیں بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو چاہیئے کہ اس وقت اپنے گھروں میں رہو اور عبادتِ خدا کرتے رہو اور ایسے بن جاؤ جیسے کوئی آدمی انگارے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لے اور جلنے پر صبر کرے۔ ذکرِ خدا تمام چیزوں سے بزرگ تر ہے۔ (۱۳ بحار)

۸۔ علم دین کا پوشیدہ ہو جانا :۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ جب علم دین اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسا کہ سانپ اپنے بل میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ مقصد یہ کہ خوف و ترس کی وجہ سے ممکن نہ ہو گا کہ کوئی شخص علم دین و احکامِ دین بیان کرنے کی جرأت کرے خصوصاً مکہ و مدینہ کے درمیان اس لئے لوگوں کا فرض ہے کہ اپنی سابقہ معلومات پر ثابت قدم رہیں۔ یہاں تک کہ خدا حضرت بقیۃ اللہ (ع) کو پہنچا دے۔ (یہ علامت بھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی تو علم دین کا فروغ ہے)۔

اسی علامت کے ذیل میں امام مذکور نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس وقت ہو گا جب شیعوں کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے کو جھوٹا کہے گا اور ایک دوسرے کے منہ پر تھوکے گا۔ تب وقتِ ظہور بہت نزدیک ہو گا۔ (۱۳ بحار)۔

(۹) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ علیہم السلام کی بیان کردہ چند

Presented by www.ziaraat.com

مشترکہ علامات :- جن میں فرمایا کہ قائمؑ کا ظہور جب ہوگا جب مرد عورتوں کی شبیہ اور عورتیں مردوں کی شبیہ بن جائیں گی جب مرد مردوں اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کرلیں گی۔ اس سے پہلے عورت کی عورت سے شادی ہو چکی ہوگی۔ لوگوں کے فسق و فجور اور گناہوں پر لوگ ہنسیں گے فخر کریں گے ایسا کرنے والے کو کوئی بُرا نہ کہے گا۔ نشہ آور چیزیں سرِ عام پینے کا رواج ہوگا۔ حاجیوں کے نہ جانے کی وجہ سے بیت اللہ معطل ہو جائے گا۔

اس زمانے میں عورتیں اپنی انجمنیں (کلب) بنائیں گی مردوں کی طرح۔ نوجوان اپنے بالوں کے رنگ تبدیل کر کے ان میں کنگھی کر کے اس طرح آراستہ کریں گے جیسے بیوی خود کو شوہر کے لئے آراستہ کرتی ہے۔ لوگ نوجوانوں کو رقم دے کر اپنے ساتھ اغلام کرائیں گے۔ اغلام کی طرف لوگوں کی رغبت بڑھ جائے گی بلکہ اس عمل پر ایک دوسرے سے حسد کیا جائے گا۔ لوگ اپنے محرموں کے ساتھ مثل بیٹی اور بہن کے زنا کریں گے اور شادی نہ کریں گے بلکہ انھیں پر اکتفا کریں گے۔ مردوں کو عورتوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنے پر سرزنش کی جائے گی۔ بلکہ لواطہ کا شوق دلایا جائے گا۔ مسلمان عورتیں اپنے آپ کو کافروں کے سپرد کریں گی (ان کے ساتھ عیاشی میں مصروف ہوں گی) گانے بجانے کے آلات کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ کوئی شخص دوسرے کو منع کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ (کیونکہ خود ملوث ہوگا)۔

Presented by www.ziaraat.com

اہلبیتِ پیغمبرؐ کو گالیاں دی جائیں گی اور آئمہ سے محبت کرنے والوں کی گواہی نا قابلِ قبول ہو گی۔ عورتیں منبرِ رسولؐ پر چڑھ کر تقریریں کریں گی اور نامحرموں تک ان کی آوازیں پہنچنے کی وجہ سے ملائکہ ان پر لعنت کہیں گے۔ مردوں کو قبر سے نکال کر اذیت دی جائے گی اور ان کا کفن فروخت کیا جائے گا۔ انسان حیوان سے مقاربت کرے گا (مرد جانوروں سے اور عورتیں ریچھ اور کتوں سے) لوگوں کی زندگی مال حرام رشوت، سود اور جوے کے ذریعہ خوش حال ہو گی۔ مرد عورتیں مثل حیوانات منظر عام پر شہوت رانی میں مشغول ہوں گے۔ اور خوف کی وجہ سے کوئی شخص ان کو برا بھلا بھی نہ کہہ سکے گا اولاد والدین کے مرنے پر خوش ہو گی جس دن لوگ گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کریں گے اس دن رنجیدہ ہوں گے۔

(نوٹ) تفصیلی خطبات حیرت انگیز ہیں جن میں آج کل کے معاشرے کی چودہ سو سال پہلے مکمل طور سے عکاسی کی گئی ہے یہاں میں نے چند علامات درج کی ہیں تفصیلات قیامت صغریٰ حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور دوسری معروف کتابوں میں دیکھیں۔ اس وقت میں مندرجہ چند علامات کی جانب خصوصی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر ابھی تک پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچی ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآئمہ علیہم السلام کے یہ خطبات دراصل ان حضرات کے معجزے ہیں اور ان کے مستقبل کے

Presented by www.ziaraat.com

علم کے شاہکار ہیں۔ اور میرا استدلال یہی ہے کہ جب ان حضرات کی بیان کردہ ۹۰ فیصد علامات پوری ہو چکی ہیں تو اب ۱۰ فی صد میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ مگر انسانی فطرت یہ ہے کہ اپنی عقل کے بل بوتے پر مختلف تاویلیں کرتے ہوئے خود کو شک میں مبتلا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ آنے والا وقت آجائے گا اور اس وقت علاوہ کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارہ نہ رہے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

تشریحی اشارے:۔ (۱) جب مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی شبیہہ بن جائیں گی۔ چونکہ یہ مذکورہ علامتیں زمین کے کسی ایک ہی خطہ سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ پورے کرۂ زمین سے متعلق ہیں اس لئے یہ علامت تو تقریباً دنیا کے تمام حصّوں میں مکمل ہو چکی ہے۔ کہیں کم کہیں زیادہ۔ البتہ یورپ اور امریکہ میں کثرت سے ایسے لڑکے نظر آتے ہیں جو بناؤ سنگھار اور زیورات کے پہننے میں قطعاً عورتوں سے مشابہ ہیں۔ لباس میں لڑکیاں بالکل لڑکوں سے مشابہ ہو چکی ہیں ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کو ہپنکھ کہا جاتا ہے کیونکہ ان دونوں کے بال بھی حضور اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق مثل کوہان شتر ہو چکے ہیں۔ اب رفتہ رفتہ ہمارے ملکوں میں بھی میک اَپ اور بالوں کی سجاوٹ تقریباً یکساں ہو رہی ہے۔ لباس میں شباہت تو بہت پُرانی بات ہے۔ البتہ بدلتے ہوئے فیشن کے تقاضوں کے پیش نظر بہت جلد لڑکیوں میں بال کٹوا کر کھلے کالر کی قمیص اور پینٹ پہننے کا رواج ہو جائے گا اور پھر دونوں میں مشابہت کامل

Presented by www.ziaraat.com

بڑھ جائے گی بلکہ دونوں کی پہچان ہی مشکل ہو جائے گی۔ تب یہ علامت پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔ اور شرم و حیا رکھنے والے والدین کو اپنی اولاد کو اس عالم میں دیکھ کر علاوہ صبر کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ اس علامت کی تکمیل رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ روزانہ فیشن بدل رہا ہے۔

(۴) عورت کی عورت سے شادی :- جب میں نے قیامت صغریٰ کے تیسرے ایڈیشن میں اس علامت کو تحریر کیا تو مجھ پر ایک پروفیسر صاحب کی جانب سے بذریعہ فون اعتراض ہوا کہ ہم آپ کے چھٹے امام کے پورے خطبہ سے جو قیامت صغریٰ میں درج کیا گیا ہے بہت متاثر ہوئے لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ علامت کیسے مکمل ہوگی۔ اس لئے کہ آپس میں ناجائز تعلقات کے قیام کا جہاں تک سوال ہے تو وہ بہت قدیم ہے مگر یکتفی النساء بالنساء میں زوجیت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو قانونی رشتہ اور تعلق پر دلالت کرتا ہے۔ اور ایسا پوری دنیا میں کہیں نہیں لہذا آپ اس کی تشریح کر کے ہمیں مطمئن کریں یا اس علامت کو کاٹ دیں۔ میں نے جواب کے لئے تھوڑا سا وقت لیا تاکہ معلومات میں اضافہ کر سکوں۔ خدا شاہد ہے ابھی چند یوم بھی نہ گزرے تھے کہ پاکستان کے اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی کہ دو ممالک نے قانوناً دو عورتوں کو براعتبار زوجہ و شوہر ساتھ رہنے کی اجازت دے دی ہے۔ اب تو یہ اجازت بہت سے ممالک میں عام ہے۔ میں خود اپنی آنکھوں سے کیلی فورنیا (امریکہ) میں ایسے جوڑے دیکھ کر آیا ہوں۔ اس لئے زمانہ مستقبل

Presented by www.ziaraat.com

میں دوسرے ممالک کے لئے بھی شک نہیں کیا جا سکتا۔ (خدا مسلمانوں کو محفوظ رکھے) آمین۔

۳۔ اِکتَفَی الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ:۔ جب مرد مرد کے لئے کفایت کرے گا اور عورت عورت کے لئے یعنی رشتۂ ازدواج قائم کرنے کا رواج ہی ختم ہونا شروع ہو جائے گا بلکہ دیدہ و دانستہ اس سے بچا جائے گا۔ (الامان الحفیظ) یہ علامت اس قدر سخت و عبرتناک ہے کہ مکمل تشریح بھی نہیں کی جا سکتی مگر سمجھنے کے لئے چند اشارے اور مشاہدات تحریر کرتا ہوں۔

امریکہ اور یورپ کی طرح ممکن ہے دوسرے ممالک میں بھی بہت جلد اقتصادی زبوں حالی اور ذاتی فضول خرچیوں کی بنا پر نوجوان مرد خود کو لڑکیوں سے بالکل دُور کرنا شروع کر دے گا۔ کیونکہ اس وقت بھی یہ حالت تو ہو چکی ہے کہ نوجوان مرد و عورت خود کو قانونی طور سے رشتۂ ازدواج میں منسلک کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ اس سے قانونی ذمہ داریوں میں اضافہ اور پابندیوں میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دونوں بہ اعتبار فرینڈ (بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ) ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں اس درمیان میں اگر اولاد ہو جاتی ہے تو چونکہ وہ جائز نہیں ہوتی لہٰذا اس کی مالک حکومت ہے۔ اس اولاد کی قانوناً وہ ذمہ داریاں نہیں سمجھی جاتیں جو اصل اولاد کی ہوتی ہیں۔ اب اگر دس پانچ سال کے باہمی تجربے سے دونوں بہ اعتبارِ زن و شوہر رہنا پسند کریں تو چرچ جا کر قانوناً د

Presented by www.ziaraat.com

نہ ہمارشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ ورنہ علیحدہ ہو کر پھر
دونوں اپنا اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ تلاش کر لیتے ہیں اور ذمہ داریوں
سے سُبکدوش رہتے ہیں۔ مگر اولاد کا پیدا ہونا ایک مسئلہ پھر بھی باقی رہتا،
ہے جو اکثر پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ ممکن ہے مستقبل میں حکومتیں
ایسی اولاد کے لئے قانون کچھ سخت بنا دیں اس لئے اس سے بچنے
کا واحد راستہ یہی رہ جاتا ہے کہ پہلے تو باہمی تعلقات میں ایسے
ذرائع استعمال کرنا چاہئیں جن سے اولاد کے عالم وجود میں آنے
کا خطرہ ٹل جائے۔ یہ شوق اور یہ وبا اب اس قدر عام ہو چکی ہے
کہ اس کی تفصیل لکھنا لاحاصل ہے۔ مگر ان ذرائع کے استعمال سے
فریقین میں صحت انسانی پر جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہ بڑے
بھیانک ہیں۔ اور مختلف امراض کے عالم وجود میں آنے کا موجب ہیں۔
اس لئے ان کی وجہ سے خود بخود ان ممالک میں رفتارِ پیدائش کم ہونا
شروع ہو گئی ہے۔ اور تناسب آبادی پر اثر پڑ رہا ہے۔ ممکن ہے
آہستہ آہستہ یہ رفتار عبرت انگیز طور پر گھٹ جائے مگر فی الحال اس
مسئلہ سے نمٹنے کا یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ اولاد کے عالم وجود میں
آنے کے خوف سے مطمئن ہو جائیں تا کہ کسی قسم کی ذمہ داری باقی نہ رہے۔
اور تسکین جذبات و شہوت رانی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اس کا واحد
ذریعہ یہی ہے کہ مرد مردوں پر قناعت کر لیں اور عورتیں عورتوں پر۔
چنانچہ یہ وبا تیزی سے دُنیا میں عام ہونا شروع ہو چکی ہے۔ قارئین اس

Presented by www.ziaraat.com

بارے میں مجھ سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ میرے لئے اس سے زیادہ تفصیل لکھنے میں حیا مانع ہے۔ البتہ میں یورپ و امریکہ کے سفر میں اس علامت کے بارے میں کافی ذخیرہ معلومات حاصل کر چکا ہوں اور نتیجہ سے لرزہ براندام ہوں۔

نیز میری روح گھبراتی ہے اس تصوّر سے کہ اگر خدانخواستہ ہماری زندگی ہی میں جنگ عظیم ہو گئی اور کثرت سے مرد قتل ہو گئے تو عورتوں کا تناسب آبادی کیا ہو جائے گا۔ اور ان کا حشر کیا ہو گا جب کہ حضورِ اکرمؐ نے صرف مصر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہاں تناسب آبادی پچاس عورتوں میں ایک مرد کا باقی رہ جائے گا۔ علاوہ ازیں پوری دنیا میں آج کل عورتوں کی شرحِ ولادت اس قدر زیادہ ہے کہ پڑھی لکھی حسین وجمیل لڑکیوں کا اچھا رشتہ ملنا دشوار ہو رہا ہے تو پھر مستقبل میں کیا حال ہو گا اور مردوں کے برابر حقوق طلب کرنے والی عورت کا کیا انجام ہو گا۔ اور یہ طریقہ اپنا لے کے بعد کیا موجودہ دَور کی انسانیت کا انجام بھی قومِ لوط جیسا نہ ہو گا۔ (العیاذ باللہ)

(۴) حج کا راستہ معطل ہو جائے گا:۔ یہ علامت ابھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی پوری دنیا سے سعودی عرب پہنچنے کے ذرائع موجود ہیں اور مسلمان بہ آسانی حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں لیکن بعد میں ایسا وقت آئے گا۔ ممکن ہے جنگ کی وجہ سے ایسا ہو کہ کوئی حج کے لئے آسانی سے نہ جاسکے گا بلکہ حج کا راستہ ہی

Presented by www.ziaraat.com

معطّل ہو جائے گا۔

(۵) مُحبِّ اہلبیتؑ کی گواہی نا قابلِ قبول ہو گی :- یہ علامت بھی پوری نہیں ہوئی کیونکہ ابھی تک شیعہ و محبّانِ آلِ محمدؐ کو اس قدر نا قابلِ اعتبار نہیں سمجھا جاتا کہ ان کی گواہی بھی قابلِ قبول نہ ہو۔ مگر آنے والے زمانے میں بربنائے دشمنیِ اہلبیتؑ ایسا ہو گا کہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ دوسری علامات سے بھی شیعہ دشمنی کا پتہ چلتا ہے۔ خصوصاً عراق میں شیعت کے جرم میں قتل عام ہو گا۔ جیسا کہ علاماتِ حتمیہ میں تحریر کیا جا چکا۔

(۶) اذان و نماز پڑھانے کی اُجرت لی جائے :- یہ علامت اگرچہ پوری ہو چکی ہے مگر ابھی پیش نماز صاحبان نماز کی اجرت کہہ کر نہیں لیتے بلکہ نقل و حرکت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ ممکن ہے اس کے بعد براہ راست نماز و اذان کا معاوضہ لیا جائے۔

(۷) کتاب کمال الدین میں شیخ صدوق اور کتاب غیبت نعمانی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالہ سے تحریر ہے کہ قبل از ظہور دو علامتیں ضرور ظاہر ہوں گی۔ (۱) مہینے کی پانچویں تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو مہینے کی سورج گرہن جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے اب تک ایسا نہ ہوا ہو گا اس وقت منجّمین کا حساب ناکام ہو جائے گا۔ (بحار جلد ۱۳) یہ علامت بھی ابھی مکمل نہیں ہوتی بعض روایات میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سورج گرہن

Presented by www.ziaraat.com

ماہ رمضان کی ۵ تاریخ کو ہوگا یا ۱۵ تاریخ کو اور چاند گرہن آخر ماہ میں۔

(۸) سرخ موت اور سفید موت :۔ سُرخ موت جنگ و خونریزی اور سفید موت طاعون۔ نتیجہ میں امام نے فرمایا کہ سات میں سے پانچ افراد مر جائیں گے۔ یعنی ۵/۷ آبادی ختم ہو جائے گی۔ (یہ علامت بھی باقی ہے)۔

(۹) بصرہ کی تباہی اور آسمانی آگ :۔ کتاب ارشاد شیخ مفید میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالہ سے تحریر ہے کہ ظہور کی خاص علامتوں میں آسمان میں آگ کی سُرخی کا پھیل جانا یا آسمان سے آگ کا ظاہر ہونا اور بغداد و بصرہ کی زمین کا دھنس جانا خصوصاً بصرہ میں بے حد خونریزی ہوگی۔ مکانات برباد ہو جائیں گے۔ اور وہاں کے باشندے چاروں طرف پراگندہ ہوں گے۔ بلکہ کُل اہلِ عراق پر خوف غالب ہو جائے گا (یہ علامت بھی باقی ہے)۔

(۱۰) عُریاں عورتیں :۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اصبغ ابن نباتہ سے ارشاد فرمایا کہ جب وقتِ ظہور قریب ہوگا تو وہ زمانوں میں بدترین زمانہ ہوگا۔ کیونکہ اس وقت ایسی عورتیں ظاہر ہوں گی جن کا سر اور چہرہ کُھلا ہوا ہوگا۔ اور جسم باوجود لباس عُریاں زینت و آرائش ان کا شعار ہوگا۔ اور دین خدا سے وہ خارج ہو جائیں گی۔ مردوں کے اُمور میں شرکت کریں گی۔ شہوت کی جانب راغب ہوں گی۔ لذتوں کی طرف تیزی سے دوڑیں گی اور حرام خدا کو حلال کر لیں گی ایسی عورتیں ہمیشہ جہنم میں رہیں گی اور حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورتوں

Presented by www.ziaraat.com

کے سر کے بال کوہان شتر کی طرح مختصر ہو جائیں گے (پنکھ) اس لئے تم ایسی عورتوں پر لعنت کرو۔ اس لئے کہ وہ لعنت شدہ ہیں۔ آج کل کی عورتیں خصوصاً مسلمان عورتیں ان ارشادات کی روشنی میں اپنی شکل ملاحظہ کریں۔ کیونکہ ابھی تھوڑی سی پرانی تہذیب باقی ہے۔ کچھ عورتوں کے سروں پر ابھی دوپٹہ بھی ہے اور جسم بھی ڈھکا ہوا ہے رفتہ رفتہ یہ علامت مکمل ہو رہی ہے۔ ممکن ہے بعد میں آنے والی نسل میں یہ چیزیں بالکل غائب ہو جائیں۔) علامت میں چونکہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ عورتیں دین سے خارج ہو جائیں گی تو اس سے مراد یقیناً مسلمان عورتیں ہیں۔ ورنہ مشرک و کافر عورتوں کا تو دین سے تعلق ہی کیا۔ مسلمان عورتوں کے لئے یہ علامت درس عبرت ہے۔

(۱۱) خائن و فاجر علماء: ۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ (اے ابن مسعود) آخر زمانے کے علماء بدترین خلقِ خدا ہوں گے۔ خدا ان کو ایسی حالت میں داخل دوزخ کرے گا کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے (اے ابن مسعود) وہ علماء دعویٰ کریں گے کہ وہ میرے دین اور میری سنّت پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ مجھ سے بیزار ہیں اور میں ان سے بیزار۔ خدا کی قسم جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا ہے کہ وہ علماء بندر اور سور کی شکل میں مسخ کر دیئے جائیں گے۔ یہ علماء وہ ہوں گے جنہوں نے مفاد و زینت اور حصولِ دُنیا کے لئے علم دین کو حاصل کیا ہوگا۔ خدا نے جنّت کو ان پر حرام کر دیا ہے۔ ان کا تمام علم ریاکاری پر مبنی ہوگا کیونکہ وہ خود

Presented by www.ziaraat.com

اس علم پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔[1]

کتاب روضۃ الواعظین میں تحریر ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں علماء بکثرت قتل کئے جائیں گے۔ اس طرح جیسے چور اور ڈاکو قتل کئے جاتے ہیں۔ کاش اس زمانے کے علماء خود کو نادان قرار دیتے تاکہ بچ جاتے۔ دوسرے مقام پر حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے کے علماء لوگوں کو آخرت کی ترغیب دیں گے لیکن خود دُنیادار ہوں گے۔ یہ علماء جبّار و متکبّر و دشمنِ خدا ہوں گے۔ (بحار) اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان علماء کا میلان فلسفہ اور تصوف کی جانب ہوگا۔ خدا کی قسم یہ علماء شریعت اسلام کے راستے کو ترک کر کے راہِ حق میں تحریف کی کوشش کریں گے۔ (اور نئے نئے عقائد سے) ہمارے دوستوں اور شیعوں کو گمراہ کریں گے۔ ان کی زندگی ریاکاری اور تزویر سے بھرپور ہوگی تاکہ لوگوں کی توجہ کا مرکز ہو سکیں اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے ایسے علماء سے دُوری اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ علماء پارٹیاں بنائیں گے اور ان کے سہارے زندگی بسر کریں گے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرے منبر پر عورتیں چڑھیں گی ایسی حالت میں کہ نجس ہوں گی[2] اور بندر مشغولِ رقص ہوں گے۔ یعنی بچّے اور

[1] علماء کی ریاکارانہ حرکتوں کے لئے مجھے لکھتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ قارئین محترم ان کے اقدامات۔ ان کے استقبالیہ جلسہ اور ان کی تقریریں اور ان کے طرز زندگی کو خود ملاحظہ کریں اور آئمہ کے قول کی تصدیق کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

بے پڑھے لکھے لوگ منبر پر عجیب و غریب حرکتیں کریں گے اور تقریریں کرینگے۔
یہ علامت بہت کچھ پوری ہو چکی ہے اور باقی پوری ہو رہی ہے۔
(کتاب "احترام منبر" ملاحظہ فرمائیں)۔

(۱۲) **مختلف علامات**:- از کتاب غیبت طوسی: فضیل بن شاذان بحوالہ حضرت امام جعفر صادق بیان کرتا ہے کہ قائمؑ کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ۱۲ بنی ہاشم اپنے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ نہ کرلیں۔ (ابھی یہ علامت شاید باقی ہے) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قبل از ظہور خاص علامت پہلی مرتبہ ٹڈیوں کا آنا اپنے وقت پر اور پھر سرخ خونی رنگ کی ٹڈیوں کا آنا غیر وقت پر ضروری ہے۔

حضرت عمار یاسر نے فرمایا کہ ظہور کا اس وقت انتظار کرنا جب ترک (روسی) روم (انگریز، عیسائی آپس میں جنگ شروع کردیں اور روئے زمین جنگ کی لپیٹ میں آجائے تو اس وقت جب دمشق کے قلعہ سے آواز بلند ہو۔ اور دمشق کی مسجد کی دیوار برباد ہو جائے تو وقت قریب ہوگا۔ کیونکہ اس وقت دمشق فتح ہو جائے گا اور شام کا ایک دیہات جس کا نام جابیہ ہوگا زمین میں دھنس جائے گا۔ (علامت باقی ہے۔ روسی ترک جزیرہ (یعنی جزیرۃ العرب) میں اور رومی (عیسائی) رملہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اس سال مغرب میں شدید اختلافات پیدا ہوں گے۔ اور پہلا علاقہ جو برباد ہوگا وہ شام ہے۔ یہاں تین جھنڈے جمع ہوں گے۔ (۱) سرخ و سفید (۲) سیاہ و سفید

Presented by www.ziaraat.com

(۳) سفیانی کا جھنڈا۔ (علامت باقی ہے)۔

سعید ابن جبیر نے بیان کیا جس سال امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اس سال چوبیس ۲۴ مرتبہ بارش ہوگی۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے ارشاد فرمایا کہ ظہور سے پہلے عوف بن سلمی جزیرہ سے خروج کرے گا۔ اس کے بعد سفیانی ملعون کا وادئ یالیس سے خروج ہوگا۔

از کتاب علائم الظہور:۔ وقت ظہور کی خاص علامت آنحضرت ص کی شمشیر کا خود بخود غلاف سے باہر آنا ہے۔ دجال کا خروج اور دریائے ساوہ میں پانی کا آجانا۔ سالِ ظہور میں درختوں کے میووں کا خراب ہو جانا۔ ایسے ٹیلیفون کا عام ہو جانا ہے جس میں دُور دراز سے بات کرنے والے کی تصویر بھی نظر آئے۔ شہر قم سے علم کا منتشر ہونا۔ ایران کے سکے کا عراق میں رواج ختم ہو جانا۔ منبروں پر جاہلوں کا اور اطفال کا بصورت خطیب نمودار ہونا[۲]۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا اہلِ مدینہ سے مخاطب ہو کر کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہارا مقابلہ ترکوں سے نہ ہو جائے۔ وہ جماعت جن کی آنکھیں چھوٹی چہرے سُرخ دماغ چھوٹے چہرے چوڑے پُر گوشت ہوں۔ بخاری میں ہے کہ اُن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ (چینی)۔

---

[۱] علائم الظہور۔ ص ۵۷ علائم الظہور ص ۵۷

[۲] علائم الظہور ص ۸۷ ۔ (نوٹ) مندرجہ حوالے علامت نمبر ۱ سے متعلق ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

کتاب مہدی منتظر میں حجۃ الاسلام آقائے حاج محمد جواد خراسانی نے تحریر فرمایا ہے کہ قبل از ظہور مندرجہ علامات کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(۱) شدّتِ فتنہ و فساد و جنگ۔ اس کی انتہا یہ ہو گی مطابق ارشاد پیغمبر اکرمؐ کہ صفحۂ ارض پر کسی جگہ کوئی پناہ گاہ باقی نہ رہے گی۔ اور مطابق ارشاد حضرت امام محمد باقرؑ انسانوں کا حال ان خوف زدہ بکریوں کی مانند ہو جائے گا جو نہ اپنا دفاع کر سکتی ہوں اور نہ انھیں پناہ مل سکتی ہو۔ اور قصاب چھری بدست سر پر موجود ہو۔ عقل مندوں کی عقلیں اس فتنہ سے اس طرح زائل ہو جائیں گی گویا عقلمند انسان جانور ہو گئے ہوں۔ دُنیا کے ہر گوشے میں فتنہ برپا ہو گا۔ اس وقت لوگ مرنے کی تمنا کرنے لگیں گے۔ قبروں پر جا کر مُردوں سے کہیں گے کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ بھائی بھائی کو قتل کرے گا۔

(۲) کوفہ میں دارالامارۃ کی دوبارہ تعمیر۔ کوفہ کے دریائے فرات پر عظیم پُل کی تعمیر جہاں ستّر ہزار آدمی قتل ہوں گے۔ اور دریائے فرات کا پانی رنگین ہو جائے گا۔ تین جھنڈے کوفہ میں جمع ہوں گے مگر قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔

(۳) حکومتیں تیزی سے منقلب ہوں گی صبح کو کوئی حاکم ہو گا اور شام کو کوئی اور حاکم ہو گا۔

(۴) شدید قحط سالی ہو گی تین سال تک مسلسل۔

(۵) زلزلے بہت زیادہ آئیں گے پوری دنیا میں خصوصًا شام کا زلزلہ

Presented by www.ziaraat.com

جس میں ایک لاکھ آدمی مرجائیں گے۔

(۶) مشرق میں بارہ (۱۲) مشتبہ جھنڈے یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گے جن میں تعین نہ ہو سکے گا کہ کون سا جھنڈا ہدایت کا ہے۔ اور کون سا گمراہی کا۔

(۷) بغداد میں پتھروں کی بارش ہو گی اور سُرخ ہوا چلے گی جس سے چہرے جُھلس جائیں گے۔ اور وہاں کے علما کی شکلیں سؤر اور بندر جیسی ہو جائیں گی۔ چہروں کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہو جائیں گی۔

(۸) سال ظہور میں سردی بہت ہو گی۔

(۹) کتاب بحار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :- سیاتی زمان تکون بلدة قم واھلھا حجة علی الخلائق الخ۔ یعنی بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ شہر قم اور وہاں کے رہنے والے مخلوقات دُنیا پر حجت ہوں گے۔ اور وہاں کے پروگرام سے استفادہ کریں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ دُنیا کا جو ستمگر بھی قم کی جانب بُرائی کا قصد کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (اکثر علماء نے اس روایت کی مطابقت آیۃ اللہ خمینی مدظلہ کے دور سے کی ہے۔)

(۱۰) سفینۃ البحار میں حضرت موسیٰ ابن جعفر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قم سے ایک شخص کھڑا ہو گا جو لوگوں کو حق کی دعوت دے گا لوگوں کے گروہ لوہے کے ٹکڑوں کی طرح اس کے گرد جمع

Presented by www.ziaraat.com

ہو جائیں گے۔ جن کو زمانہ کی تند و تیز ہوائیں اپنے مقام سے نہ ہٹا سکیں گی۔ وہ لوگ جنگ و رزم سے نہ خستہ ہوں گے نہ دل تنگ۔ ان میں ہراس و خوف قطعاً پیدا نہ ہوگا۔ ان کا ذات خدا پر توکّل ہوگا اور انجام نیک تو پرہیزگاروں سے متعلق ہے۔ (یہ روایت بھی آیت اللہ خمینی سے متعلق ہے۔) شاید

(۱۱) کتاب عقائد الامامیہ اثنا عشریہ میں حضرت امیرالمومنین سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اطرافِ جہان سے یہودی سمٹ کر فلسطین میں آئیں گے۔ اور اپنے لیے ایک حکومت قرار دیں گے۔ پہلے جو لوگ ان سے جنگ کریں گے شکست کھائیں گے پھر مسلمان عربوں سے متحد ہو جائیں گے۔ تو سب مل کر جنگ کریں گے اور فتحمند ہوں گے اور کوئی یہودی فلسطین میں باقی نہ رہے گا۔ انشاء اللہ۔

میں نے نہایت اختصار سے چند علامات ضروری جن میں سے اکثر واقع نہیں ہوئیں تحریر کردی ہیں تاکہ صاحبانِ ذوق ان کی جانب متوجہ رہیں۔ مزید تحریر کرنے میں کتاب کے طولانی ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر حیاتِ مستعار نے فرصت دی اور حضرت حجّت علیہ السلام کے صدقے میں صحت کسی قابل رہی تو بعد کو مختصراً ظہور کے سال کی علامات اور بعد از ظہور کی تفصیلات حضرت کی حکومت کی شان اور مومنین کی آن بان اسلام کا فروغ اور رجعت آئمہ علیہم السلام پر کچھ تحریر کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

مطالعہ کرنے والے حضرات مجھے اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں گے۔ اور اپنے مفید مشوروں سے مجھے نوازیں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

غیبتِ کبریٰ میں شیعوں کی ذمّہ داری

(۱) مختلف کتب میں تحریر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بعد نمازِ صبح و ظہر کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ وہ ہرگز نہ مرے گا۔ جب تک کہ حضرت حجت (عج) سے ملاقات نہ کرلے۔ کہنے سے مراد ہے کہ عادت ڈال لے ہمیشہ کہا کرے بلکہ ہمیشہ درود اسی طرح پڑھا کرے۔

(۲) دعائے عہد نامہ اور دعائے تعجیل ظہور کا پڑھنا آخری زمانے کی ہلاکتوں اور فتنوں سے نجات کا ضامن ہے۔ (دونوں دعائیں کتاب مفاتیح الجنان میں موجود ہیں۔)

(۳) دعائے غریق ہر دن اور ہر رات بلکہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے دین محفوظ رہے گا۔ گمراہی سے نجات ملے گی۔ دعا یہ ہے:۔ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ آئمہ علیہم السلام نے اس دعا کے لئے بے حد ہدایت فرمائی ہے۔ مومن کا فرض ہے کہ غافل نہ ہو۔

(۴) حضرت کے وجود کی سلامتی کے لئے دعا کرنی چاہیئے آپ کی حفاظت کے لئے صدقہ دینا اور دوسرے اعمالِ خیر

Presented by www.ziaraat.com

نیابت میں بجالانا چاہئیں۔ خصوصاً دعا:۔ اللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الخ۔
مفاتیح الجنان پڑھنا چاہیئے۔

(۵) اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں میں حضرت سے رجوع کرنا چاہیئے
آپ کی خدمت میں کسی بھی وقت عریضہ بھیجنا چاہیئے۔ آپ سے
مدد طلب کرنی چاہیئے۔ یا صاحب الزماں ادرکنی۔

ھدایت خصوصی:۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے غیبت کبریٰ کے زمانے میں مومنین کو خصوصی ہدایت فرمائی کہ تقیہ کی زندگی اختیار کریں۔ اپنے عقیدۂ باطنی کو پوشیدہ رکھیں۔ زبان کی حفاظت رکھیں۔ پروپیگنڈے سے اپنے کو بچائے رکھیں۔ اس طرح زندہ رہیں جس طرح پرندوں میں شہد کی مکھی جس کو سب کمزور سمجھتے ہیں مگر اس میں پوشیدہ شہد سے ناواقف ہیں۔ اسی طرح مومن زندہ رہیں۔

اس لئے تم زبان و بدن سے لوگوں سے میل جول رکھنا۔ لیکن دل سے اور عمل سے ان سے علیحدہ رہنا خدا کی قسم مجھے علم ہے کہ اس وقت تم آٹے میں نمک کی طرح رہ جاؤ گے۔ یعنی صرف زبان سے خود کو میرا شیعہ کہو گے مگر دل سے نہ ہو گے۔

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹا تیرا کیا حال ہو گا اس وقت جب تو ایسی قوم کو پائے گا جس کے بچے شریر و خبیث، جوان جری دلے باک، بزرگ

Presented by www.ziaraat.com

امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے گریز کرنے والے اس قوم کے دانا ودانشور مکار و دھوکے باز اور حق کی پیروی سے چشم پوشی اور خواہشات دنیا کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ ان کے دل سیاہ ہوں گے۔ وہ آوازِ حق کو نہ سنیں گے۔ اگر تو ان کا ساتھ دے گا تو وہ تجھے فریب میں مبتلا کر دیں گے۔ ظاہر میں تیرے ساتھی اور باطن میں تیرے دشمن ہوں گے۔ سنتیں ان کے درمیان سے اٹھ جائیں گی اور بدعتیں ان میں ظاہر ہوں گی۔

پس اے بیٹا جب تو ایسا زمانہ دیکھ لے تو ان کے درمیان اونٹ کے دو سالہ بچے کی مانند ہو جانا جس پر نہ بوجھ لادا جا سکے نہ جس کی اون کاٹی جا سکے اور نہ جس سے دودھ حاصل کیا جا سکے۔ (مقصد یہ کہ اس دور میں بالکل خاموش زندگی بسر کرنا کیونکہ وہ بدترین زمانہ ہو گا) پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ ایسا زمانہ ہو گا کہ اگر تو عالم ہو گا تو تیری غیبت کی جائے گی اور اگر جاہل ہو گا تو کوئی ہدایت و راہ نمائی کرنے والا نہ ہو گا۔ اگر تو علم طلب کرے گا تو لوگ کہیں گے بیہودہ زحمت برداشت کر رہا ہے اگر علم کو ترک کرے گا تو کہیں گے تو عاجز و مجبور ہے۔ اگر تو عبادت میں مشغول ہو گا تو بے کار کہلائے گا اگر خاموش رہے گا تو کہیں گے گونگا ہے۔ اگر کلام کرنے والا ہو گا تو کہیں گے زبان دراز ہے۔ اگر تو خیرات کرے گا تو فضول خرچ کہلائے گا۔ اگر کفایت شعار ہو گا تو کہیں گے کنجوس ہے۔ اگر ضروریات میں لوگوں کا محتاج ہو گا تو تجھ سے دوری اختیار کریں گے اور تیری مذمت میں مصروف ہوں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

اگر لوگوں کی جانب متوجہ ہو گا تو تجھ پر مختلف تہمتیں اور بہتان تراشے جائیں گے لہذا ایسے زمانہ کے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے خاموش زندگی بسر کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے دین کی پابندی کرتے رہنا۔ (مقصد یہ کہ اس زمانہ میں انسان کو کسی طرح سکون نصیب نہ ہو گا اگر کچھ نجات ہو گی تو خاموش رہنے، زبان کی حفاظت کرنے اور پروپیگنڈہ سے باز رہنے میں ہو گی شاید اب وہی زمانہ آگیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

علامت خاص الخاص

کتاب بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بہت جلد کوفہ مومنین سے خالی ہو جائے گا اور وہاں سے علم اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد علم اس شہر سے ظاہر ہو گا جس کو قم کہتے ہیں وہ شہر معدن علم وفضل ہو گا وہاں سے علم دین نشر ہو گا۔ انتہا یہ کہ روئے زمین پر کوئی فرد ایسا نہ رہے گا جو دین میں مستضعف ہو یعنی دین اسلام سے بے خبر ہو۔ حتیٰ کہ پردہ نشین عورتیں بھی دین سے واقف ہو جائیں گی مگر یہ ہم آل محمدؐ کے قائمؑ کے ظہور کے نزدیک ہو گا۔ (انقلاب اسلامی ایران کے بعد حضرت امام خمینی مدظلہ العالی کے وجود کی برکت سے یہ علامت اس دور میں مکمل طور سے پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہے لہذا مطابق ارشاد امام صادق علیہ السلام اب وقت ظہور بہت نزدیک ہے۔ عجل اللہ تعالیٰ فرجک وجعلنا من انصارک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Presented by www.ziaraat.com

دعائے حضرت صاحب العصر و الزمان علیہ السلام

اس دعا کو حضرت حجت علیہ السلام نے ایک شدید مصیبت میں مبتلا شخص کو کاظمین علیہ السلام کے روضہ میں بذات خاص تعلیم فرمایا جس نے اس دعا کی برکت سے بہت جلد مصیبت سے نجات پائی۔

موجودہ دنیا کے دورِ مصائب میں اس دعا کا ورد حیرت انگیز نتائج کا آئینہ دار ہے۔ لہٰذا مومنین بعد نماز اس کی تلاوت سے غافل نہ رہیں۔

دعا یہ ہے:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِلٰهِي عَظُمَ الْبَلَاءُ وَبَرِحَ الْخَفَاءُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ وَضَاقَتِ الْأَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَاءُ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أُولِي الْأَمْرِ الَّذِينَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ وَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجًا عَاجِلًا قَرِيبًا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اكْفِيَانِي فَإِنَّكُمَا كَافِيَانِ وَانْصُرَانِي فَإِنَّكُمَا نَاصِرَانِ يَا مَوْلَانَا يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ الْغَوْثَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي السَّاعَةَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ ؕ

Presented by www.ziaraat.com

غیبت کبریٰ کے زمانے میں دعائے وحدت کی پابندی

بہت سے اجتماعی مصائب سے نجات کی ضامن ہے خصوصاً اس زمانے میں نماز جماعت میں پابندی بے حد موثر ہے۔

دُعائے وحدت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدائے واحد کے اور ہم سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں نہیں ہے کوئی معبود

اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ

سوائے اللہ کے۔ ہم اسکے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے ہم پورے اخلاص سے اسکی عبادت کرتے ہیں خواہ

كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّ اٰبَآئِنَا

مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ ہمارا اور ہمارے آباء و اجداد کا پروردگار ہے۔

الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ

جو ہم سے پہلے تھے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ یکتا ہے وہ یکتا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا

وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَهُ الْمُلْكُ

اس نے اپنے بندہ کی مدد کی اپنے لشکر کو فتح عطا کی دشمنوں کو شکست فاش دیکر تنہا چھوڑ دیا اسکے لیے ہمیشہ بادشاہی ہے

وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمِيْتُ وَيُحْيِيْ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ

اور وہی لائق حمد و ثنا ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی موت دیتا ہے وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے وہ ایسا زندہ ہے جسکے لیے موت نہیں وہی مالک خیر ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تمت بالخیر

Presented by www.ziaraat.com

فہرستِ کتب جن سے مدد لی گئی

۱ - آخر ساعہ مجلہ مصری
۲ - الانباء مجلہ کویتی
۳ - اخبار مسکو چاپ شوروی
۴ - جمہوریت چاپ بغداد
۵ - الفکر الجدید مجلہ عراقی
۶ - نہایۃ الادب لغت
۷ - اثبات الہداۃ شیخ حرّ عاملی
۸ - احتجاج طبرسی
۹ - ارشاد مفید
۱۰ - اصول کافی
۱۱ - اعلام الوریٰ
۱۲ - الزام الناصب
۱۳ - الانوار النعمانیہ
۱۴ - بحار الانوار
۱۵ - البیان آیت اللہ خوئی
۱۶ - تاریخ غیبۃ الکبریٰ
۱۷ - جغرافیائے جہاں
۱۸ - جمال الاسبوع
۱۹ - جنۃ الماویٰ
۲۰ - جواہر الکلام
۲۱ - حدائق
۲۲ - الذریعہ
۲۳ - روضات الجنّات
۲۴ - ریاض العلماء
۲۵ - سفینۃ البحار
۲۶ - سنن ترمذی
۲۷ - سیرت حلبی
۲۸ - العبقری الحسان
۲۹ - الغدیر
۳۰ - غیبتِ شیخ طوسی
۳۱ - فرہنگ نامہ
۳۲ - قاموس الاعلام
۳۳ - کلمۃ الامام المہدی ع
۳۴ - کنز العمال
۳۵ - مثلث برمودا
۳۶ - مجالس المومنین
۳۷ - مصباح کفعمی
۳۸ - نجم الثاقب
۳۹ - نہج البلاغۃ
۴۰ - ینابیع المودۃ

Presented by www.ziaraat.com

قیامت صغریٰ

(حصہ اوّل)

مولانا سید محمد عباس قمر زیدی کی مشہور کتاب قیامت صغریٰ "چھٹا ایڈیشن" جس میں حیرت انگیز علامات ظہور امام، مشرق وسطیٰ میں ایٹمی جنگ۔ ایران میں شہنشاہیت کا خاتمہ۔ زمین و آسمان کے درمیان آگ۔ آسمانی چیخ۔ زلزلوں کی زیادتی۔ سانپوں کی بارش، چینیوں کا عرب میں داخلہ، نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور امام مہدی علیہ السلام جیسے مضامین درج ہیں۔ جلد خرید فرمائیے۔ قیمت ۲۰ روپے۔

"روحوں کا سفر" موت کے بعد

حضرت حجۃ الاسلام آقائے نجفی قوچانی اعلیٰ اللہ مقامہ کی مشہور تالیف "سیاحت غرب" یا سرنوشت ارواح بعد از مرگ کا اردو ترجمہ جس میں عالم برزخ کی عقوبات و عذاب کی مکمل کیفیت۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں نجات کے طریقے۔ ہمزاد کی کارستانیاں جسم تمثیلی کی کارگذاریاں۔ محبت اہلبیتؑ کے ثمرات اور روز حساب تک تک سفر کی مکمل روئداد درج ہے۔ قیمت: ۲۰ روپے

جلد خرید فرمائیں۔